باسمہٖ تعالیٰ

بسلسلہ: نماز کے فضائل واحکام

نماز کے بعد دُعا اور ذکر

کے
فضائل واحکام

مصنِّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

باسمہٖ تعالیٰ

بسلسلہ: نماز کے فضائل واحکام

نماز کے بعد دُعا اور ذکر

کے فضائل واحکام

نماز کے بعد مسنون دُعاؤں اوراذکار کی فضیلت اور دیگر متعلقہ مسائل پر بحث

نماز کے بعد مسنون دعاؤں واذکار مثلاً تسبیحِ فاطمی، آیتُ الکرسی، معوّذتین وغیرہ

سے متعلق احادیث وروایات اور اُن کی تحقیق

عورت ومرد، تنہا اور باجماعت نماز پڑھنے والے کے لیے اور باجماعت پڑھی گئی نماز کے بعد

امام اور مقتدیوں کے دُعا کرنے کا شرعی حکم

دُعا میں ہاتھ اُٹھانے اور دُعا کے اختتام پر ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنے کی شرعی حیثیت

دُعا کے بلند یا آہستہ آواز سے کرنے؟ سنتوں کے بعد امام اور مقتدیوں کے مل کر دعا کرنے

اور جمعہ وعیدین کے بعد دعا اور نماز کے بعد دائیں بائیں رُخ کرنے پر کلام

یہ اور ان جیسے مسائل پر معتدل ومدلّل باحوالہ گفتگو

مصنِّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

www.idaraghufran.org

Idara Ghufran

(جملہ حقوق بحق ادارہ غفران محفوظ ہیں)

نام کتاب: نماز کے بعد دُعا اور ذکر کے فضائل واحکام

مصنّف: مفتی محمد رضوان

طباعتِ اوّل: شوال ۱۴۲۸ھ بمطابق نومبر 2007ء طباعتِ دوم: محرم ۱۴۳۳ھ دسمبر 2011ء

صفحات: ۱۷۶

ملنے کے پتے

کتب خانہ ادارہ غفران: چاہ سلطان، گلی نمبر 17، راولپنڈی۔فون: 051-5507270

ادارہ اسلامیات: ۱۹۰، انارکلی، لاہور۔فون: 042-37353255

کتب خانہ رشیدیہ: مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی۔فون: 051-5771798

دارالاشاعت: اردو بازار، کراچی۔فون: 021-32631861

مکتبہ سید احمد شہید: 10-الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔فون: 042-37228196

مکتبہ اسلامیہ: گامی اڈہ، ایبٹ آباد۔فون: 0992-340112

ادارہ اشاعت الخیر: شاہین مارکیٹ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔فون: 061-4514929

ادارۃ المعارف: دارالعلوم کراچی۔فون: 021-35032020

مکتبہ سراجیہ: چوک سیٹلائیٹ ٹاؤن، سرگودھا۔فون 048-3226559

مکتبہ سرحد: خیبر بازار، پشاور۔فون: 091-2212535

ملت پبلیکیشرز بک شاپ: شاہ فیصل مسجد، اسلام آباد۔فون: 051-2254111

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان۔فون: 061-4540513

مکتبہ العارفی: نزد جامعہ امدادیہ، ستیانہ روڈ، فیصل آباد۔فون: 041-8715856

کتب خانہ شمسیہ، نزد اریگیشن مسجد، سریاب روڈ، کوئٹہ۔فون: 0333-7827929

مکتبہ معارف القرآن، دارالعلوم کراچی۔فون: 021-35123130

تاج کمپنی، لیاقت روڈ، گوالمنڈی، راولپنڈی۔فون: 051-5774634

مکتبۃ القرآن: گورومندر، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔فون: 021-34856701

مکتبہ الفرقان، اردو بازار، گوجرانوالہ۔فون: 055-4212716

مکتبہ القرآن: رسول پلازہ، امین پورہ بازار، فیصل آباد۔فون: 041-2601919

اسلامی کتب خانہ، پھولوں والی گلی، بلاک نمبر 1، سرگودھا۔فون: 048-3712628

اسلامی کتاب گھر: خیابانِ سرسید، سیکٹر 2، عظیم مارکیٹ، راولپنڈی۔فون: 051-4830451

مکتبہ قاسمیہ، الفضل مارکیٹ، 17، اردو بازار، لاہور۔فون: 042-37232536

الخلیل پبلشنگ ہاؤس: اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی۔فون: 051-5553248

قرآن محل، اقبال مارکیٹ، کمیٹی چوک، راولپنڈی۔فون: 0321 0312-5123698

فہرست

شمار نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۱	**تمہید** (از مؤلف)	۹
۲	**سوال**	۱۰
۳	**جواب**	۱۱
۴	**نماز کے بعد دعا سے متعلق افراط وتفریط اور اعتدال**	//
۵	**احادیث وروایات سے نماز کے بعد دُعا کا ثبوت**	۱۳
۶	پہلی روایت:	۱۴
۷	دوسری روایت:	۱۶
۸	تیسری روایت:	۱۷
۹	چوتھی روایت:	۱۸
۱۰	پانچویں روایت:	۱۹
۱۱	چھٹی روایت:	//
۱۲	ساتویں روایت:	۲۳
۱۳	آٹھویں روایت:	۲۵
۱۴	نویں روایت:	۲۶
۱۵	دسویں روایت:	۲۷
۱۶	گیارہویں روایت:	۲۸
۱۷	بارہویں روایت:	۲۹

Idara Ghufran

۱۸	تیرہویں روایت:	۳۰
۱۹	چودہویں روایت:	۳۱
۲۰	پندرہویں روایت:	۳۲
۲۱	سولہویں روایت:	۳۴
۲۲	سترہویں روایت:	۳۶
۲۳	اٹھارہویں روایت:	۳۷
۲۴	انیسویں روایت:	۳۸
۲۵	بیسویں روایت:	۳۹
۲۶	اکیسویں روایت:	۴۱
۲۷	بائیسویں روایت:	۴۲
۲۸	تیئسویں روایت:	۴۳
۲۹	چوبیسویں روایت:	۴۴
۳۰	پچیسویں روایت:	۴۵
۳۱	چھبیسویں روایت:	۴۶
۳۲	ستائیسویں روایت:	۴۷
۳۳	اٹھائیسویں روایت:	۴۸
۳۴	انتیسویں روایت:	۴۹
۳۵	**فجر اور عصر کے بعد طویل ذکر کی فضیلت**	۵۲
۳۶	**نماز کے بعد تسبیح فاطمی کی فضیلت**	۵۹
۳۷	**نماز کے بعد آیۃ الکرسی کی فضیلت**	۶۹

Idara Ghufran

۳۸	**نماز کے بعد معوذتین کی فضیلت**	۷۰
۳۹	**دعا میں ہاتھ اُٹھانے کی شرعی حیثیت**	۷۴
۴۰	پہلی روایت:	//
۴۱	دوسری روایت:	۷۵
۴۲	تیسری روایت:	۷۶
۴۳	چوتھی روایت:	۷۷
۴۴	پانچویں روایت:	//
۴۵	چھٹی روایت:	۷۸
۴۶	ساتویں روایت:	۷۹
۴۷	آٹھویں روایت	//
۴۸	نویں روایت:	//
۴۹	دسویں روایت:	۸۰
۵۰	گیارہویں روایت:	۸۱
۵۱	بارہویں روایت:	۸۳
۵۲	تیرہویں روایت:	۸۴
۵۳	چودہویں روایت:	۸۵
۵۴	پندرہویں روایت:	//
۵۵	سولہویں روایت:	۸۶
۵۶	**دعا سے فراغت پر چہرے پر ہاتھ پھیرنے کی حیثیت**	۹۴
۵۷	پہلی روایت:	//

۵۸	دوسری روایت:	۹۵
۵۹	تیسری روایت:	۹۷
۶۰	چوتھی روایت:	۹۸
۶۱	پانچویں روایت:	۹۹
۶۲	چھٹی روایت:	۱۰۰
۶۳	ساتویں روایت:	۱۰۲
۶۴	**متعدد محدثین، فقہاء وعلماء سے نماز کے بعد دُعا کا ثبوت**	۱۰۹
۶۵	امام بخاری رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۶۶	شارح بخاری حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۶۷	امام نسائی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۱۰
۶۸	امام عبدالرزاق رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۶۹	امام ابنِ حبان رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۷۰	امام ابنِ خزیمہ رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۱۱
۷۱	امام ابنِ منذر رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۷۲	امام بیہقی رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۷۳	امام بوصیری رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۱۲
۷۴	علامہ ہیثمی رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۷۵	امام شافعی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۱۳
۷۶	شارحِ مسلم امام نووی شافعی رحمہ اللہ کا حوالہ	//

Idara Ghufran

۷۷	علامہ ابنِ حجر ہیتمی شافعی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۱۴
۷۸	علامہ شیخ سلیمان جمل شافعی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۱۵
۷۹	علامہ سلیمان بن محمد بجیرمی شافعی رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۸۰	علامہ ابنِ رجب حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۱۶
۸۱	علامہ موسیٰ بن احمد حجاوی مقدسی حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۸۲	علامہ منصور بن یونس بہوتی حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۱۷
۸۳	علامہ مصطفیٰ بن سعد رحیبانی حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۱۸
۸۴	علامہ ابوالحسن علی بن سلیمان مرداوی حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۱۹
۸۵	امام مالک رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۸۶	علامہ قرافی مالکی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۲۰
۸۷	علامہ ابنِ رشد قرطبی مالکی رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۸۸	علامہ احمد بن غنیم نفراوی مالکی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۲۱
۸۹	علامہ ابنِ حاج مالکی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۲۳
۹۰	علامہ حصکفی حنفی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۲۴
۹۱	علامہ ابنِ نجیم حنفی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۲۵
۹۲	علامہ حسن بن عمار شرنبلالی حنفی رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۹۳	علامہ ابنِ ہمام حنفی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۲۶
۹۴	ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۲۷
۹۵	فتاویٰ قاضی خان اور فتاویٰ ہندیہ کا حوالہ	۱۲۸

Idara Ghufran

۹۶	حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۲۹
۹۷	علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۳۰
۹۸	مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۳۳
۹۹	مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۱۰۰	**چند اہلِ حدیث اہلِ علم حضرات کا حوالہ**	۱۳۵
۱۰۱	علامہ مبارک پوری صاحب کا حوالہ	//
۱۰۲	نواب صدیق حسن خان صاحب کا حوالہ	//
۱۰۳	سید نذیر حسین صاحب کا حوالہ	۱۳۶
۱۰۴	فتاویٰ ثنائیہ کا حوالہ	//
۱۰۵	**نماز کے بعد دعا وذکر سے متعلق چند ہدایات وتنبیہات**	۱۳۷
۱۰۶	(۱)......نماز کا سلام پھیر کر امام کس طرف رُخ کرے؟	//
۱۰۷	(۲)......نماز کے بعد دعا سنت ومستحب عمل ہے	۱۴۵
۱۰۸	(۳)......سلام پھیرنے کے بعد دعا نماز کے باہر کا عمل ہے	۱۴۸
۱۰۹	(۴)......جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں، اُن میں مختصر دعا	۱۵۲
۱۱۰	(۵)......نماز کے بعد دعا وذکر آہستہ آواز میں افضل ہے	۱۵۵
۱۱۱	(۶)......دعا اصل مانگنے کا عمل ہے، نہ کہ پڑھنے کا	۱۶۰
۱۱۲	(۷)......جماعت کے اختتام پر امام ومقتدیوں کا ایک وقت میں دعا کرنا	۱۶۱
۱۱۳	(۸)......سنتوں سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں کا مِل کر دعا کرنا	۱۶۸
۱۱۴	(۹)......جمعہ وعیدین کی نماز کے بعد دعا	۱۷۲
۱۱۵	(۱۰)......نماز کے بعد پیشانی پر ہاتھ رکھ کر دعا پڑھنا	۱۷۴

تمہید

(از مؤلف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مستند ومعتبر احادیث وروایات میں نماز کے بعد اور بالخصوص فرض نماز کے بعد مختلف دعاؤں اوراذکار کا ذکر آیا ہے، جن کو اہلُ السنۃ والجماعۃ کے بڑے بڑے محدثین وفقہائے کرام نے معتبر قرار دیا ہے، اور ان پر گفتگو کی ہے، لیکن قُربِ قیامت کے اس دور میں جہالت وعصبیت اور آزادانہ رائے زنی وغیرہ کی وجہ سے اس بارے میں افراط وتفریط پائی جارہی ہے، اور معتدل موقف کو نظر انداز کیا جارہا ہے۔

چنانچہ ایک گروہ تو نماز کا سلام پھیرنے کے بعد سِرے سے کسی دعاوذکر کا قائل ہی نہیں، اور ایک گروہ اس عنوان سے کئی مفاسد ومنکرات میں مبتلا ہے۔

اس لئے ضرورت تھی کہ اس بارے میں مدلَّل ومفصَّل انداز میں صحیح ومعتدل موقف کی نشاندہی کی جائے۔

اسی دوران ایک سوال کے جواب میں بندہ نے کچھ تفصیل کے ساتھ اس موضوع پر روشنی ڈالی تھی، اور یہ مضمون بعد میں ''فرض نماز کے بعد دُعا کے شرعی احکام'' کے نام سے رسالہ کی شکل میں شائع ہوا تھا، لیکن اس کی اشاعت کے بعد کچھ دوسرے ایسے پہلو سامنے آتے رہے کہ جن پر مزید بحث وتحقیق کی ضرورت تھی، جب اس رسالے کی دوسری مرتبہ اشاعت کا مرحلہ پیش آیا تو بندہ نے ان پہلوؤں پر تحقیق وتخریج کا اہتمام کیا، جس کے نتیجے میں وہ مختصر مضمون اور رسالہ قدرے مفصَّل ومبسوط ہوگیا، اور اس کو ''نماز کے بعد دعا اور ذکر کے فضائل واحکام'' سے موسوم کیا گیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائیں، اور حق کو سمجھنے وقبول کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔ محمد رضوان۔ ۲۴/ ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ۔ 21/ نومبر/ 2011ء۔ بروز پیر

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

نماز کے بعد دُعا کرنا اور دُعا میں ہاتھ اُٹھانا اور دُعا کے اختتام پر چہرے پر ہاتھ پھیرنا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے ثابت ہے یا نہیں؟، اور فقہائے کرام کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

نیز اگر نماز جماعت کے ساتھ پڑھی جائے تو امام اور مقتدیوں کو ایک ساتھ دُعا کرنا کیسا ہے؟ بعض لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں، اور وہ نماز کے بعد قطعاً دُعا نہیں کرتے؛ جبکہ بعض لوگ نماز کے بعد دُعا پر بہت زور دیتے ہیں اور بعض جگہ نماز کے بعد امام اور مقتدی سب ایک ساتھ مل کر اس طرح دُعا کرتے ہیں کہ امام صاحب بلند آواز سے عربی یا دوسری زبان میں دُعا کرتے ہیں اور مقتدی اس امام کی دُعا پر بلند آواز سے آمین آمین کہتے جاتے ہیں؛ اس طرح بلند آواز سے دُعا کرنے کی وجہ سے جو مقتدی اپنی چھوٹی ہوئی نماز کی رکعت ادا کر رہے ہوتے ہیں، اُن کی نماز میں خلل آتا ہے۔

اور اس سلسلہ میں جب مختلف ائمہ حضرات سے مسئلہ معلوم کیا جاتا ہے تو کوئی کچھ جواب دیتا ہے اور کوئی کچھ جواب دیتا ہے۔

آپ سے درخواست ہے کہ اس مسئلہ کو تفصیل سے بیان فرمادیں۔

اور اس سلسلہ میں جو صحیح موقف ہو، اور افراط وتفریط سے پاک ہو، وہ مدلَّل ومفصَّل انداز میں بیان فرمادیں۔

جزاکم اللہ تعالیٰ خیرالجزاء۔

Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

نماز کے بعد دعا سے متعلق افراط وتفریط اور اعتدال

آج کل جہالت اور فتنوں کے دَور میں جہاں دین کے اور احکاموں میں افراط وتفریط میں ابتلاء اور حدود کی پامالی ہو رہی ہے، اسی طرح نماز کے بعد دعا کے مسئلے میں بھی افراط وتفریط ہو کر اعتدال سے ہٹنے کی صورتیں پائی جا رہی ہیں۔

چنانچہ ایک طبقہ نے تو نماز کے بعد خصوصاً فرض نماز کے بعد دعا کا سِرے سے انکار کر دیا ہے، اور یہ نماز کے بعد کسی بھی طرح دعا کا روادار نہیں ہے، اس کے نزدیک یہ دعا بدعت ہے۔

اور اس کے برعکس دوسرا طبقہ وہ ہے جو نماز کے بعد خصوصاً فرض نماز کے بعد دعا ثابت ہونے کی بنیاد پر اس دعا میں نہ جانے کیا کیا پیوندکاری کر کے اور اپنی طرف سے اس دعا میں کئی قیدیں وشرطیں بڑھا کر ان سب کو دین وشریعت کا حصہ سمجھے ہوئے یا ان پر فرائض، واجبات کی طرح عمل پیرا ہے۔

اس طرح یہ دونوں طبقے افراط اور تفریط کی شکل میں راہِ اعتدال سے ہٹے ہوئے ہیں۔

اس سلسلہ میں اہلُ السنۃ والجماعۃ کا معتدل اور صحیح نکتۂ نظر یہ ہے کہ نماز کے بعد دُعا اور مختلف اذکار کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام اور فقہائے کرام ومحدثین سے ثابت ہے۔

اور دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھانا بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے، اور دُعا کے اختتام پر چہرے پر ہاتھ پھیر لینا دعا کے آداب میں سے ہے، اور روایات نیز شرعی قواعد سے ثابت ہے۔

اسی وجہ سے نماز کے بعد دعا کرنا مرد وعورت، تنہا نماز پڑھنے والے اور جماعت سے نماز پڑھنے والے سب کے لیے سنت ومستحب ہے۔

اور اس دعا میں ہاتھ اٹھانا، اور دعا کے اختتام پر ہاتھ چہرہ پر پھیر لینا چونکہ دعا کے آداب میں

سے ہے، اس لئے اگر کوئی بغیر ہاتھ اٹھائے دعا پر اکتفاء کرے، اور دعا کے اختتام پر چہرہ پر ہاتھ بھی نہ پھیرے، تو اس پر بھی نکیر وملامت نہیں کی جاسکتی، کیونکہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا اور دعا کے اختتام پر چہرہ پر ہاتھ پھیر لینا دعا کے آداب میں سے اور ایک مستحب وسنتِ غیر مؤکدہ درجہ کی چیز ہے، اور اس درجہ کی چیز کو لازم وضروری سمجھنا اور نہ کرنے والے پر نکیر اور لعن طعن کرنا درست بات نہیں۔

اور افضل یہ ہے کہ نماز کے بعد دعا آہستہ آواز میں کی جائے، البتہ کبھی اتفاقاً امام اس لئے بلند آواز سے دعا کرے تاکہ مقتدیوں کو تعلیم وتلقین ہوجائے، اور دوسرے نمازیوں کی نماز میں بھی خلل واقع نہ ہو، تو اس کی بھی اجازت ہے، اور جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں مختصر دعا پر اکتفاء کیا جائے اور اس کے بعد سنتیں ادا کی جائیں۔

مگر اس دعا کو نہ تو فرض وواجب عمل سمجھا جائے، اور نہ ہی فرض وواجب جیسا اس کے ساتھ سلوک کیا جائے، اور نہ ہی جماعت سے پڑھی گئی نماز کے بعد دعا میں اجتماعی عمل کو مقصود اور ضروری سمجھا جائے، بلکہ فرض نماز باجماعت ایک ساتھ مکمل ہونے کی وجہ سے سب کا ایک وقت میں قبولیت کا وقت پائے جانے کی وجہ سے سب اپنی اپنی دعا کریں اور یہ اجتماع ایک ضمنی اور ثانوی درجہ کی چیز سمجھیں، جو ایک ساتھ نماز مکمل ہونے کی وجہ سے خود بخود لازم آ گیا ہے۔اس کے علاوہ اور کوئی خرابی اس میں شامل نہ کی جائے۔

اس تفصیل کے مطابق نماز کے بعد دعا کرنے میں نہ یہ کہ کوئی حرج نہیں، بلکہ یہ مبارک وفضیلت اور قبولیت والا عمل ہے، اور اس کا انکار کرنا درست نہیں۔

البتہ اگر کوئی اس دعا میں منکَرات ومفاسد پیدا کرلے، مثلاً اس دعا کو فرض یا واجب کا درجہ دیدے، تو ایسی صورت میں اس پر نکیر کی جائے گی، اور اس سے منع کیا جائے گا، مگر یہ منع کرنا ان خرابیوں کے باعث ہوگا، نفسِ دعا کا انکار مقصود نہیں ہوگا۔

ہمارے نزدیک یہی موقف برحق ہے، آگے اس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

احادیث وروایات سے نماز کے بعد دُعا کا ثبوت

دعا درحقیقت ذکرُ اللہ کی ایک قسم ہے۔ ۱

اوراسی وجہ سے بعض احادیث میں الحمداللہ کوافضل دعا قرار دیا گیاہے۔ ۲

اور دعا کے ذکرُ اللہ کے قسم ہونے کی وجہ سے ہی شریعت کی زبان میں بعض اذکار مثلاً ''الحمدُلِلّٰہ'' کودعا قرار دیا گیاہے۔ ۳

---

۱ ولفظ الذكر يطلق على ضد النسيان وعلى القرآن والوحى والحفظ والخبر والطاعة والشرف والخير واللوح المحفوظ وكل كتاب منزل من الله تعالى والنطق بالتسبيح والتفكر بالقلب والصلاة الواحدة ومطلق الصلاة والتوبة والغيب والخطبة والدعاء والثناء والصبر والشكر والقراء ة فهذه زيادة على عشرين وجها من كلام الحربى والصنعانى وغيرهما (فتح البارى لابنِ حجر، ج ا ص ۱۱۹، المقدمة، فصل ذ ع)

۲ طَلْحَةَ بْنَ خِرَاشٍ، قَالَ :سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ الحَمْدُ لِلَّهِ (سنن الترمذی، رقم الحديث ۳۳۸۳، مستدرک حاکم، رقم الحديث ۱۸۳۴)

قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَقَدْ رَوَى عَلِيُّ بْنُ المَدِينِيِّ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ، هَذَا الحَدِيثَ.

وقال الحاكم:هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.

۳ (وأفضل الدعاء الحمد لله) لأن الدعاء عبارة عن ذكر الله وأن تطلب منه الحاجة والحمد يشملها فإن الحامد لله إنما يحمده على نعمه والحمد على النعم طلب المزيد وفى الحديث القدسى إن الله يقول :من شغله ذكرى عن مسألتى أعطيته أفضل ما أعطى السائلين وسيجىء حديث :الحمد رأس الشكر ما شكر الله عبد لا يحمده فنبه به على وجه تسمية الحمد دعاء وهو كونه محصلا لمقصود الدعاء فأطلق عليه دعاء مجازا لذلك فإن حقيقة الدعاء طلب الإنعام والشكر كفيل بحصول الإنعام للوعد الصادق بقوله (لئن شكرتم لأزيدنكم) وقال الطيبى :لعله جعل أفضل الدعاء من حيث إنه سؤال لطيف يدق مسلكه .قال :وقد يكون قوله الحمد لله :تلميح وإشارة إلى (اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين أنعمت عليهم) وأى دعاء أفضل وأجمع وأكمل منه .قال المؤلف :دل هذا الحديث بمنطوقه على أن كلا من الكلمتين أفضل نوعه ودل بمفهومه على أن لا إله إلا الله أفضل من الحمد لله فإن نوع الذكر أفضل من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور احادیث وروایات میں نماز کے بعد مختلف اذکار اور دعاؤں کے پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔
آگے اس سلسلہ میں وارِد ہونے والی چند احادیث وروایات ذکر کی جاتی ہیں۔

پہلی روایت:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اِسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ قَالَ الْوَلِيْدُ: فَقُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ كَيْفَ الْاسْتِغْفَارُ؟

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

نوعه(فيض القدير شرح الجامع الصغير،حرف الهمزة، تحت رقم الحديث ۱۲۵۳)
وأما قوله فى حديث جابر أفضل الدعاء الحمد لله فإن الذكر كله دعاء عند العلماء ومما يبين ذلك ما حدثنا به عبد الله بن محمد بن يوسف وأحمد بن عمر بن عبد الله قالا حدثنا عبد الله بن محمد بن على حدثنا محمد بن فطيس حدثنا على بن إسماعيل بن زريق أبو زيد الموصلى قال حدثنا الحسين بن الحسن المروزى قال سألت ابن عيينة يوما ما كان أكثر قول رسول الله صلى الله عليه وسلم بعرفة قال لا إله إلا الله وسبحان الله والحمد لله والله أكبر ولله الحمد ثم قال سفيان إنما هو ذكر وليس فيه دعاء ثم قال أما علمت قوله الله عز وجل حيث يقول (إذا شغل عبدى ثناؤه على عن مسألتى أعطيته أفضل ما أعطى السائلين) قال قلت نعم حدثتنى أنت يا أبا محمد عن منصور عن مالك بن الحارث (وحدثنى عبد الرحمن بن مهدى عن سفيان الثورى عن منصور عن مالك بن الحارث) قال هذا تفسيره ثم قال أما علمت قول أمية بن أبى الصلت حين أتى ابن جدعان يطلب نائله وفضله قلت لا قال قال أمية حين أتى ابن جدعان ...أأطلب حاجتى أم قد كفانى ...حياؤك إن شيمتك الحياء ... ... كفاه من تعرضك الثناء ...إذا أثنى عليك المرء يوما ...قال سفيان رحمه الله هذا مخلوق حين ينسب إلى أن يكتفى بالثناء عليه دون مسئلته فكيف بالخالق تبارك وتعالى(التمهيد لما فى الموطأ من المعانى والأسانيد،ج٦ ص٤٣، ٤٤،تابع لحرف الزاء،زياد بن أبى زياد، الحديث الاول)

فَإِنْ قُلْتَ إِنَّ الشَّهَادَتَيْنِ لَيْسَتَا دُعَاءً قُلْتُ إِنَّ التَّلَفُّظَ بِهِمَا شُكْرٌ وقد قال تَعَالَى (لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ) فَهُوَ دُعَاءٌ فى الْمَعْنَى(حاشية العدوى على شرح كفاية الطالب الربانى،على الصعيدى العدوى المالكى،ج ۱ ،ص ۲۰۲ ، كتاب الطهارة،باب صفة الوضوء والاستنجاء والاستجمار)

Idara Ghufran

قَالَ: تَقُوْلُ: أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے، تو تین مرتبہ استغفار فرماتے، اور یہ دعا کرتے، اے اللہ! آپ سلامتی والے ہیں، اور آپ ہی سے سلامتی مل سکتی ہے، آپ بابرکت ہیں، بزرگی اور عزت واکرام والے ہیں۔ ولید راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت اوزاعی سے کہا کہ استغفار کیسے ہوگا؟ توانہوں نے فرمایا کہ آپ یہ کہیں کہ میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں (ترجمہ ختم)

استغفار بھی دعا کی ایک صورت ہے، جس میں اللہ تعالیٰ سے اپنی اور اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کی جاتی ہے، جس سے نماز کے بعد دعا کا ثبوت ہوا۔ [2]

---

[1] رقم الحدیث ۵۹۱ "۱۳۵" کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ وبیان صفتہ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، واللفظ لہٗ؛ نسائی، رقم الحدیث ۱۳۳۷، سنن ابنِ ماجہ، رقم الحدیث ۹۲۸؛ السنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث ۱۲۶۱۔

[2] (کان إذا انصرف من صلاته) أی سلم (استغفر) أی طلب المغفرة من ربه تعالی (ثلاثا) من المرات زاد البزار فی روایته ومسح جبهته بیده الیمنی قیل للأوزاعی وهو أحد رواة الحدیث کیف الاستغفار قال یقول أستغفر الله أستغفر الله قال الشیخ أبو الحسن الشاذلی استغفاره عقب الفراغ من الصلاة استغفار من رؤیة الصلاة (ثم قال) بعد الاستغفار والظاهر أن التراخی المستفاد من ثم غیر مراد هنا (اللهم أنت السلام) أی المختص بالتنزه عن النقائض والعیوب لا غیرک (ومنک السلام) أی أن غیرک فی معرض النقصان والخوف مفتقر إلی جنابک بأن تؤمنه ولا ملاذ له غیرک فدل علی التخصیص بتقدم الخبر علی المبتدأ أی وإلیک یعود السلام یعنی إذا شوهد ظاهرا أن أحدا من غیره فهو بالحقیقة راجع إلیک وإلی توفیقک إیاه ذکره بعضهم وقال التوربشتی :أری قوله ومنک السلام واردا مورد البیان لقوله أنت السلام وذلک أن الموصوف بالسلامة فیما یتعارفه الناس لما کان قد وجد بعرضة أنه ممن یصیبه تضرر وهذا لا یتصور فی صفاته تعالی بین أن وصفه سبحانه بالسلام لا یشبه أوصاف الخلق فإنهم بصدد الافتقار فهو المتعالی عن ذلک فهو السلام الذی یعطی السلامة ویمنعها ویبسطها ویقبضها (تبارکت) تعظمت وتمجدت أو جییت بالبرکة وأصل الکلمة للدوام والثبات ومن ذلک البرکة وبرک البعیر ولا تستعمل هذه اللفظة إلا لله تعالی عما تتوهمه الأوهام (یا ذا الجلال والإکرام)(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، ج۵، ص۱۱۰، تحت رقم الحدیث ۶۶۰۳)

باب :فی الاستغفار. أی :هذا باب فی بیان الاستغفار؛ وهو طلب المغفرة من الله تعالی(شرح سنن أبی داود، لبدر الدین العینی، ج۵، ص۴۲۴)

www.idaraghufran.org

دوسری روایت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ:

اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ اِذَا سَلَّمَ قَالَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَا مُ وَمِنْکَ السَّلَامُ، تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلاَ لِ وَالْاِکْرَامِ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا سلام پھیرتے تو یہ دعا کرتے تھے کہ:

"اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَا مُ وَمِنْکَ السَّلَا مُ ، تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَا لِ وَالْاِکْرَامِ"

(یعنی) ''اے اللہ! تو سلامتی والا ہے، اور تجھ ہی سے سلامتی مل سکتی ہے، تو بابرکت ہے، اے بزرگی اور عزت و اکرام والے'' (ترجمہ ختم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ بَعْدَ مَا یُسَلِّمُ: اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِکْرَامِ (مستخرج ابی عوانة، رقم الحدیث ۲۰۶۳، کتاب الصلاۃ، دار المعرفة، بیروت)

ترجمہ: بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا کرتے تھے کہ:

اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ، تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِکْرَامِ (ترجمہ ختم)

---

[1] رقم الحدیث ۱۵۱۲، کتاب الصلاۃ، باب مایقول الرجل اذا سلم، المکتبة العصریة، بیروت، واللفظ لہٗ، نسائی رقم الحدیث ۱۳۳۸، کتاب السھو، الذکر بعد الاستغفار؛ مسند احمد، رقم الحدیث ۲۴۳۳۸؛ صحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث ۲۰۰۱)

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحیح علی شرط الشیخین، وکیع :ھو ابن الجراح، وسفیان :ھو الثوری، وعاصم بن سلیمان :ھو الأحول، وعبد اللہ بن الحارث :ھو أبو الولید البصری.

وفی حاشیة صحیح ابنِ حبان: إسناده صحیح علی شرط مسلم.

www.idaraghufran.org

فائدہ: یہ کلمات ذکر و دعا دونوں پر مشتمل ہیں، ان میں اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی دعا کی گئی ہے، اور سلامتی کے مفہوم میں ہر قسم کی چیزوں میں سلامتی داخل ہے۔ [1]

تیسری روایت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (مسلم) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب (نماز کا) سلام پھیر لیتے تھے، تو صرف اس دعا کے کہنے کی مقدار بیٹھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (ترجمہ ختم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ بَعْدَ صَلَاتِهٖ إِلَّا قَدْرَ مَا يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ

---

[1] (وعن ثوبان قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا انصرف) ، أى :فرغ (من صلاته استغفر ثلاثا) ، أى :قال :أستغفر الله، ثلاث مرات، كما فى الحصن، ولعل استغفاره لرؤية تقصيره فى طاعة ربه ;فإن حسنات الأبرار سيئات المقربين، ولذا قالت رابعة :استغفارنا يحتاج إلى استغفار كثير، (وقال) ، أى :بعد الاستغفار ("اللهم أنت السلام ") : فطاعتنا لا تسلم من العيوب(" ومنک السلام ") : بأن تقبلها وتجعلها سالمة وتغفر تقصيرنا المعد من الذنوب("تباركت ") ، أى :تعاليت أن تعبد حق عبادتک، وأن تطاع حق طاعتک("يا ذا الجلال ") أى :صاحب الانتقام من الفجار("والإكرام ") ، أى :صاحب الإنعام على الأبرار(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج٢ص ٧٦١، كتاب الصلاة،باب الذكر بعد الصلاة)

[2] رقم الحديث ٥٩٢"١٣٦" ، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته،دار احياء التراث العربى، بيروت، واللفظ لهٗ، سنن الترمذى، رقم الحديث ٢٩٨ ،سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ٩٢٤.

www.idaraghufran.org

وَالْإِكْرَامِ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۵۹۷۹،مؤسسة الرسالة،بيروت) ؎۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز کے بعد صرف اتنی مقدار کہنے کے برابر بیٹھتے تھے کہ:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (ترجمہ ختم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ بَعْدَمَا يُسَلِّمُ حَتّٰى يَقُوْلَ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (المعجم الصغير للطبراني) ؎۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد بیٹھ جاتے تھے، یہاں تک کہ یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (ترجمہ ختم)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر نماز کے بعد مذکورہ دعا پڑھتے تھے، یا اس دعا کی مقدار یا اس سے کچھ کم وبیش مقدار بیٹھتے تھے، خواہ کبھی دعا کوئی دوسری پڑھ لیتے ہوں، جس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

چوتھی روایت:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَضٰى صَلَاتَهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

؎۱ في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

؎۲ رقم الحديث ۳۰۶، المكتب الإسلامي، دار عمار، بيروت، المعجم الاوسط للطبراني، رقم الحديث ۳۳۰۳، الدعاء للطبراني، رقم الحديث ۶۴۷.

(الدعاء للطبرانی) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی نماز ادا کر چکتے تھے، تو یہ دعا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ، تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِکْرَامِ (ترجمہ ختم)

پانچویں روایت:

جلیل القدر تابعی حضرت عبداللہ بن ابی الہذیل سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ: أَنَّهُ کَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهٖ قَالَ: اَللّٰھُمَّ مِنْکَ السَّلَامُ وَإِلَیْکَ السَّلَامُ، تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِکْرَامِ

(السنن الکبریٰ للنسائی) ۲

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب اپنی نماز سے فارغ ہوجاتے، تو یہ دعا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ مِنْکَ السَّلَامُ وَإِلَیْکَ السَّلَامُ، تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِکْرَامِ (ترجمہ ختم)

چھٹی روایت:

حضرت عبداللہ بن ابی الہذیل سے ہی روایت ہے کہ:

کَانُوْا یُحِبُّوْنَ إِذَا قَضَی الرَّجُلُ الصَّلَاةَ أَنْ یَّقُوْلَ: اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ: تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِکْرَامِ (مسند ابی

---

۱ رقم الحدیث ۶۴۸، جامع أبواب القول فی أدبار الصلوات، دارالکتب العلمیة، بیروت، بغیة الباحث عن زوائد مسند الحارث، رقم الحدیث ۱۹۱، باب من یقول فی دبر الصلاة، مرسلاً عن عبداللہ بن ابی الھذیل.

۲ رقم الحدیث ۹۸۴۷، کتاب عمل الیوم واللیلة، ما یقول إذا قضی صلاته، مؤسسة الرسالة، بیروت.

www.idaraghufran.org

يعلىٰ الموصلى) [1]

ترجمہ: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس بات کو پسند کرتے تھے کہ جب آدمی نماز پوری کر چکے، تو یہ دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (ترجمہ ختم)

فائدہ: مذکورہ احادیث میں یہ صراحت پائی جاتی ہے کہ یہ دعا نماز کا سلام پھیرنے کے بعد کرنی چاہیے۔

البتہ بعض روایات میں نماز سے لوٹنے کا ارادہ کرنے کے وقت اس دعا کا ذکر ہے۔ [2]

ان روایات کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ اس سے نماز پڑھ کر مقتدیوں کی طرف رُخ کرنے کا ارادہ فرمانا مراد ہے۔

اور مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں کی طرف رُخ کرنے سے پہلے ہی یہ دعا کرلیا کرتے تھے۔ [3]

---

[1] رقم الحديث ۴۷۲۰، مسندِ عائشة، دار المأمون للتراث -دمشق، واللفظ لهٗ، مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۳۱۲۰.

قال الهيثمى:

رواه أبو يعلى، ورجاله رجال الصحيح. (مجمع الزوائد، ج ۱۰، ص ۱۰۲)

وقال الالبانى: وإسناده صحيح على شرط مسلم، وابن أبى الهذيل تابعى كبير ثقة مات فى ولاية خالد القسرى على العراق .وللحديث شاهد من حديث عبد الله بن عمرو وعبد الله بن عمر مرفوعا مثله (السلسلة الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۰۷۴)

[2] أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ :حَدَّثَنِي شَدَّادٌ أَبُو عَمَّارٍ قَالَ :حَدَّثَنِي أَبُو أَسْمَاءَ الرَّحَبِيُّ، قَالَ :حَدَّثَنِي ثَوْبَانُ، مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنْصَرِفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ :اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ، هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو عَمَّارٍ، اسْمُهُ شَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ " (ترمذى، رقم الحديث ۳۰۰، الدعوات الكبير للبيهقى، ج ۱، ص ۱۸۰، باب القول والدعاء والتسبيح فى دبر الصلاة المكتوبة بعد السلام)

[3] قوله إذا انصرف من صلاته استغفر ثلاثا المراد بالانصراف السلام (شرح النووى على مسلم، ج۵ ص ۸۹، تحت رقم الحديث ۵۹۱، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ سلام پھیرنے سے پہلے بھی یہ دعا کرتے ہوں، اور سلام پھیرنے کے بعد بھی، لہٰذا دونوں قسم کی روایات اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ والجواب أن المراد بالنفی المذکور نفی استمراره جالسا علی هیئته قبل السلام إلا بقدر أن یقول ما ذکر فقد ثبت أنه کان إذا صلی أقبل علی أصحابه فیحمل ما ورد من الدعاء بعد الصلاة علی أنه کان یقوله بعد أن یقبل بوجهه علی اصحابه (فتح الباری لابنِ حجر، ج ۱۱ ص ۱۳۳، قوله باب الدعاء بعد الصلاة)

قال ابن خزیمة عقبه :إن کان عمرو بن هاشم أو محمد بن میمون (وهو الراوی عن عمرو بن هاشم) لم یغلط فی هذه اللفظة -أعنی قوله :قبل السلام -فإن هذا الباب یرد إلی الدعاء قبل السلام .
قلنا :عمرو بن هاشم، قال ابن وارة :لیس بذاک کان صغیراً حین کتب عن الأوزاعی .وأما محمد بن میمون، فضعیف، قال أبو حاتم :کان أمیًّا مغفلاً، وقال النسائی مرة :صالح، وأخری :لیس بالقوی .قلنا :ویکفی فی خطئهما مخالفة الجمع الغفیر لهما .

وسیأتی برقم ۲۲۴۰۸ من طریق ابن المبارک عن الأوزاعی کلفظ حدیث أبی المغیرة عن الأوزاعی
وفی الباب عن عائشة، سیأتی برقم ۲۴۳۳۸ .وفیه أن ذلک بعد السلام .

وعن ابن مسعود عند النسائی فی "الیوم واللیلة۹۸"وابن خزیمة ۷۳۶ .وهذا بعد السلام کذلک
قوله " :إذا أراد أن ینصرف من صلاته "قال السندی :أی انصرف واستغفر بعد الانصراف ففیه اختصار، والله أعلم(حاشیة مسند احمد،تحت رقم الحدیث ۲۲۳۶۵)

قال المصنف رحمه الله تعالی :(حدثنا إبراهیم بن موسی أخبرنا عیسی عن الأوزاعی عن أبی عمار عن أبی أسماء عن ثوبان مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم رضی الله عنه :(أن النبی صلی الله علیه وآله وسلم کان إذا أراد أن ینصرف من صلاته استغفر ثلاث مرات ثم قال :اللهم...)، فذکر معنی حدیث عائشة رضی الله عنها) .قوله :(أن النبی صلی الله علیه وسلم کان إذا أراد أن ینصرف من صلاته، استغفر ثلاث مرات ..) یعنی :کان إذا أراد أن ینصرف من صلاته إلی المأمومین فقبل أن ینصرف کان یستغفر ثلاث مرات بعدما یسلم، یقول :أستغفر الله، أستغفر الله، أستغفر الله اللهم ..ثم یأتی بالذکر الذی تقدم فی الحدیث الذی قبل هذا، فقد کان یجمع بین الاستغفار وبین هذا الذکر الذی هو :(اللهم أنت السلام ومنک السلام(شرح سنن أبی داود۔ عبد المحسن العباد، ج۸،ص ۲۵۱)

۱ وعن علی بن أبی طالب رضی الله تعالی عنه قال "کان رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم إذا سلم من الصلاة قال اللهم اغفر لی ما قدمت وما أخرت وما أسررت وما أعلنت وما أسرفت وما أنت أعلم به منی أنت المقدم وأنت المؤخر لا إله إلا أنت "هکذا رواه أبو داود بإسناد صحیح وهو إسناد مسلم هکذا فی روایة وفی روایة أنه کان یقول هذا بین التشهد والتسلیم وقد سبق هذا فی موضعه ولا منافاة بین الروایتین فهما صحیحتان وکان یقول الدعاء فی الموضعین والله اعلم (المجموع، ج۳،ص ۴۸۶، کتاب الصلاة،باب صفة الصلاة، مسائل تتعلق بالاشارة المسبحة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

یہاں یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ بعض حضرات مذکورہ مسنون دعا کے ساتھ کچھ ایسے کلمات کا اضافہ کرلیتے ہیں، جن کا احادیث میں ذکر نہیں، مثلاً ''وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ السَّلاَمُ، فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلاَمِ، وَاَدْخِلْنَا دَارَالسَّلاَمِ'' ان سے بچنا چاہئے۔ [1]

اور کئی صحیح احادیث سے نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیگر دعائیں پڑھنا بھی ثابت ہے، جن کے پیشِ نظر محدثین نے فرمایا کہ نماز کے بعد ان دوسری دعاؤں کو پڑھنا بھی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ویمکن الجمع بأنه کان یقول ذلک فی الموضعین . وظاهر حدیث عائشة هذا أنه کان لا یقول الأذکار الواردة فی هذا المحل إلا بعد قیامه من مجلسه، لکن یعارضه حدیث جابر بن سمرة أنه صلی الله علیه وسلم کان إذا صلی الفجر جلس فی مصلاه حتی تطلع الشمس .أخرجه مسلم .ویمکن الجمع بتخصیص الصبح، وأولی منه أن یحمل النفی علی الهیئة المخصوصة بأن یترک التورک والاستقبال ویقبل علی أصحابه کما ثبت ذلک فی حدیث آخر(نتائج الافکار، ج۲ ص ۲۵۴، باب الاذکار بعد الصلاة)

[1] قال شیخ مشایخنا الجزری فی التصحیح أما ما یزید بعد قوله ومنک السلام ومن نحو وإلیک یرجع السلام فحینا ربنا بالسلام وأدخلنا دار السلام فلا أصل له عند علمائنا الکرام انتهی (شرح مسند ابی حنیفة لمنلاعلی القاری، ص ۹۴)

اس دعا کے ساتھ بعض حضرات ''تبارکت'' کے بعد ''ربنا وتعالیت'' کا اضافہ بھی کرتے ہیں، اس سلسلہ میں تحقیق کرنے سے تاریخِ دمشق لابنِ عساکر میں درجِ ذیل الفاظ میں روایات دستیاب ہوئیں:

عن عائشة قالت کان رسول الله (صلی الله علیه وسلم) یقول اللهم أنت السلام ومنک السلام تبارکت وتعالیت یا ذا الجلال والإکرام (تحت رقم الترجمة ۷۱۰۱، محمد بن یحیی بن محمد بن عبد الله بن محمد بن زکریا أبو عبد الله السلمی)

ثوبان مولی رسول الله (صلی الله علیه وسلم) قال کان رسول الله (صلی الله علیه وسلم) إذا أراد أن ینصرف من صلاته استغفر ثلاث مرات ثم قال اللهم أنت السلام ومنک السلام تبارکت وتعالیت یا ذا الجلال والأکرام ((تاریخ دمشق لابن عساکر، تحت رقم الترجمة ۲۷۱۰، شداد بن عبد الله أبو عمار القرشی الأموی)

مگر پہلی روایت میں تو نماز کے بعد کا ذکر نہیں، اور دوسری روایت میں ربنا کا اضافہ نہیں۔

البتہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی قنوتِ وتر کی دعا میں یہ الفاظ مذکور ہیں، مگر وہ دعا مبحوث فیہ موضوع سے خارج ہے۔

عَنْ أَبِی الْحَوْرَاءِ، قَالَ :قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ :عَلَّمَنِی رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِی الْوِتْرِ :اللَّهُمَّ اهْدِنِی فِیمَنْ هَدَیْتَ، وَعَافِنِی فِیمَنْ عَافَیْتَ، وَتَوَلَّنِی فِیمَنْ تَوَلَّیْتَ، وَبَارِکْ لِی فِیمَا أَعْطَیْتَ، وَقِنِی شَرَّ مَا قَضَیْتَ، فَإِنَّکَ تَقْضِی وَلَا یُقْضَی عَلَیْکَ، وَإِنَّهُ لَا یَذِلُّ مَنْ وَالَیْتَ، تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ(ترمذی، رقم الحدیث ۴۶۴)

درست ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کوئی دعا، اور کبھی کوئی دوسری دعا کیا کرتے تھے، تاہم جن فرض نمازوں کے بعد سنتیں ہیں (مثلاً ظہر، مغرب، عشاء) ان میں فرضوں کے بعد مذکورہ دعا کے بقدر یا اس کے لگ بھگ مسنون وماثور دعا کرنے کے بعد سنتیں پڑھ لینا چاہئے، اور زیادہ تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

اور اگر کوئی طویل ذکر ودعا کرنی ہو، تو وہ سنتوں سے فراغت کے بعد کرنی چاہئے۔ [1]

ساتویں روایت:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوةٍ مَکْتُوْبَةٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ

---

[1] اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَمَقْتُ الصَّلَاةَ مَعَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَجَدْتُ قِيَامَهُ فَرَكْعَتَهُ، فَاعْتِدَالَهُ بَعْدَ رُكُوعِهِ، فَسَجْدَتَهُ، فَجَلْسَتَهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، فَسَجْدَتَهُ، فَجَلْسَتَهُ مَا بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالِانْصِرَافِ، قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ (مسلم، رقم الحديث ۴۷۱ ''۱۹۳'' باب اعتدال أركان الصلاة وتخفيفها في تمام)

اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ سلام کے بعد قبلے کی طرف رخ کیے ہوئے ہونے کی حالت میں مختصر وقت کے لیے بیٹھتے تھے، جس کی مزید تفصیل آگے ہدایات وتنبیہات کے ذیل میں آتی ہے۔

واعلم أن المذكور في حديث عائشة هذا هو قولها لم يقعد إلا مقدار ما يقول وذلك لا يستلزم سنية أن يقول ذلك بعينه في دبر كل صلاة إذا لم يقل إلا حتى يقول أو إلى أن يقول فيجوز كونه كان مرة بأوله ومرة يقول غيره من الأوراد الواردة ومقتضى العبارة حينئذ أن السنة أن يفصل بذكر قدر ذلك وذلك يكون تقريبا فقد يزيد قليلا وقد ينقص قليلا وقد يدرج وقد يرتل فأما ما يكون زيادة غير متقاربة مثل العدد المعروف من التسبيحات والتحميدات والتكبيرات فينبغي استنان تأخيره عن الراتبة وكذا آية الكرسي ونحوها على أن ثبوت ذلك عن المصطفى صلى الله عليه وسلم بمواظبة فلم تثبت بل الثابت ندبه إلى ذلك ولا يلزم من ندبه إلى شيء مواظبته عليه فالأولى أن لا تقرأ الأعداد قبل السنة لكن لو فعل لم تسقط حتى إذا صلى بعد الأوراد يقع سنة مؤداة قال أبو زرعة :هذا لا يعارضه خبر إن الملائكة تصلي على أحدكم ما دام في مصلاه لأنه كان يترك الشيء وهو يحب فعله خشية المشقة على الناس والافتراض عليهم(فيض القدير شرح الجامع الصغير، ج۵ ص ۱۴۲، تحت رقم الحديث ۶۷۲۲)

عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ .اَللّٰھُمَّ لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَیْتَ وَلاَ مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ دُعا فرماتے تھے کہ:

”لاَ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَـہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَـہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ .اَللّٰھُمَّ لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَیْتَ وَلاَ مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ“

یعنی”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے؛ اے اللہ! جو کچھ آپ عطا فرمائیں، اسے کوئی روکنے والا نہیں (لہٰذا مجھے خیر عطا فرمادیجئے) اور جو کچھ آپ روکنا چاہیں، اُسے کوئی دینے والا نہیں (لہٰذا مجھے شر سے بچالیجئے) اور کسی مالدار کو آپ کے عذاب سے مال داری نہیں بچا سکتی“ (ترجمہ ختم)

اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَلَّی اللّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ، إِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَـهٗ، لَـهُ الْمُلْكُ وَلَـهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ (مسلم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہو جاتے تھے، اور سلام پھیر لیتے تھے، تو یہ دُعا فرماتے تھے کہ:

”لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَـهٗ، لَـهُ الْمُلْكُ وَلَـهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ

---

[1] رقم الحديث ۸۴۴، كتاب الاذان، باب الذكر بعد الصلاة، دارطوق النجاة، بيروت.

[2] رقم الحديث ۵۹۳ ”۱۳۷“ كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته، داراحياء التراث العربى، بيروت.

شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ" (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ دُبُرَ الصَّلَاةِ إِذَا سَلَّمَ: لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ (سنن نسائی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد جب سلام پھیر لیتے تھے، تو یہ دُعا فرماتے تھے کہ:

"لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ" (ترجمہ ختم)

فائدہ: ان کلمات میں اللہ تعالیٰ کی توصیف اور حمد وثناء کے بعد ایک خاص انداز میں اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مذکور ہے، جس سے نماز کے بعد دعا وذکر کا ثبوت ہوتا ہے۔ [2]

آٹھویں روایت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهٖ قَالَ:

---

[1] رقم الحديث ۱۳۴۲، كتاب السهو، باب التهليل بعد التسليم، مكتب المطبوعات الإسلامية - حلب، المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۹۱۸.

[2] فَإِنْ قُلْتَ إِنَّ الشَّهَادَتَيْنِ لَيْسَتَا دُعَاءً قُلْتُ إِنَّ التَّلَفُّظَ بِهِمَا شُكْرٌ وقد قال تَعَالَى (لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ) فَهُوَ دُعَاءٌ فى الْمَعْنَى (حاشية العدوى على شرح كفاية الطالب الربانى، على الصعيدى العدوى المالكى، ج ۱، ص ۲۰۲، كتاب الطهارة، باب صفة الوضوء والاستنجاء والاستجمار)

www.idaraghufran.org

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، ولَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ (مسند البزار) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے، تو یہ دُعا فرماتے تھے کہ:

”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، ولَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ“

یعنی ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے مُلک ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں، اس کے ہاتھ میں خیر ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے؛ اے اللہ! جو کچھ آپ عطا فرمائیں، اسے کوئی روکنے والا نہیں، اور جو کچھ آپ روکنا چاہیں، اُسے کوئی دینے والا نہیں؛ اور کسی مالدار کو آپ کے عذاب سے مال داری نہیں بچاسکتی“ (ترجمہ ختم)

فائدہ: یہ روایت بھی اس سے پہلی روایت کے مطابق ہے، جس سے نماز کے بعد ذکر و دعا کا ثبوت ہوتا ہے۔

نویں روایت:

خلیفۂ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ٤٧٦٥، مكتبة العلوم والحكم -المدينة المنورة، واللفظ له، الدعاء للطبرانى، رقم الحديث ٦٧٩، القدر للفريابى، رقم الحديث ١٥٩ .

قال الهيثمي:

رواه البزار، والطبرانى بنحوه، إلا أنه زاد "يحيي ويميت"ولم يقل " :بيده الخير ."
وإسنادهما حسن(مجمع الزوائد،ج١٠ ص١٠٣ ،باب ما جاء فى الأذكار عقب الصلاة)

www.idaraghufran.org

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيه وَسَلَّم اِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلاةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَاقَدَّمْتُ وَمَاأَخَّرْتُ وَمَااَسْرَرْتُ وَمَااَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

(ابوداوٗد) ل

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا سلام پھیرتے تو ان الفاظ میں دُعا فرماتے:

”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَاقَدَّمْتُ وَمَاأَخَّرْتُ وَمَااَسْرَرْتُ وَمَااَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ“

یعنی ”اے اللہ میرے اگلے، پچھلے، خفیہ اور علانیہ گناہوں اور میری کمی زیادتیوں کو معاف فرمادیجیے اور آپ ان گناہوں کو مجھ سے بھی زیادہ جانتے ہیں، آپ ہی ہر چیز سے مقدم ہیں اور آپ ہی ہر چیز سے مؤخر ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں“ (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے نماز کے بعد اپنے گناہوں اور خطاؤں کی معافی کی جامع دعا کا ثبوت ہوا۔

دسویں روایت:

حضرت عمرو بن میمون اودی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيهِ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُعَلِّمُ الْغِلْمَانَ الْكِتَابَةَ وَيَقُوْلُ: اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُنَّ دُبُرَ الصَّلاةِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ اُرَدَّ

ل رقم الحديث ١٥٠٩، كتاب الصلاة، باب مايستفتح به الصلاة من الدعاء، المكتبة العصرية، بيروت؛ مسند احمد من مسند على ابن ابى طالب رضى الله عنه، صحيح ابن حبان، ٢٠٢٥، ذكر ما يستحب للمرء أن يسأل الله جل وعلا فى عقيب الصلاة التفضل عليه بمغفرة ما تقدم من ذنبه.
فى حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْیَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (بخاری) [1]

ترجمہ: حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کو یہ دعائیہ کلمات اس طرح سکھاتے تھے، جس طرح معلّم بچے کو لکھنا سکھاتے ہیں، اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ان الفاظ سے (اللہ تعالیٰ سے) پناہ طلب کیا کرتے تھے کہ:

’’اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْیَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ‘‘

یعنی ’’یا اللہ! میں آپ سے بزدلی سے پناہ چاہتا ہوں اور نکمّی (و ناکارہ) عمر کی طرف لوٹائے جانے سے پناہ چاہتا ہوں اور آپ سے پناہ چاہتا ہوں دنیا کے فتنہ سے اور آپ سے پناہ چاہتا ہوں، قبر کے عذاب سے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے نماز کے بعد بزدلی، نکمی عمر، دنیا کے وبال وفتنہ اور قبر کے عذاب سے حفاظت کی دعا کرنا ثابت ہوا۔

گیارہویں روایت:

حضرت مسلم بن ابی بکرہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ أَبِیْ يَقُوْلُ فِیْ دُبُرِ الصَّلَاةِ: اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، فَكُنْتُ أَقُوْلُهُنَّ، فَقَالَ أَبِیْ: أَیْ بُنَیَّ، عَمَّنْ أَخَذْتَ هٰذَا؟ قُلْتُ عَنْکَ، قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُهُنَّ فِیْ دُبُرِ الصَّلَاةِ (سنن نسائی) [2]

---

[1] رقم الحديث ۲۸۲۲، كتاب الجهاد والسير، باب ما يتعوذ من الجبن، دارطوق النجاة، بيروت.

[2] رقم الحديث ۱۳۴۷، كتاب السهو، باب التعوذ فى دبر الصلاة، مكتب المطبوعات الإسلامية - حلب، واللفظ له، ورقم الحديث ۵۴۶۵، مسند احمد، رقم الحديث ۲۰۴۴۷.
فى حاشية مسند احمد: إسناده قوى على شرط مسلم.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: میرے والد (حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ) نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے کہ:

"اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ"

یعنی "اے اللہ! میں آپ کے ذریعہ کفر اور فقر اور عذابِ قبر سے پناہ طلب کرتا ہوں"

تو میں بھی یہ دعا پڑھتا تھا، پھر میرے والد نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! آپ نے یہ دعا کس سے لی ہے؟ تو میں نے کہا کہ آپ سے، تو حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کو نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے نماز کے بعد کفر، فقر وفاقہ اور عذابِ قبر سے حفاظت کی دعا کرنا ثابت ہوا۔

بارھویں روایت:

حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

کَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ، عَلٰی ھٰذَا الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَعَوَّذُ دُبُرَ کُلِّ صَلَاۃٍ مِنْ أَرْبَعٍ، یَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْفِتَنِ، مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ، اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْأَعْوَرِ الْکَذَّابِ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اس منبر پر یہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد چار چیزوں سے پناہ طلب کیا کرتے تھے، اور یہ دعا کرتے تھے کہ:

"اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ

[1] رقم الحدیث ۲۷۷۸، مؤسسة الرسالة، بیروت.
فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح.

www.idaraghufran.org

النَّارِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْفِتَنِ، مَا ظَهَرَ مِنهَا وَمَا بَطَنَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْأَعْوَرِ الْكَذَّابِ“

یعنی ”یا اللہ! میں آپ کے ذریعہ سے عذابِ قبر سے پناہ طلب کرتا ہوں، یا اللہ! میں آپ کے ذریعہ سے آگ کے عذاب سے پناہ طلب کرتا ہوں، یا اللہ! میں آپ کے ذریعہ سے تمام فتنوں سے پناہ طلب کرتا ہوں، جو فتنے ظاہر ہیں، اور جو فتنے چھپے ہوئے ہیں، ان سب سے، یا اللہ! میں آپ کے ذریعہ سے کانے کذاب (یعنی دجال) کے فتنہ سے پناہ طلب کرتا ہوں (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے نماز کے بعد، قبر اور جہنم کے عذاب اور ہر قسم کے فتنوں اور خاص طور پر کانے دجال کے فتنہ سے نجات کی دعا کرنا ثابت ہوا۔

تیرہویں روایت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ: اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمَنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ (مستخرج أبی عوانة) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا کرتے تھے کہ:

”اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمَنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ“

یعنی ”یا اللہ! میں آپ کے ذریعہ سے آگ کے عذاب سے، اور قبر کے عذاب سے، اور زندگی اور موت کے فتنہ سے، اور مسیح دجال کے شر سے پناہ طلب کرتا

[1] رقم الحدیث ۲۰۷۸، کتاب الصلاۃ، دارالمعرفۃ، بیروت۔

ہوں“ (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے نماز کے بعد جہنم اور قبر کے عذاب اور زندگی اور موت کے فتنے اور بطورِ خاص دجال کے فتنہ سے نجات کی دعا کرنا ثابت ہوا۔

چودہویں روایت:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِهٖ وَقَالَ يَا مُعَاذُ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاُحِبُّکَ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاُحِبُّکَ ،فَقَالَ :أُوْصِيْکَ يَا مَعَاذُ ! لَا تَدَعَنَّ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ اَنْ تَقُوْلَ : اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے معاذ! اللہ کی قسم میں آپ سے محبت کرتا ہوں، اور (دوبارہ فرمایا) اللہ کی قسم میں آپ سے محبت کرتا ہوں؛ پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ میں آپ کو اس چیز کی وصیت کرتا ہوں کہ آپ ہر نماز کے بعد اِس دُعا کے کرنے کو نہ چھوڑا کریں کہ:

”اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ“

یعنی ”یا اللہ! میری مدد کیجیے اپنا ذکر کرنے پر اور اپنا شکر کرنے پر اور اپنی اچھی عبادت کرنے پر“ (ترجمہ ختم)

---

[1] رقم الحديث ۱۵۲۲ ،كتاب سجود القرآن ،باب فی الاستغفار،المكتبة العصرية، بيروت،واللفظ لهٗ ،مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۱۱۹؛ نسائی، كتاب السهو ، معجم طبرانی فی الكبير ،مستدرک حاكم،كتاب الصلاة ،باب التأمين ، مسند بزار حديث نمبر ۲۶۶۱ .

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الصحيح غير عقبة بن مسلم، فقد روى له البخاری فی "الأدب المفرد "وأبو داود والترمذی والنسائی، وهو ثقة .

Idara Ghufran

فائدہ: اس حدیث سے نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کے ذکر اور شکر اور اچھی عبادت کی توفیق و مدد حاصل ہونے کی دعا کا کرنا ثابت ہوا۔

پندرہویں روایت:

حضرت ابومروان سے روایت ہے کہ:

أَنَّ كَعْبًا حَلَفَ لَهُ بِالَّذِىْ فَلَقَ الْبَحْرَ لِمُوْسٰى أَنَّا نَجِدُ فِى الْكِتَابِ أَنَّ دَاوُدَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ: اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِىْ دِيْنِىَ الَّذِىْ جَعَلْتَهُ لِىْ عِصْمَةَ أَمْرِىْ وَأَصْلِحْ لِىْ دُنْيَاىَ الَّتِىْ جَعَلْتَ فِيْهَا مَعَاشِىْ اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَعُوْذُ بِكَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِعَفْوِكَ مِنْ نِقْمَتِكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِىَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ، وَحَدَّثَنِىْ كَعْبٌ أَنَّ صُهَيْبًا حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُهُنَّ عِنْدَ اِنْصِرَافِهٖ مِنْ صَلَاتِهٖ (صحيح ابن حبان) [1]

---

[1] رقم الحديث ٢٠٢٦، ذكر ما يستحب للمرء أن يسأل الله جل وعلا صلاح دينه ودنياه فى عقيب صلاته، مؤسسة الرسالة، بيروت، واللفظ لهٗ، السنن الكبرىٰ للنسائى، رقم الحديث ١٢٧٠، ورقم الحديث ٩٨٨٨.

قال ابن حجر:

هذا حديث حسن، أخرجه النسائى مختصراً وابن خزيمة من رواية عبد الله بن وهب، عن حفص بن ميسرة، عن موسى بن عقبة (نتائج الافكار فى تخريج احاديث الاذكار، ج٢ص ٣٣٥، باب الحث على ذكر الله تعالىٰ بعد صلاة الصبح)

وقال البوصيرى:

قلت :رواه ابن حبان فى صحيحه :ثنا الحسن بن قتيبة، ثنا ابن أبى المسرى قال :قرء على حفص بن ميسرة وأنا أسمع قال :حدثنى موسى بن عقبة ...فذكره .وله شاهد من حديث معاوية بن أبى سفيان، رواه أبوداود الطيالسى ومسدد وأحمد بن منيع، وتقدم فى كتاب العلم (اتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة، ج٢ص ٢٣١، كتاب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: حضرت کعب نے اس ذات کی قسم کھائی، جس نے سمندر کو موسیٰ علیہ السلام کے لئے چیر دیا تھا کہ بے شک ہم نے (اللہ تعالیٰ کی) کتاب میں یہ پایا ہے کہ اللہ کے نبی داؤد علیہ الصلاۃ والسلام جب نماز سے پھرتے تھے، تو یہ دعا کرتے تھے کہ:

" اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ جَعَلْتَهُ لِيْ عِصْمَةَ أَمْرِيْ وَأَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ جَعَلْتَ فِيْهَا مَعَاشِيْ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِعَفْوِكَ مِنْ نِقْمَتِكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ "

یعنی ''اے اللہ! میرے لیے میرا دین درست وکارآمد بنادیجیے جسے آپ نے میرے لیے (نفس وشیطان کے شرور اور آخرت کے عذاب سے) حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے، اور میرے لیے میری دنیا کو درست وکارآمد بنادیجیے جس میں آپ نے میرا معاش رکھا ہے، یا اللہ! میں آپ کی رضا کے ساتھ آپ کے غصہ سے پناہ چاہتا ہوں، اور آپ کی معافی کے ساتھ آپ کی سزا سے پناہ چاہتا ہوں اور آپ (کی رحمت) کے ساتھ آپ (کے عذاب) سے پناہ چاہتا ہوں، یا اللہ! جو آپ عطا فرمائیں اُسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو آپ روکنا چاہیں اُسے کوئی دینے والا نہیں، اور کسی جاہ ومرتبہ والے کو آپ کے عذاب سے یہ جاہ ومرتبہ نہیں بچا سکتا''

اور مجھ سے حضرت کعب نے یہ بیان کیا کہ حضرت صہیب (رضی اللہ عنہ) نے ان سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد یہ دعا کرتے

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

افتتاح الصلاة ،باب صفة الانصراف من الصلاة وما يقوله عند الانصراف منها وما جاء فيمن ينصرف قبل الإمام)

وقال أيمن صالح شعبان: إسناده حسن :أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة(جامع الأصول في أحاديث الرسول، ج۴ص۲۲۸، الكتاب الاول في الدعاء،الباب الثاني، القسم الاول، الفصل الثاني،في الصلاة مطلقا ومشتركا)

www.idaraghufran.org

تھے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے نماز کے بعد دین کی حفاظت اور اللہ تعالیٰ کے غصہ اور سزا اور عذاب سے پناہ وحفاظت کی دعا کرنا ثابت ہوا۔

سولھویں روایت:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَا دَنَوْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دُبُرِ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ وَلَا تَطَوُّعٍ، إِلَّا سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَخَطَايَايَ كُلَّهَا، اَللّٰهُمَّ أَنْعِشْنِيْ، وَاجْبُرْنِيْ، وَاهْدِنِيْ لِصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَالْأَخْلَاقِ، إِنَّهُ لَا يَهْدِيْ لِصَالِحِهَا، وَلَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ (عمل اليوم والليلة لابن السنی) [1]

ترجمہ: میں جب بھی فرض اور نفل نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا، تو میں نے آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا کہ:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَخَطَايَايَ كُلَّهَا، اَللّٰهُمَّ أَنْعِشْنِيْ، وَاجْبُرْنِيْ، وَاهْدِنِيْ لِصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَالْأَخْلَاقِ، إِنَّهُ لَا يَهْدِيْ لِصَالِحِهَا، وَلَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ"

یعنی "یا اللہ! میرے تمام گناہوں اور خطاؤں کو معاف فرما، یا اللہ! مجھے (دارین

---

[1] رقم الحدیث ۱۱۶، باب مایقول فی دبر صلاۃ الصبح، دار القبلة للثقافة الإسلامية ومؤسسة علوم القرآن -جدة / بيروت، واللفظ له، المعجم الکبیر للطبرانی باختلاف یسیر، رقم الحدیث ۷۸۱۱۔

قال الهيثمی:

رواه الطبرانی، ورجاله رجال الصحيح غير الزبير بن خريق، وهو ثقة (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۶۹۸۲، باب الدعاء فی الصلاة وبعدها)

وقال الالبانی: حسن (صحيح الجامع الصغير وزيادته، تحت رقم الحديث ۱۲۶۶)

www.idaraghufran.org

میں) بلند فرما، اور میرے معاملات درست فرما، اور مجھے نیک اعمال اور نیک اخلاق کی ہدایت عطا فرما، بلاشبہ نیک اعمال واخلاق کی ہدایت اور برے اعمال سے نجات آپ کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

مَا صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا قَرِيْبٌ مِّنْهُ إِلَّا سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطَايَايَ وَذُنُوْبِيْ كُلَّهَا، اَللّٰهُمَّ أَنْعِشْنِيْ وَأَجِرْنِيْ، وَاهْدِنِيْ لِصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَالْأَخْلَاقِ، فَإِنَّهٗ لَا يَهْدِيْ لِصَالِحِهَا، وَلَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ (المعجم الكبير للطبراني رقم الحديث ۷۸۹۳، مكتبة ابنِ تيمية، القاهرة)

ترجمہ: میں جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتا، اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوتا، تو میں ہر نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے ہوئے سنتا کہ:

”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطَايَايَ وَذُنُوْبِيْ كُلَّهَا، اَللّٰهُمَّ أَنْعِشْنِيْ وَأَجِرْنِيْ، وَاهْدِنِيْ لِصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَالْأَخْلَاقِ، فَإِنَّهٗ لَا يَهْدِيْ لِصَالِحِهَا، وَلَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ“

”یا اللہ! میری تمام خطاؤں اور گناہوں کو معاف فرما دیجئے، یا اللہ! مجھے (دارین میں) بلند فرما دیجئے، اور مجھے (برائیوں سے) بچایئے، اور مجھے نیک اعمال اور نیک اخلاق کی ہدایت عطا فرما دیجئے، بلاشبہ نیک اعمال واخلاق کی ہدایت اور مجھے برے اعمال سے نجات آپ کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے نماز کے بعد اپنے گناہوں اور خطاؤں کی معافی اور دنیا وآخرت میں بلندگی اور برائیوں سے حفاظت اور نیک اعمال واخلاق کی ہدایت حاصل ہونے اور برے

اعمال واخلاق سے نجات وحفاظت کی دعا کرنا ثابت ہوا۔ ؎١

سترہویں روایت:

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَا صَلَّيْتُ خَلْفَ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِلَّا سَمِعْتُهٗ حِيْنَ يَنْصَرِفُ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطَايَايَ وَذُنُوْبِيْ كُلَّهَا اَللّٰهُمَّ انْعِشْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاهْدِنِيْ لِصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَالْأَخْلَاقِ؛ إِنَّهٗ لَا يَهْدِيْ لِصَالِحِهَا وَلَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ (المعجم الصغير للطبراني) ؎٢

؎١ (اللهم اغفر لى ذنوبى) جمع ذنب والذنب ما له تبعة دنيوية أو أخروية مأخوذ من الذنب ولما كان المصطفى صلى الله عليه وعلى آله وسلم معاتبا يترك ما هو الأولى تأكيدا لعصمته أطلق عليه اسم الذنب (وخطاياى) أى استرها وقضية العطف أن الخطايا غير الذنوب (كلها) أى صغيرها وكبيرها (اللهم انعشنى) أى ارفعنى وقو جأشي وفى الصحاح نعشه الله رفعه وبابه قطع ولا يقال أنعشه .قال الزمخشرى :من المجاز نعشه فانتعش إذا تداركه من ورطة وانتعش نعشك الله ونعشنى نعشه كريم والكريم ينعش الناس قال ومن المجاز مول لبيد:

ومنى على السباق لفظ ونعمة . . . كما نعش الدكداک صوت البوارق

(واجبرنى) أى سد مفاقرى قال فى الصحاح الجبر أن تغنى الرجل من فقر أو تصلح عظمه من كسر وجبر الله فلانا سد مفاقره وجبر مصيبته رد عليه ما ذهب منه أو عوضه (واهدنى لصالح الأعمال) أى للأعمال الصالحة (والأخلاق) جمع خلق بالضم وهو الطبع والسجية وجمعه باعتبار مخالقته الناس ومجاملتهم كما أشار إليه خبر وخالق الناس بخلق حسن (فإنه لا يهدى لصالحها ولا يصرف سيئها) عنى (إلا أنت) لأنک المقدر للخير والشر فلا يطلب جلب الخير إلا منک ولا دفع الشر إلا منک وحدک وفيه حذف تقديره واصرف عنى سيء الأعمال فإنه لا يهدى إلخ

(طب عن أبى أمامة) قال :ما صليت وراء نبيكم صلى الله عليه وعلى آله وسلم إلا سمعته يقول ذلک قال الهيثمى ورجاله وثقوا(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ١٥٣٦،حرف الهمزة)

؎٢ رقم الحديث ٦١٠،المكتب الإسلامى ,دار عمار -بيروت، واللفظ لهٗ،المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ۴۴۴۲.

قال الهيثمى:

رواه الطبرانى فى الصغير والأوسط، وإسناده جيد(مجمع الزوائد، ج١٠ ص١١١)

وقال فى موضع:

رواه الطبرانى، ورجاله وثقوا(مجمع الزوائد، ج١٠ ص١٧٣)

Idara Ghufran

ترجمہ: میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے جب بھی نماز پڑھی، تو میں نے آپ سے نماز کا سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا کرتے ہوئے سنا کہ:

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ خَطَایَایَ وَذُنُوْبِیْ کُلَّھَا اَللّٰھُمَّ انْعَشْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَاھْدِنِیْ لِصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَالْأَخْلَاقِ؛ إِنَّهٗ لَا یَھْدِیْ لِصَالِحِھَا وَلَا یَصْرِفُ سَیِّئَھَا إِلَّا أَنْتَ"

"یا اللہ! میری تمام خطاؤں اور گناہوں کو معاف فرما دیجئے، یا اللہ! مجھے (دارین میں) بلند فرما دیجئے، اور میرے معاملات درست فرما دیجئے، اور مجھے نیک اعمال اور نیک اخلاق کی ہدایت عطا فرما دیجئے، بلاشبہ نیک اعمال واخلاق کی ہدایت اور برے اعمال سے نجات آپ کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے گزشتہ حدیث کی طرح نماز کے بعد تمام خطاؤں اور گناہوں کی معافی اور دنیا وآخرت میں بلندگی اور معاملات کی درستگی اور نیک اعمال واخلاق کی ہدایت اور برے اعمال سے نجات وحفاظت کی دعا کا کرنا ثابت ہوا۔

اٹھارہویں روایت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

فَمَا رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی صَلَاةً إِلَّا قَالَ فِیْ دُبُرِھَا: اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَإِسْرَافِیْلَ أَعِذْنِیْ مِنْ حَرِّ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ (اثبات عذاب القبر للبیہقی) [1]

ترجمہ: پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب بھی کوئی نماز

---

[1] رقم الحدیث ۱۸۱، باب استعاذة النبی صلی اللہ علیہ وسلم من عذاب القبر وأمره بها، دارالفرقان، عمان، واللفظ لهٗ، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۳۸۵۸.

قال الهیثمی:

رواه الطبرانی فی الأوسط عن شیخه: علی بن سعید الرازی، وفیه کلام لا یضر، وبقیة رجاله ثقات (مجمع الزوائد، ج۱۰ ص۱۱۰، باب الدعاء فی الصلاة وبعدها)

پڑھی، تو اس کے بعد میں آپ نے یہ دعا کی کہ:

"اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَإِسْرَافِیْلَ أَعِذْنِیْ مِنْ حَرِّ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ"

یعنی "یا اللہ! جبریل، میکائیل اور اسرافیل کے رب مجھے آگ کی گرمی اور عذابِ قبر سے نجات عطا فرمایئے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے نماز کے بعد جہنم اور قبر کے عذاب سے نجات کی دعا کا کرنا معلوم ہوا۔

انیسویں روایت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَا صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً مَكْتُوْبَةً قَطُّ، إِلَّا قَالَ حِيْنَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ عَمَلٍ يُّخْزِيْنِيْ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ صَاحِبٍ يُّرْدِيْنِيْ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ أَمَلٍ يُّلْهِيْنِيْ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ فَقْرٍ يُّنْسِيْنِيْ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ غِنًى يُّطْغِيْنِيْ (مسند البزار) [1]

---

[1] رقم الحديث ۳۱۰۲، مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة، عمل اليوم والليلة لابن السنى، رقم الحديث ۱۲۰، الدعاء للطبرانى، رقم الحديث ۶۰۴.

قال الهيثمى:

رواه البزار، وفيه بكر بن خنيس، وهو متروك، وقد وثق (مجمع الزوائد، ج۱۰ ص۱۱۰، باب الدعاء فى الصلاة وبعدها)

وقال ابن حجر:

هذا حديث غريب، أخرجه البزار فى مسنده. والمعمرى فى اليوم والليلة. جميعاً عن طالوت بن عباد. فوقع لنا موافقة عالية. وأخرجه ابن السنى عن البغوى. قال البزار: لم يروه عن الجعد إلا أبو عمران ولا عنه إلا بكر بن خنيس وليس بالقوى. قلت: أبوه بالخاء المعجمة والنون والسين المهملة مصغر، وكان هو عابداً. قال ابن عدى: هو ممن يكتب حديثه. وقال أبو حاتم الرازى: لا يبلغ الترك، وضعفه جماعة، ولم ينفرد به كما قال البزار ولا شيخه كما سأذكره، إن شاء الله تعالى (نتائج الافكار، ج۲ ص۳۱۳، ۳۱۴، باب الاذكار بعد الصلاة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی فرض نماز پڑھائی، تو ہماری طرف اپنا چہرہ مبارک کرکے یہ دعا کی کہ:

”اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ کُلِّ عَمَلٍ یُّخْزِیْنِیْ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ کُلِّ صَاحِبٍ یُّرْدِیْنِیْ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ کُلِّ أَمَلٍ یُّلْھِیْنِیْ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ کُلِّ فَقْرٍ یُّنْسِیْنِیْ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ کُلِّ غِنًی یُّطْغِیْنِیْ“

یعنی ”یا اللہ! میں آپ کے ذریعہ سے ہر اس عمل سے پناہ چاہتا ہوں، جو مجھے رُسوا کردے، اور میں آپ کے ذریعہ سے ہر ایسے ساتھی سے پناہ چاہتا ہوں، جو مجھے ہلاک کردے، اور میں آپ کے ذریعہ سے ہر ایسی خواہش سے پناہ چاہتا ہوں، جو مجھے غافل کردے، اور میں آپ کے ذریعہ سے ہر ایسے فقر سے پناہ چاہتا ہوں، جو مجھے (آپ اور آخرت سے) بھلادے، اور میں آپ کے ذریعہ سے ہر ایسی مالداری سے پناہ چاہتا ہوں، جو مجھے سرکش بنادے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے نماز کے بعد رسوا کرنے والے کام اور ہلاک کرنے والے ساتھی اور غفلت میں مبتلا کرنے والی خواہش اور اللہ وآخرت کو بھلا دینے والے فقر وفاقہ اور سرکش بنادینے والی مالداری سے نجات وحفاظت کی دعا کا کرنا ثابت ہوا۔

بیسویں روایت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ مَقَامِیْ بَیْنَ كَتِفَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَانَ إِذَا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال فی موضع آخر:

وعقبة شبيه ببكر فی الضعف، لكن اتفاق روايتهما ترقی الحديث إلى درجة الضعيف الذی يعمل به فی الفضائل (نتائج الافكار، ج۲ص ۳۱۶، باب الحث على ذكر الله تعالى بعد صلاة الصبح)

Idara Ghufran

سَلَّمَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمُرِیْ آخِرَهٗ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَوَاتِيْمَ عَمَلِیْ رِضْوَانَکَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ أَيَّامِیْ يَوْمَ أَلْقَاکَ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۹۴۱۱، دارالحرمين، القاهرة) لے

ترجمہ: میں نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان (یعنی عین پیٹھ مبارک کے پیچھے) کھڑا ہوتا تھا، پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نماز کا) سلام پھیرتے تھے، تو یہ دعا کرتے تھے کہ:

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمُرِیْ آخِرَهٗ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَوَاتِيْمَ عَمَلِیْ رِضْوَانَکَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ أَيَّامِیْ يَوْمَ أَلْقَاکَ"

لے قال الطبرانی: لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِی الْمُحَجَّلِ إِلَّا عَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ حُسَيْنٍ، وَلَا عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ إِلَّا أَبُو النَّضْرِ، تَفَرَّدَ بِهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِی النَّضْرِ.

وقال ابن حجر:

قلت: هو أبو بكر بن النضر بن أبی النضر نسب إلی جده، وهو من شيوخ مسلم، واسم جده هاشم بن القاسم، وهو من رجال الصحيحين.

وأبو المحجل بمهملة ثم جيم بوزن محمد اسمه ردينی بالنون اسم بلفظ النسب بصيغة التصغير، واسم أبيه مرة، وقيل: مخلد وثقه يحيی بن معين.

واسم ابن أخی أنس حفص، قيل: هو ابن عبد الله بن أبی طلحة أخی أنس لأمه، وقيل: ابن عمر بن عبد الله، فعلی هذا يكون نسب لجده.

وقد أخرج البخاری فی الأدب المفرد وأحمد وأبو داود والنسائی والسراج عدة أحاديث من رواية خلف بن خليفة عن ابن أخی أنس هكذا علی الإبهام، وسمی فی بعضها عند أحمد حفص بن عمر بن عبد الله بن أبی طلحة، وهو موثق.

والهيثم شيخ الطبرانی من الحفاظ فلم يبق فی هذا السند إلا أبو مالک النخعی، وهو ضعيف بالاتفاق، وقد اختلف عليه فی شيخه.

فأخرج ابن السنی من رواية صالح بن أبی الأسود عن أبی مالک النخعی عن ابن جدعان عن أنس.

ورواية أبی النضر أولی، لأنه ثقة، وصالح ليس بثقة (نتائج الافكار فی تخريج احاديث الاذكار، ج۲ ص۳۰۸، باب الاذكار بعد الصلاة)

وقال الهيثمی:

رواه الطبرانی فی الأوسط، وفيه أبو مالک النخعی، وهو ضعيف (مجمع الزوائد، ج۱۰ ص۱۱۰، باب الدعاء فی الصلاة وبعدها)

Idara Ghufran

یعنی ’’یا اللہ! میری عمر کے آخر کو خیر والا بنا دیجئے، یا اللہ! میرے آخری اعمال کو اپنی رضا کا ذریعہ بنا دیجئے، یا اللہ! میرے دنوں میں سب سے بہتر دن وہ بنا دیجئے، جس میں میں آپ سے ملاقات کروں (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے نماز کے بعد، عمر کے آخری حصہ کو خیر والا بنا دینے اور اعمال کے اللہ کی رضا کے مطابق بنا دینے اور قیامت کے دن کو سب سے بہتر دن بنا دینے کی دعا کا کرنا ثابت ہوا۔

اکیسویں روایت:

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ حِيْنَ يُسَلِّمُ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا طَيِّبًا، وَعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا

(سنن ابنِ ماجه) [1]

---

[1] رقم الحديث ۹۲۵، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب مايقال بعد التسليم، واللفظ لهٗ، مسند احمد، رقم الحديث ۲۶۶۰۲، المعجم الصغير، رقم الحديث ۷۳۵، مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۲۹۸۷۵؛ السنن الكبرىٰ للنسائى، رقم الحديث ۹۸۵۰؛ شعب الايمان، رقم الحديث ۱۶۴۵؛ مسند ابى داوٗد الطيالسى، رقم الحديث ۱۷۱۰؛ مسند الحميدى، رقم الحديث ۳۱۸.

قال الهيثمى:

رواه الطبرانى فى الصغير، ورجاله ثقات(مجمع الزوائد،ج۱۰ ص۱۱۱،باب الدعاء فى الصلاة وبعدها)

وقال ابن حجر:

هذا حديث حسن، أخرجه أحمد عن روح بن عبادة ومحمد بن جعفر كلاهما عن شعبة......ورجال هذه الأسانيد رجال الصحيح إلا المبهم، فإنه لم يسم، ولأم سلمة موالٍ وثقوا.

وقد أخرجه الدارقطنى فى الأفراد من رواية عمر بن سعيد -وهو أخو سفيان الثورى -عن موسى بن أبي عائشة فقال :عن بعض أهل أم سلمة، فكأنه أطلق الأهل على المولى.

وأخرجه أيضاً من رواية شاذان عن سفيان الثورى فقال :عبد الله بن شداد، بدل مولى أم سلمة، وهي رواية شاذة .وقد وجدت للحديث شاهداً من أجله (قلت) إنه حسن(نتائج الافكار فى تخريج احاديث الاذكار، ج۲ ص۳۳۰، ۳۳۱، باب الحث على ذكر الله تعالىٰ بعد صلاة الصبح)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ کر سلام پھیرتے، تو یہ دعا فرماتے کہ:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا طَيِّبًا، وَعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا"

''یا اللہ میں آپ سے نفع دینے والے علم کا سوال کرتا ہوں، اور پاکیزہ رزق اور ایسے عمل کا جو کہ قبول کیا جائے'' (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے نماز کے بعد اور بطورِ خاص فجر کی نماز کے بعد علمِ نافع، پاکیزہ رزق اور مقبول عمل کے حاصل ہونے کی دعا کرنا ثابت ہوا۔

بائیسویں روایت:

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ:

يَا مُحَمَّدُ، إِذَا صَلَّيْتَ فَقُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُکَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْکَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَإِذَا أَرَدْتَّ بِعِبَادِکَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِی إِلَيْکَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ (سنن ترمذی) [1]

ترجمہ: اے محمد! جب آپ نماز پڑھ لیں، تو یہ دعا کریں کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فی حاشیة مسند احمد: قلنا: وقد حسّنه لشاهده الحافظ، كما فی "نتائج الأفكار (حاشیه مسند احمد، تحت رقم الحديث ٢٦٥٢١)

وله شاهد عند الطبرانی فی "الصغير"، فالحديث به حسن، وقد حسنه الحافظ ابن حجر فی "تخريج الأذكار" (جامع الأصول فی أحاديث الرسول، لابن الأثير، تحت رقم الحديث ٢٢٠٩)

[1] رقم الحديث ٣٢٣٣، ابواب تفسير القرآن، باب: ومن سورة ص، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابی الحلبی -مصر.

قال الترمذی: وَقَدْ ذَكَرُوا بَيْنَ أَبِی قِلَابَةَ، وَبَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِی هَذَا الحَدِيثِ رَجُلًا وَقَدْ رَوَاهُ قَتَادَةُ، عَنْ أَبِی قِلَابَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ.

وقال ابن حجر: هذا حديث حسن، أخرجه الترمذی عن عبد بن حميد عن عبد الرزاق. ورجال سنده من رواة الصحيحين، لكنه معلول (نتائج الافكار فی تخريج احاديث الاذكار ج٢ص٣١٧، باب: الحث علی ذكر الله تعالی بعد صلاة الصبح)

(حكم الألبانی): صحيح (تعليق سنن الترمذی)

Idara Ghufran

”اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ، وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنِ، وَإِذَا أَرَدْتَّ بِعِبَادِکَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْ إِلَیْکَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ“

یعنی ”یا اللہ! میں آپ سے خیر کے کاموں کے کرنے کا، اور برے کاموں کے چھوڑنے کا، اور مساکین سے محبت کا سوال کرتا ہوں، اور جب آپ اپنے بندوں کے ساتھ کسی فتنے کا ارادہ فرمائیں، تو میری روح کو آپ بغیر فتنہ میں مبتلا کیے ہوئے قبض فرمالیں“ (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے نماز کے بعد، خیر کے کاموں کے کرنے اور برے کاموں کے چھوڑنے اور مساکین سے محبت حاصل ہونے اور فتنہ میں مبتلاء ہونے سے حفاظت کے ساتھ وفات دیئے جانے کی دعا کا کرنا ثابت ہوا۔

تیئسویں روایت:

حضرت مسلم بن حارث تمیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِذَا انْصَرَفْتَ مِنْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْ: اَللّٰھُمَّ أَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ، فَإِنَّکَ إِذَا قُلْتَ ذٰلِکَ ثُمَّ مِتَّ فِیْ لَیْلَتِکَ کُتِبَ لَکَ جِوَارٌ مِّنْھَا، وَإِذَا صَلَّیْتَ الصُّبْحَ فَقُلْ کَذٰلِکَ، فَإِنَّکَ إِنْ مِتَّ فِیْ یَوْمِکَ کُتِبَ لَکَ جِوَارٌ مِّنْھَا (سنن ابی داوٗد) [1]

---

[1] رقم الحديث ۵۰۷۹، كتاب الادب، باب ما يقول إذا أصبح، المكتبة العصرية، بيروت.

قال ابن حجر:

هذا حديث حسن، أخرجه أبو داود عن أبى النضر إسحاق بن إبراهيم الدمشقى عن محمد بن شعيب .فوقع لنا بدلاً عالياً .وتابعه صدقة بن خالد عن عبد الرحمن بن حسان، أخرجه أبو القاسم البغوى فى معجمه(نتائج الافكار فى تخريج احاديث الاذكار، ج۲ص۳۲۷، باب :الحث على ذكر الله تعالى بعد صلاة الصبح)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: جب آپ مغرب کی نماز پڑھ چکیں، تو سات مرتبہ یہ دعا کریں کہ:

’’اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ ‘‘

یعنی’’یااللہ! مجھے آگ سے نجات عطا فرمائیے‘‘

پس جب آپ یہ دعا پڑھ لیں، اور آپ اس رات میں فوت ہوجائیں، تو آپ کے لئے جہنم سے نجات لکھی جائے گی، اور جب آپ فجر کی نماز پڑھ لیں، تو بھی یہی دعا سات مرتبہ کریں، پس اگر آپ اس دن فوت ہوجائیں گے، تو آپ کے لئے جہنم سے نجات لکھی جائے گی (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے نماز کے بعد اور بالخصوص مغرب اور فجر کی نماز کے بعد آگ کے عذاب سے نجات کی دعا کا کرنا معلوم ہوا۔

چوبیسویں روایت:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلّٰى أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ كَالْقَمَرِ فَيَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالذُّلِّ وَالصَّغَارِ، وَالْفَوَاحِشِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (الدعاء للطبرانی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تھے، تو (سلام پھیرنے کے بعد) ہماری طرف چاند کی طرح کے (خوبصورت) چہرہ کے ساتھ متوجہ ہوتے تھے، پھر یہ دعا کرتے تھے کہ:

’’اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالذُّلِّ وَالصَّغَارِ،

---

[1] رقم الحدیث ٦٦٠، جامع أبواب القول فی أدبار الصلوات، باب منه، دار الکتب العلمیة، بیروت.

وَالْفَوَاحِشِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ "

یعنی ''یا اللہ! میں آپ کے ذریعہ سے پریشانی اور غم سے، اور عجز اور سستی سے، اور ذلت سے، اور رسوائی سے، اور ظاہری اور باطنی بے حیائی کے کاموں سے پناہ چاہتا ہوں'' (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے نماز کے بعد، پریشانی اور غم اور عجز وسستی اور ذلت ورسوائی اور ہر قسم کے بے حیائی کے کاموں سے نجات کی دعا کا کرنا ثابت ہوا۔

پچیسویں روایت:

حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ قَالَ: وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ فِيْ سَفَرٍ رَفَعَ صَوْتَهُ حَتّٰى يَسْمَعَ أَصْحَابُهُ: اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ جَعَلْتَهُ عِصْمَةَ أَمْرِيْ، اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ جَعَلْتَ فِيْهَا مَعَاشِيْ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِيَ الَّتِيْ جَعَلْتَ إِلَيْهَا مَرْجِعِيْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ (عمل اليوم والليلة لابن السنى) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تھے، اور غالباً یہ بھی فرمایا کہ جب سفر میں ہوتے تھے، تو اپنی آواز بلند کرتے تھے، یہاں تک کہ اپنے صحابہ کو سنا دیتے تھے، اور تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے تھے کہ:

---

[1] رقم الحديث ١٢٧، باب ما يقول في دبر صلاة الصبح، دار القبلة للثقافة الإسلامية ومؤسسة علوم القرآن -جدة / بيروت.

www.idaraghufran.org

”اَللّٰھُمَّ أَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ جَعَلْتَہٗ عِصْمَۃَ أَمْرِیْ، اَللّٰھُمَّ أَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ جَعَلْتَ فِیْھَا مَعَاشِیْ“

یعنی ”یا اللہ! میرے اس دین کی اصلاح فرمادیجئے، جس کو آپ نے میرے معاملہ کی حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے، یا اللہ میری اس دنیا کی اصلاح فرمادیجئے، جس میں آپ نے میرا معاش رکھا ہے“

”اَللّٰھُمَّ أَصْلِحْ لِیْ آخِرَتِیَ الَّتِیْ جَعَلْتَ إِلَیْھَا مَرْجِعِیْ“

یعنی ”یا اللہ! میری اس آخرت کی اصلاح فرمادیجئے کہ جس کو آپ نے میرے لوٹنے کی جگہ بنایا ہے“ یہ تین مرتبہ پڑھتے تھے۔

” اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ، اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ“

یعنی ”یا اللہ! میں پناہ چاہتا ہوں آپ کی رضا کے ذریعہ سے آپ کی ناراضگی سے، یا اللہ میں آپ کے ذریعہ سے آپ سے پناہ چاہتا ہوں“ یہ تین مرتبہ پڑھتے تھے۔

” اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَیْتَ، وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ“

یعنی ” یا اللہ ! جو آپ عطا فرمائیں اُسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو آپ روکنا چاہیں اُسے کوئی دینے والا نہیں، اور کسی جاہ ومرتبہ والے کو آپ کے عذاب سے یہ جاہ ومرتبہ نہیں بچاسکتا“ (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے نماز کے بعد، خاص کر فجر کے بعد دین ودنیا اور آخرت کی اصلاح کی اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے نجات کی دعا کا جامع انداز میں کرنا ثابت ہوا۔

چھبیسویں روایت:

حضرت ابو بردہ سے روایت ہے کہ:

کَانَ أَبُوْ مُوْسٰی إِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِہٖ، قَالَ: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ ،

وَيَسِّرُ لِيُ أَمْرِيُ ، وَبَارِكُ لِيُ فِيُ رِزُقِيُ (مصنف ابنِ ابی شيبة) [1]

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ جب اپنی نماز سے فارغ ہوجاتے، تو یہ دعا کرتے کہ:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرُ لِيُ ذَنُبِيُ ، وَيَسِّرُ لِيُ أَمْرِيُ ، وَبَارِكُ لِيُ فِيُ رِزُقِيُ"

یعنی "یا اللہ میرے لئے میرے گناہ معاف فرمادیجئے، اور میرے لئے میرے معاملہ کو آسان فرمادیجئے، اور میرے لئے میرے رزق میں برکت عطا فرمادیجئے" (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت سے نماز کے بعد گناہوں کی مغفرت، معاملات میں آسانی اور رزق میں برکت کی دعا کا کرنا معلوم ہوا۔

ستائیسویں روایت:

حضرت لیث سے روایت ہے کہ:

أَنَّ أَبَا الدَّرُدَاءِ، كَانَ يَقُولُ إِذَا فَرَغَ مِنُ صَلَاتِهٖ: بِحَمُدِ رَبِّيُ انُصَرَفُتُ، وَبِذُنُوبِيُ اِعُتَرَفُتُ، أَعُوُذُ بِرَبِّيُ مِنُ شَرِّ مَا اِقُتَرَفُتُ، يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ قَلِّبُ قَلُبِيُ عَلٰى مَا تُحِبُّ وَتَرُضٰى (مصنف عبدالرزاق) [2]

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ جب اپنی نماز سے فارغ ہوجاتے، تو یہ دعا کرتے کہ:

"بِحَمُدِ رَبِّيُ انُصَرَفُتُ، وَبِذُنُوبِيُ اِعُتَرَفُتُ، أَعُوُذُ بِرَبِّيُ مِنُ شَرِّ مَا اِقُتَرَفُتُ، يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ قَلِّبُ قَلُبِيُ عَلٰى مَا تُحِبُّ وَتَرُضٰى"

یعنی "میں اپنے رب کی حمد کے ساتھ (نماز سے) لوٹا ہوں، اور اپنے گناہوں کا

---

[1] رقم الحديث ۳۰۵۰، كتاب الصلاة، ما يقال بعد التشهد مما رخص فيه.
[2] رقم الحديث ۳۱۹۸، كتاب الصلاة، باب التسبيح والقول وراء الصلاة، المكتب الاسلامى، بيروت.

www.idaraghufran.org

اعتراف کرتا ہوں، میں اپنے رب کے ذریعہ سے ہر اس چیز کے شر سے پناہ چاہتا ہوں، جو میں نے کیا ہے، اے دلوں کے پلٹنے والے میرے دل کو ان چیزوں پر پلٹ دیجئے، جو آپ پسند کرتے ہیں، اور آپ ان سے راضی ہوتے ہیں'' (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت سے نماز کے بعد اپنے گناہوں کی مغفرت اور اپنے گناہوں کے وبال وعذاب سے حفاظت اور اپنے دل کی اصلاح کی دعا کا کرنا معلوم ہوا۔

خلاصہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز کے بعد مختلف اوقات میں دنیا وآخرت کے اعتبار سے انتہائی جامع مختلف دعائیں فرمائی ہیں اور مختلف اذکار ادا فرمائے ہیں۔

مذکورہ احادیث وروایات میں جتنی دعاؤں اور اذکار کا بیان ہوا وہ سب بیک وقت نہیں کی اور پڑھی جاتی تھیں، بلکہ حسبِ منشاء وحسبِ ضرورت وحاجت ہوتی تھیں۔

اس سے ظاہر ہے کہ نماز کے بعد کوئی ایک مخصوص دعا مقرر نہیں، ہر شخص اپنی حسبِ ضرورت دعا کرسکتا ہے، البتہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے ادا فرمائی ہوئی کوئی دعا دل کے اخلاص وخشوع اور استحضار کے ساتھ کرے تو بہت اچھا ہے۔ [1]

اٹھائیسویں روایت:

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] قلت والظاهر انه كان ياتي دبر الصلاة بواحد من الاذكار فروى كل راو بما سمع واما احتمال انه كان ياتي بجميع الاذكار الواردة فى دبر الصلاة كل يوم بعد كل صلاة فبعيد جدا كما لا يخفى على من له ادنى فهم،فحديث عائشة محمول عندنا على فرض ليس بعده سنة والاحاديث التى ورد فيها الذكر الطويل دبر الصلاة محمولة عندنا على فرض ليس بعده سنة راتبة وان كان بعده سنة فبعد الفراغ منها وبهذا تجتمع احاديث الباب باسرها ووجه الفرق ان الرواتب من توابع الفرائض فينبغى اداء ها متصلة بها كما هو مقتضى التبعية ولما ثبت من الامر بالتعجيل فى بعض الرواتب كما سياتى فالتطبيق بين احاديث الباب بالوجه الذى ذكرنا هو الاولى .(اعلاء السنن جلد ٣، صفحه ١٨٨، تحت رقم الحديث ٩١٠، باب الانحراف بعد السلام وكيفيته وسنية الدعاء والذكر بعدالصلاة)

قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! اَىُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ ؛ جَوْفَ اللَّيْلِ الْآخِرِ وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ (سنن ترمذی) [1]

ترجمہ: (نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کس وقت کی دُعا زیادہ سُنی جاتی (اور مقبول ہوتی) ہے؟ اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رات کے آخری حصہ کی دُعا اور فرض نمازوں کے بعد کی دُعا (زیادہ مقبول ہوتی ہے) (ترجمہ ختم)

اٹھائیسویں روایت:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلّٰى صَلَاةَ فَرِيْضَةٍ فَلَهُ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ، وَمَنْ خَتَمَ الْقُرْآنَ فَلَهُ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ (المعجم الكبير للطبرانی، حديث نمبر ٦٤٧، مكتبة ابنِ تيمية، القاهرة) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے فرض نماز پڑھی تو اُس کی دعا قبول کی جاتی ہے اور جس نے قرآن مجید ختم کیا اُس کی دعا بھی قبول کی جاتی

---

[1] رقم الحديث ٣٤٩٩، ابواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبى -مصر، واللفظ لهٗ؛ السنن الكبرىٰ للنسائى، رقم الحديث ٩٨٥٦، ما يستحب من الدعاء دبر الصلوات المكتوبات؛ عمل اليوم والليلة، باب مايستحب من الدعاء دبر الصلوات المكتوبات، مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ٣٩٤٨، باب الساعة التى يكره فيها الصلاة، التهجد وقيام الليل لابن ابى الدنيا، رقم الحديث ٢٣٨.

قال الترمذى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ .وَقَدْ رُوِىَ عَنْ أَبِى ذَرٍّ، وَابْنِ عُمَرَ .عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ :جَوْفُ اللَّيْلِ الآخِرُ الدُّعَاءُ فِيهِ أَفْضَلُ أَوْ أَرْجَى وَنَحْوَ هَذَا.

وقال الألبانی: حسن.

[2] قال الهيثمى:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِىُّ، وَفِيهِ عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ سُلَيْمَانَ وَهُوَ ضَعِيفٌ (مجمع الزوائد، ج٧ص ١٧٢، تحت رقم الحديث ١١٧١٢، باب الدعاء عند ختم القرآن)

ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: آخر کی دونوں احادیث سے فرض نماز کے بعد دعا کی فضیلت وقبولیت معلوم ہوئی، اور ان احادیث کی سند پر اگرچہ بعض حضرات نے کلام کیا ہے، لیکن کیونکہ دونوں حدیثیں ایک دوسرے کی تائید وتصدیق کرتی ہیں اور نماز کے بعد مختلف دعائیں کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک عمل سے کئی صحیح اور صریح احادیث وروایات کے ذریعہ سے ثابت ہیں، جس سے ظاہر ہے کہ نماز کے بعد دعا کی قبولیت کی فضیلت ہی کی بنیاد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام نے نماز کے بعد دعا کا اہتمام فرمایا ہے جو کہ نماز کے بعد دعا کی فضیلت کی دلیل ہے، بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فعلی سنت سے بھی فضیلت ثابت ہوجاتی ہے، اس لئے ان احادیث کی سند پر کلام سے نماز کے بعد دعا کی فضیلت کے مسئلہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اور گزشتہ احادیث میں سے بہت سی احادیث میں نماز کے بعد اور بعض میں نماز کا سلام پھیرنے کے بعد مختلف دعاؤں کے کرنے کی تصریح پائی جاتی ہے، اس لئے بعض حضرات کا یہ سمجھنا کہ یہ دعائیں سلام پھیرنے سے پہلے درود شریف کے بعد نماز کے اندر ہی پڑھنی چاہئیں، اور نماز کے بعد نہیں پڑھنی چاہئیں، یہ درست نہیں ہے۔ [1]

---

[1] (قوله باب الدعاء بعد الصلاة) أى المكتوبة وفى هذه الترجمة رد على من زعم أن الدعاء بعد الصلاة لا يشرع متمسكا بالحديث الذى أخرجه مسلم من رواية عبد الله بن الحارث عن عائشة كان النبى صلى الله عليه وسلم إذا سلم لا يثبت إلا قدر ما يقول اللهم أنت السلام ومنک السلام تباركت ياذا الجلال والإكرام والجواب أن المراد بالنفى المذكور نفى استمراره جالسا على هيئته قبل السلام إلا بقدر أن يقول ما ذكر فقد ثبت أنه كان إذا صلى أقبل على أصحابه فيحمل ما ورد من الدعاء بعد الصلاة على أنه كان يقوله بعد أن يقبل بوجهه على اصحابه قال بن القيم فى الهدى النبوى وأما الدعاء بعد السلام من الصلاة مستقبل القبلة سواء الإمام والمنفرد والمأموم فلم يكن ذلک من هدى النبى صلى الله عليه وسلم أصلا ولا روى عنه بإسناد صحيح ولا حسن وخص بعضهم ذلک بصلاتى الفجر والعصر ولم يفعله النبى صلى الله عليه وسلم ولا الخلفاء بعده ولا أرشد إليه أمته وإنما هو استحسان رآه من رآه عوضا من السنة بعدهما قال وعامة الأدعية المتعلقة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

البتہ اگر کوئی قعدۂ اخیرہ میں سلام پھیرنے سے پہلے کوئی مسنون دعا پڑھے، تو اس کے جائز ہونے میں بھی شبہ نہیں۔ [1]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

بالصلاة إنما فعلها فيها وأمر بها فيها قال وهذا اللائق بحال المصلى فإنه مقبل على ربه مناجيه فإذا سلم منها انقطعت المناجاة وانتهى موقفه وقربه فكيف يترك سؤاله فى حال مناجاته والقرب منه وهو مقبل عليه ثم يسأل إذا انصرف عنه ثم قال لكن الأذكار الواردة بعد المكتوبة يستحب لمن أتى بها أن يصلى على النبى صلى الله عليه وسلم بعد أن يفرغ منها ويدعو بما شاء ويكون دعاؤه عقب هذه العبادة الثانية وهى الذكر لا لكونه دبر المكتوبة قلت وما ادعاه من النفى مطلقا مردود فقد ثبت عن معاذ بن جبل أن النبى صلى الله عليه وسلم قال له يا معاذ إنى والله لأحبك فلا تدع دبر كل صلاة أن تقول اللهم أعنى على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك أخرجه أبو داود والنسائى وصححه بن حبان والحاكم وحديث أبى بكرة فى قول اللهم إنى أعوذ بك من الكفر والفقر وعذاب القبر كان النبى صلى الله عليه وسلم يدعو بهن دبر كل صلاة أخرجه أحمد والترمذى والنسائى وصححه الحاكم وحديث سعد الآتى فى باب التعوذ من البخل قريبا فإن فى بعض طرقه المطلوب وحديث زيد بن أرقم سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يدعو فى دبر كل صلاة اللهم ربنا ورب كل شىء الحديث أخرجه أبو داود والنسائى وحديث صهيب رفعه كان يقول إذا انصرف من الصلاة اللهم أصلح لى دينى الحديث أخرجه النسائى وصححه بن حبان وغير ذلك فإن قيل المراد بدبر كل صلاة قرب آخرها وهو التشهد قلنا قد ورد الأمر بالذكر دبر كل صلاة والمراد به بعد السلام إجماعا فكذا هذا حتى يثبت ما يخالفه وقد أخرج الترمذى من حديث أبى أمامة قيل يا رسول الله أى الدعاء أسمع قال جوف الليل الأخير ودبر الصلوات المكتوبات وقال حسن وأخرج الطبرى من رواية جعفر بن محمد الصادق قال الدعاء بعد المكتوبة أفضل من الدعاء بعد النافلة كفضل المكتوبة على النافلة وفهم كثير ممن لقيناه من الحنابلة ان مراد بن القيم نفى الدعاء بعد الصلاة مطلقا وليس كذلك فإن حاصل كلامه أنه نفاه بقيد استمرار استقبال المصلى القبلة وإيراده بعد السلام وأما إذا انتقل بوجهه أو قدم الأذكار المشروعة فلا يمتنع عنده الإتيان بالدعاء حينئذ(فتح البارى لابن حجر، ج ۱۱ ص ۱۳۳، ۱۳۴، قوله باب الدعاء بعد الصلاة)

[1] عن ابن مسعود: كُنَّا نَقُولُ فِى الصَّلَاةِ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: السَّلَامُ عَلَى اللهِ السَّلَامُ عَلَى فُلَان . فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ: "إِنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ، فَإِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِى الصَّلَاةِ فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، فَإِذَا قَالَهَا أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلَّهِ صَالِحٍ فِى السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الْمَسْأَلَةِ مَا شَاءَ "(مسلم، ج ۱ ص ۳۰۱، كتاب الصلاة، باب التشهد فى الصلاة، واللفظ لهٗ، بخارى، حديث نمبر ۶۳۲۸، كتاب الدعوات، باب الدعاء فى الصلاة)

Idara Ghufran

مذکورہ احادیث وروایات سے نماز کے بعد مختلف دعاؤں کا ثبوت اور فضیلت تو ثابت ہوگئی، لیکن ان احادیث وروایات میں دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے اور دعا کے اختتام پر چہرہ پر ہاتھ پھیر لینے کا ذکر نہیں ہے، اس لئے اگر کوئی شخص نماز کے بعد مذکورہ مسنون یا اس جیسی دعاؤں کا بغیر ہاتھ اٹھائے اہتمام کرے، تو اس سے بھی ان شاء اللہ تعالیٰ سنت ادا ہو جائے گی۔

تاہم بے شمار احادیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت ہے، اور اس کلیہ میں نماز کے بعد کی دعا بھی داخل ہے، جبکہ بعض احادیث میں نماز کے بعد کی دعا میں بھی ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے، اور بعض روایات میں دعا کے اختتام پر چہرہ پر ہاتھ پھیر لینے کا بھی ذکر ہے۔

اور اس سلسلہ میں وارِد ہونے والی بعض احادیث وروایات کی سند پر محدثین کا کلام بھی ہے، لیکن صرف فضیلت اور آداب کی حد تک ان سے ہاتھ اٹھانے اور اختتام پر چہرہ پر ہاتھ پھیر لینے کے ثبوت میں شبہ نہیں، اور اسی وجہ سے کئی فقہائے کرام نے دعا میں ہاتھ اٹھانے اور دعا کے اختتام پر چہرہ پر ہاتھ پھیر لینے کو سنت ومستحب اور افضل قرار دیا ہے۔

اس لئے نماز کے بعد کی دعا میں ہاتھ اٹھانا اور اختتام پر چہرہ پر پھیر لینا بھی درست بلکہ افضل ہے، بشرطیکہ اس کو ضروری اور لازم نہ سمجھا جائے، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

فجر اور عصر کے بعد طویل ذکر کی فضیلت

احادیث میں صبح کو فجر کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک اور شام کو عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہنے کی عظیم فضیلت آئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَأَنْ أَقْعُدَ أَذْكُرُ اللّٰهَ وَأُكَبِّرُهُ وَأَحْمَدُهُ وَأُسَبِّحُهُ وَأُهَلِّلُهُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ

أَنْ أَعْتِقَ رَقَبَتَيْنِ، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَمِنْ بَعْدِ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتِقَ أَرْبَعَ رِقَابٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ(مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۱۹۴،مؤسسة الرسالة، بيروت) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں (فجر کی نماز کے بعد) بیٹھ کر اللہ کا ذکر کروں، اور اللہ کی بڑائی، اور حمد اور تسبیح اور تہلیل پڑھوں، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے، یہ مجھے زیادہ محبوب ہے، اس بات سے کہ میں دو یا زیادہ غلام حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے آزاد کروں (جن کا آزاد کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبی تعلق کی وجہ سے زیادہ ثواب رکھتا ہے)

اور عصر کے بعد سے لے کر سورج غروب ہونے تک بھی اسی طرح ذکرُ اللہ میں مشغول رہنا مجھے زیادہ محبوب ہے، اس کے مقابلہ میں کہ میں حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کروں (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ صَلّٰى صَلَاةَ الصُّبْحِ، ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، كَانَ لَهُ كَمَنْ أَعْتَقَ أَرْبَعَةً مِّنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ(شرح مشكل الآثار للطحاوی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے صبح کی نماز پڑھی، پھر سورج کے طلوع ہونے تک اللہ عزوجل کا بیٹھ کر ذکر کیا، تو اس کے لئے ایسا اجر ہے، جیسا کہ اس نے حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کئے (ترجمہ ختم)

---

[1] فی حاشية مسند احمد: حسن لغيره.

قال المنذری: رواه أحمد بإسناد حسن(الترغيب والترهيب، ج ۱ ص ۱۷۸)

وقال الهيثمی: رواه كله أحمد والطبرانی بنحو الرواية الثانية وأسانيده حسنة(مجمع الزوائد، ج ۱۰ ص ۱۰۴)

[2] رقم الحديث ۳۹۰۹، ج ۱۰ ص ۵۳، مؤسسة الرسالة، بيروت.

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ تَعَالٰى مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ، حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ، مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةً مِّنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ وَلَأَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى، أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مَنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةً

(سنن أبي داود) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں فجر کی نماز سے لے کر سورج طلوع ہونے تک اس قوم کے ساتھ بیٹھوں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے، یہ مجھے زیادہ محبوب ہے، اس بات سے کہ میں حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے چار افراد آزاد کروں، اور میں عصر کی نماز سے لے کر سورج غروب ہونے تک اس قوم کے ساتھ بیٹھوں جو اللہ کا ذکر کرے، یہ مجھے زیادہ محبوب ہے اس بات سے کہ میں چار افراد آزاد کروں (ترجمہ ختم)

فائدہ: اللہ کا ذکر خواہ تسبیح وتہلیل کی شکل میں ہو، یا تلاوت وسماعت کی شکل میں، یا علم میں مشغولی کی شکل میں، سب ذکر میں داخل ہے۔

اور اسی وجہ سے جو شخص دین کی بات یا قرآن مجید کی تلاوت سُنے، وہ بھی اس میں داخل ہے۔

اور ساتھ بیٹھنے سے مراد اس عمل کو کرنے والوں کی معیت وصحبت اختیار کرنا ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی کسی دوسرے دینی کام مثلاً جنازے میں شرکت کے لئے چلا جائے، تو وہ اس سے خارج نہیں ہوگا۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ٣٦٦٧، كتاب العلم، باب في القصص، المكتبة العصرية، بيروت.

[2] (وعن أنس قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :لأن أقعد ")أي :لقعودي واللام للابتداء ، وجعله ابن حجر للقسم ("مع قوم يذكرون الله ")وهو يعم الدعاء والتلاوة ومذاكرة العلم وذكر الصالحين("من صلاة الغداة ")أي :الصبح("حتى تطلع الشمس، أحب ") أي :

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

بعض احادیث میں سورج طلوع ہونے تک ذکر میں مشغول رہ کر پھر دو رکعت پڑھنے کی عظیم فضیلت آئی ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أفضل ("إلي ") ، أي :عندي("من أن أعتق أربعة من ولد إسماعيل ")بفتح الواو واللام وبضم الأول وسكون الثاني، خصص بني إسماعيل لشرفهم وإنافتهم على غيرهم من العرب، والعرب أفضل الأمم، ولقربهم منه عليه السلام ومزيد اهتمامه بهم("ولأن أقعد مع قوم يذكرون الله من صلاة العصر إلى أن تغرب الشمس أحب إلي من أن أعتق أربعة ")قال ابن الملك :إطلاق الأرقا والعتق عليهم على الفرض والتقدير، يعني فلا يصلح كونه دليلا للشافعي على أنه يجوز ضرب الرق على العرب ;إذ لو امتنع رقهم لم يقل عليه السلام إن هذا أحب إليه من عتقهم، وأغرب ابن حجر وقال :فيه أوضح دليل للشافعي مع أنه غير واضح فضلا عن أن يكون أوضح، قال الطيبي: وتخصيص الأربعة لا يعلم إلا منه عليه السلام ويجب علينا التسليم، ويحتمل أن يكون ذلک لانقسام العمل الموعود عليه أربعة، وقيل في بيانه، ولعل ذكر أربعة لأن المفضل مجموع أربعة أشياء :ذكر الله، والقعود له، والاجتماع عليه، والاستمرار به إلى الطلوع أو الغروب، وقال ابن الملک :الأربعة هي القعود أي لذكر الله، وكونه مع قوم يذكرون الله، وكون ذلک من الغدوة أو العصر واستمراره إلى الطلوع أو الغروب اهـ.والظاهر أن المراد بالقعود معهم استمراره معهم فلا ينافي قيامه تعظيما لبعضهم حيا أو لجنازتهم ميتا، وقال ابن حجر في قوله :أربعة أولا معرفة وفي الثاني نكرة ;لتفيد أن الأربعة هنا غير الأربعة ثمة بناء على أن الأشهر أن إعادة النكرة بعينها تقتضي المغايرة بخلاف المعرفة اهـ، وهو غريب منه مبنى ومعنى مع أنهما جملتان مستقلتان، (رواه أبو داود)قال ميرک :وسكت عليه أبو داود، ورواه أبو يعلى أيضا، وقال في الموضعين " :أربعة من ولد إسماعيل دية كل رجل منهم اثنا عشر ألفا، فاندفع ترديد ابن حجر لعدم اطلاعه حيث قال :ولم يقل هنا من ولد إسماعيل فيحتمل أنه مراد، وحذف من الثاني لدلالة الأول عليه، ويحتمل أنه غير مراد، والفرق أن أوائل النهار أحق بأن تستغرق بالذكر ;لأن النشاط فيها أكثر ويؤيده أنه صح فيه أن إحياءه بالذكر كأجر حجة وعمرة، ولم يرد نظير ذلک فيما بعد العصر اهـ، وقد يقال آخر النهار أولى بأن يستغرق بالذكر تداركا لما فاته أو وقع منه تقصير، ولم يلزم من تخصيص الشيء بالذكر نفي ما عداه كما هو مقرر (مرقاة، ج۲، ص ۷۶۹، تحت رقم الحديث ۹۷۰، كتاب الصلاة، باب الذكر بعد الصلاة)

(ولأن أقعد مع قوم يذكرون الله) ظاهره وإن لم يكن ذاكرا لأن الاستماع قائم مقام الذكر وهم القوم لا يشقى جليسهم (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۷۲۰۳)

قوله :(لأن أقعد) بفتح الهمزة أي لقعودي، واللام للابتداء ، وقيل :للقسم .(مع قوم يذكرون الله) لم يقل ذاكراً معهم لإفادة أن ذلک لا يتوقف على ما إذا ذكر معهم، بل الاستماع يقوم مقام الذكر، فما بالک بما إذا ذكر معهم؛ لأنهم القوم لا يشقى جليسهم، والذكر يعم الدعاء ، وتلاوة القرآن،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ فِيْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ (سنن ترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جماعت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی، پھر بیٹھ کر سورج طلوع ہونے تک اللہ کا ذکر کرتا رہا، پھر اس نے دو رکعتیں پڑھیں، تو اس کو ایک حج اور عمرہ کا اجر حاصل ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پورا، پورا، پورا (حج وعمرہ کا اجر) حاصل ہوگا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

والصلاة على النبى -صلى الله عليه وسلم -، ويلحق به ما فى معناه، كدرس العلوم الشرعية (مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تحت رقم الحديث ٩٧٧، باب الذكر بعد الصلاة)

لادلالة فيه على قراء ة كل ذلك والدعاء بعدها مجتمعين، وأن يفعل ذلك كله فى المسجد، فان صيغة الجمع لاتستدعى الاجتماع والاصطحاب أصلا، نص على ذلك الاصوليون فمعنىٰ كلامه أن المسلمين ينبغى لهم قراء ة الأوراد المأثورة بعد المكتوبات بأن يأتى كل احد بها على حدة، ويدعو كل أحد بعدها لنفسه وللمسلمين (اعلاءُ السنن جلد ٣، صفحه ٢٠٦ و٢٠٧، باب الانحراف بعد السلام وكيفيته وسنية الدعاء والذكر بعدالصلاة)

يُسْتَحَبُّ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْ الْمُصَلِّينَ أَنْ يَدْعُوَ لِنَفْسِهِ وَلِمَنْ حَضَرَهُ مِنْ إخْوَانِهِ الْمُسْلِمِينَ مِنْ إمَامٍ وَمَأْمُومٍ وَلْيَحْذَرُوا جَمِيعًا مِنْ الْجَهْرِ بِالذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَبَسْطِ الْأَيْدِي عِنْدَهُ أَعْنِي عِنْدَ الْفَرَاغِ مِنْ الصَّلَاةِ إنْ كَانَ فِي جَمَاعَةٍ فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ الْبِدَعِ لِمَا تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ (المدخل لابن الحاج، ج٢ ص ٢٨٠، ٢٨١، التنفل فى المساجد بتوابع الفرائض)

[1] رقم الحديث ٥٨٦، ابواب السفر، باب ذكر ما يستحب من الجلوس فى المسجد بعد صلاة الصبح حتى تطلع الشمس، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبى -مصر.

قال الترمذى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ " وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ: عَنْ أَبِي ظِلَالٍ؟ فَقَالَ: هُوَ مُقَارِبُ الحَدِيثِ، قَالَ مُحَمَّدٌ: وَاسْمُهُ هِلَالٌ "

(حكم الألبانى): حسن (تعليق سنن ترمذى)

www.idaraghufran.org

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلّٰى صَلَاةَ الْغَدَاةِ فِيْ جَمَاعَةٍ، ثُمَّ جَلَسَ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، اِنْقَلَبَ بِأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ (المعجم الكبير للطبراني) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی، پھر بیٹھ کر سورج طلوع ہونے تک اللہ کا ذکر کیا، پھر کھڑا ہوا، اور دو رکعتیں پڑھیں، تو یہ ایک حج وعمرے کا اجر وثواب لے کر لوٹے گا (ترجمہ ختم)

اور بعض احادیث میں فجر اور عصر کے بعد کچھ مخصوص اذکار کی فضیلت آئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ قَالَ فِيْ دُبُرِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ: لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، كَانَ كَعَتَاقِ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ (سنن ابنِ ماجه) [2]

ترجمہ: جس نے فجر کی نماز کے بعد یہ کلمات پڑھے:

”لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ“

”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک وحکومت ہے، اسی کے لئے ہر تعریف ہے، اور اسی کے قبضۂ قدرت میں ہر خیر ہے، اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے“

تو اس کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے غلام آزاد کرنے کے برابر اجر حاصل ہوگا (ترجمہ ختم)

---

[1] رقم الحديث ١٧٧٤١، مكتبة ابنِ تيمية، القاهرة.
قال الهيثمي: رواه الطبراني وإسناده جيد (مجمع الزوائد، ج١٠ ص١٠٤)
[2] رقم الحديث ٣٧٩٩، كتاب الادب، باب فضل لا اله الا الله.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ حِیْنَ یَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاۃِ الْغَدَاۃِ: لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ، وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ، وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، عَشْرَ مَرَّاتٍ قَبْلَ أَنْ یَّتَکَلَّمَ، کُتِبَ لَہٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَمُحِیَ عَنْہُ بِھِنَّ عَشْرُ سَیِّئَاتٍ، وَرُفِعَ لَہٗ بِھِنَّ عَشْرُ دَرَجَاتٍ، وَکُنَّ لَہٗ کَعَدْلِ عَشْرِ نَسَمَاتٍ، وَکُنَّ لَہٗ حَرَسًا مِّنَ الشَّیْطَانِ، وَحِرْزًا مِّنَ الْمَکْرُوْہِ، وَلَمْ یَلْحَقْہُ فِیْ یَوْمِہٖ ذٰلِکَ ذَنْبٌ إِلَّا الشِّرْکُ بِاللّٰہِ، وَمَنْ قَالَھُنَّ حِیْنَ یَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاۃِ الْعَصْرِ أُعْطِیَ مِثْلَ ذٰلِکَ فِیْ لَیْلَتِہٖ (عمل الیوم واللیلة لابن السنی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے فجر کی نماز سے فراغت کے بعد کلام کرنے سے پہلے دس مرتبہ یہ کلمات پڑھے کہ:

"لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ، وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ، وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ"

تو ان کلمات کی وجہ سے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی، اور اس کی دس بُرائیاں مٹادی جائیں گی، اور اُس کے دس درجات بلند کئے جائیں گے، اور یہ کلمات اُس کے لئے دس جاندار کے (ثواب کے) برابر ہوں گے، اور شیطان سے حفاظت اور مکروہ چیز سے بچاؤ کا ذریعہ ہوں گے، اور اُس کو اُس دن کوئی گناہ لاحق نہ ہوگا، سوائے اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے، اور جس نے ان کو عصر کی نماز کے بعد پڑھا، اُس کو بھی اُس رات میں اس کے مثل عطا کیا جائے گا (ترجمہ ختم)

فائدہ: فجر اور عصر کی نماز کے بعد کیونکہ سنتیں نہیں ہیں، اس لئے ان نمازوں کے بعد طویل

---

[1] رقم الحدیث ۱۳۹، باب مایقول فی دبر صلاۃ الصبح، دار القبلة للثقافة الإسلامیة ومؤسسة علوم القرآن -جدۃ / بیروت.

www.idaraghufran.org

اور لمبا ذکر کرنے میں حرج نہیں، بلکہ فضیلت ہے۔

اور جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں، ان میں سنتوں سے فراغت کے بعد ہی طویل ذکر کرنا مناسب ہے، جیسا کہ آگے بھی آتا ہے۔ ۱؎

نماز کے بعد تسبیح فاطمی کی فضیلت

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مُعَقِّبَاتٌ لَا یَخِیْبُ قَائِلُھُنَّ أَوْ فَاعِلُھُنَّ ثَلَاثٌ وَّثَلَاثُوْنَ تَسْبِیْحَۃً، وَثَلَاثٌ وَّثَلَاثُوْنَ

۱؎ والجواب عنه بوجوه:

اما الاول :فلانه لا يقوى قوة حديث عائشة فان رجاله كلهم ثقات،وهذا فيه شهر بن حوشب مختلف فى توثيقه ،قال الطحطاوى فى حاشية مراقى الفلاح:اقول:لعل ذلک (اى حديث الذكر الطويل بعد المغرب)لم يقو قوة الحديث المتقدم(يعنى حديث عائشة)فلذا لم ينص عليه اهل المذهب اهـ.

قلت:ويؤيد ذلک ان الترمذى اخرجه عن ابى ذر و ليس فيه ذكر المغرب ،واخرجه النسائى عن معاذ وفيه ذكر صلاة العصر مكان المغرب ،قال المنذرى فى الترغيب :عن ابى ذر رضى الله عنه :ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:من قال فى دبر صلاة الفجر وهو ثان رجليه قبل ان يتكلم :"لا اله الا الله وحده الخ"فذكر معنى حديث احمد ،ثم قال رواه الترمذى واللفظ له ،وقال:حديث حسن غريب صحيح ،والنسائى وزاد فيه :'بيده الخير'وزاد فيه ايضا :'وكان له بكل واحدة قالها عتق رقبة مؤمنة ورواه النسائى من حديث معاذ وزاد فيه ومن قالهن حين ينصرف من صلاة العصر اعطى مثل ذلک فى ليلته اهـ،قلت :ورواية النسائى هذه صحيحة او حسنة على قاعدة المنذرى فى ترغيبه.

واما الثانى ـفلان حديث ابن غنم هذا يعارضه ما سياتى عن حذيفة رضى الله عنه مرفوعا:'عجلو الركعتين بعد المغرب'فانهما ترفعان مع المكتوبة'وهو حديث حسن يدل على كراهة تاخيرهما عن المكتوبة،وحديث ابن غنم يبيح تاخيرهما عنها ،واذا تعارض المبيح و المحرم يرجح المحرم، فالاولى ان يقال فى معنى حديث ابن غنم :ان المراد من صلاة المغرب فى قوله:'من قال قبل ان ينصرف ويثنى رجله من صلاة المغرب 'هى مكتوبة مع الراتبة،لا المكتوبة وحدها ،ولما كانت الرواتب توابع للمكتوبة و مثل الجزاء منها لكونها مشروعة لتتميمها صح ان يقال لما بعد الراتبة:انه بعد المكتوبة ،فاندفع الاشكال ،والحمد لله العلى المتعال (اعلاء السنن جلد ۳، صفحه ۱۸۹، وصفحه ۱۹۰، تحت رقم الحديث ۹۱۰، باب الانحراف بعد السلام و كيفيته وسنية الدعاء والذكر بعدالصلاة)

تَحۡمِيۡدَةً، وَأَرۡبَعٌ وَّثَلَاثُوۡنَ تَكۡبِيۡرَةً، فِيۡ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چند آگے پیچھے پڑھے (یا فرشتوں کی طرف سے محفوظ کئے) جانے والے کلمات ایسے ہیں کہ ان کو پڑھنے والا خسارہ میں مبتلا نہیں ہوگا، ہر فرض نماز کے بعد تینتیس مرتبہ تسبیح (یعنی سبحان اللہ) اور تینتیس مرتبہ تحمید (یعنی الحمدللہ) اور چونتیس مرتبہ تکبیر (یعنی اللہ اکبر) (ترجمہ ختم)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلۡنَا: يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ، ذَهَبَ الۡأَغۡنِيَاءُ بِالۡأَجۡرِ، يَحُجُّوۡنَ، وَلَا نَحُجُّ، وَيُجَاهِدُوۡنَ وَلَا نُجَاهِدُ، وَكَذَا وَكَذَا، فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أَدُلُّكُمۡ عَلٰى شَيۡءٍ إِنۡ أَخَذۡتُمۡ بِهٖ، جِئۡتُمۡ مِنۡ أَفۡضَلِ مَا يَجِيۡءُ بِهٖ أَحَدٌ مِّنۡهُمۡ: أَنۡ تُكَبِّرُوا اللّٰهَ أَرۡبَعًا وَّثَلَاثِيۡنَ، وَتُسَبِّحُوۡهُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيۡنَ، وَتَحۡمَدُوۡهُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيۡنَ، فِيۡ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ (مسند احمد) [2]

ترجمہ: ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مالدار لوگ اجر کے اعتبار سے آگے بڑھ گئے، وہ حج کرتے ہیں، اور ہم حج نہیں کرتے، اور وہ (مال کے ذریعہ سے) جہاد کرتے ہیں، اور ہم نہیں کرتے، اور وہ اس طرح اور اس طرح (صدقہ وخیرات وغیرہ) کرتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتلادوں کہ اگر تم اس کو اختیار کروگے تو تم اُن میں سے ہر ایک کے عمل سے زیادہ فضیلت پالوگے، اور وہ یہ ہے کہ تم ہر نماز کے بعد چونتیس

---

[1] رقم الحديث ۵۹۶ "۱۴۵"، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته، داراحياء التراث العربى، بيروت، واللفظ لهٗ؛ ترمذى، رقم الحديث ۳۴۱۲؛ سنن نسائى، رقم الحديث ۱۳۴۹؛ مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۲۹۸۶۲.

[2] رقم الحديث ۲۷۵۱۵، مؤسسة الرسالة، بيروت، واللفظ لهٗ؛ مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۲۹۸۷۷.

فى حاشية مسند احمد: صحيح بطرقه وشواهده.

Idara Ghufran

(۳۴) مرتبہ اللہ کی تکبیر (یعنی اللہ اکبر) اور تینتیس (۳۳) مرتبہ اللہ کی تسبیح (یعنی سبحان اللہ) اور تینتیس (۳۳) مرتبہ اللہ کی تحمید (یعنی الحمدللہ) پڑھو (ترجمہ ختم)

اسی قسم کی حدیث حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ [۱]

تسبیح، تحمید اور تکبیر والے اس ذکر کو ہماری آج کل کی معروف اور مروّج زبان میں "تسبیحِ فاطمی" کہا جاتا ہے، کیونکہ بعض روایات کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس کی تلقین فرمائی تھی، جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

بعض روایات میں ان تینوں کلمات کو تینتیس، تینتیس مرتبہ، پڑھنے کا، اور ایک مرتبہ "لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهٗ لَا شَـرِيْکَ لَـهٗ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَكَبَّرَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، فَتِلْکَ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ، وَقَالَ: تَمَامَ الْمِائَةِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ (مسلم) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہر نماز کے بعد یہ کلمات

---

[۱] عن أبي ذر، قال :قلت :يا رسول الله، سبقنا أصحاب الأموال، والدثور سبقا بينا، يصلون ويصومون كما نصلي ونصوم، وعندهم أموال يتصدقون بها، وليست عندنا أموال؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :ألا أخبرک بعمل إن أخذت به أدركت من كان قبلک، وفت من يكون بعدک؟ إلا أحدا أخذ بمثل عملک :تسبح خلاف كل صلاة ثلاثا وثلاثين، وتحمد ثلاثا وثلاثين، وتكبر أربعا وثلاثين "(مسند احمد، رقم الحديث ۲۱۴۱۱)

فی حاشية مسند احمد: صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن.

[۲] رقم الحديث ۵۹۷"۱۴۶"، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته، داراحياء التراث العربی، بيروت، واللفظ لهٗ؛ ابنِ حبان، رقم الحديث ۲۰۱۶.

www.idaraghufran.org

پڑھے، تو اس کی خطائیں معاف کردی جائیں گی، اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں، تینتیس مرتبہ تسبیح (یعنی سبحان اللہ) اور تینتیس مرتبہ تحمید (یعنی الحمدللہ) اور تینتیس مرتبہ تکبیر (یعنی اللہ اکبر) پڑھے، تو یہ ننانوے کا عدد ہو جائے گا، اور فرمایا کہ سوویں تکبیر یہ ہے کہ:

”لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْکَ لَهُ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى کُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ“

یعنی ”اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ تنہا و یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے (حقیقی) مُلک و حکومت ہے، اور اسی کے لئے ہر تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے“ (ترجمہ ختم)

حضرت ابنِ امِ حکیم یا ضباعۃ بنتِ زبیر بن عبدالمطلب میں سے کسی ایک سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

أَصَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيًا، فَذَهَبْتُ أَنَا وَأُخْتِىْ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَا نَحْنُ فِيْهِ، وَسَأَلْنَاهُ أَنْ يَّأْمُرَ لَنَا بِشَیْءٍ مِّنَ السَّبْیِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَبَقَكُنَّ يَتَامٰى بَدْرٍ، لٰكِنْ سَأَدُلُّكُنَّ عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَّكُنَّ مِنْ ذٰلِکَ: تُكَبِّرْنَ اللّٰهَ عَلٰى إِثْرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَكْبِيْرَةً، وَثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَسْبِيْحَةً، وَثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَحْمِيْدَةً، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْکَ لَهُ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (جہاد میں فتح حاصل کرنے کے بعد)

---

[1] رقم الحديث ۲۹۸۷، كتاب الخراج والامارة والفيئ، باب فى بيان مواضع قسم الخمس، وسهم ذى القربى، المكتبة العصرية، بيروت، واللفظ لهٗ، شرح معانى الآثار، رقم الحديث ۵۴۱۷.

www.idaraghufran.org

قیدی آئے، تو میں اور میری بہن اور فاطمہ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور ہم نے ان سے اپنی کسی ضرورت کی شکایت کی، اور یہ سوال کیا کہ ہمیں بھی (خدمت کے لئے) کچھ قیدی دے دیئے جائیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غزوۂ بدر کے یتیم تم سے (اجر میں) آگے بڑھ گئے، لیکن میں تم کو ایسا عمل بتلاتا ہوں، جو اس سے بھی بہتر ہے، تم ہر نماز کے بعد تینتیس (۳۳) مرتبہ اللہ کی تکبیر (یعنی اللہ اکبر) پڑھو، اور تینتیس (۳۳) مرتبہ تسبیح (یعنی سبحان اللہ) پڑھو، اور تینتیس (۳۳) مرتبہ تحمید (یعنی الحمد للہ) پڑھو، اور (اس کے بعد ایک مرتبہ) ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ'' پڑھو (ترجمہ ختم)

فائدہ: بعض روایات میں ان تینوں کلمات کو ہر نماز کے بعد دس دس مرتبہ، اور سونے سے پہلے تینتیس تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر، پڑھنے کی عادت وخصلت رکھنے والے مسلمان کو جنت کی بشارت سنائی گئی ہے، اور میزانِ عمل میں اس عمل کے ثواب کو بہت عظیم بتلایا گیا ہے۔ [1]

---

[1] عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :خَلَّتَانِ لَا يُحْصِيهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَهُمَا يَسِيرٌ، وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، يُسَبِّحُ أَحَدُكُمْ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا، وَيَحْمَدُ عَشْرًا، وَيُكَبِّرُ عَشْرًا، فَهِيَ خَمْسُونَ وَمِائَةٌ فِي اللِّسَانِ، وَأَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَةٍ فِي الْمِيزَانِ ، وَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُهُنَّ بِيَدِهِ، وَإِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ أَوْ مَضْجَعِهِ سَبَّحَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَحَمِدَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَكَبَّرَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، فَهِيَ مِائَةٌ عَلَى اللِّسَانِ، وَأَلْفٌ فِي الْمِيزَانِ ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ أَلْفَيْنِ وَخَمْسَ مِائَةِ سَيِّئَةٍ؟ قِيلَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَيْفَ لَا نُحْصِيهِمَا؟ فَقَالَ " :إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ، فَيَقُولُ :اذْكُرْ كَذَا، اذْكُرْ كَذَا، وَيَأْتِيهِ عِنْدَ مَنَامِهِ فَيُنِيمُهُ "(سنن نسائی، رقم الحديث ۱۳۴۸ ، واللفظ لهٗ،ترمذی، رقم الحديث، رقم الحديث ۳۴۱۰؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۵۰۶۵؛ المنتقى من عمل اليوم والليلة للنسائی، ج ۱، ص ۲۳؛ مسند احمد، رقم الحديث ۶۹۱۰)

قال الترمذی:هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ ، وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ، وَالثَّوْرِيُّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، هَذَا الحَدِيثَ، وَرَوَى الأَعْمَشُ، هَذَا الحَدِيثَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ مُخْتَصَرًا وَفِي البَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَأَنَسٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ.

پس اگر کوئی ہر نماز کے بعد تینتیس، تینتیس مرتبہ، سبحان اللہ اور الحمدللہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھے، تو بھی عظیم فضیلت حاصل ہوجاتی ہے، اور اگر ان تینوں کلمات کو تینتیس، تینتیس مرتبہ پڑھے، اور ایک مرتبہ ’’لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَـهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ‘‘ پڑھے، تو اور زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔

اور اگر ہر نماز کے بعد اس تعداد کو پورا کرنا مشکل ہو، تو ہر نماز کے بعد دس دس مرتبہ ان تینوں کلمات کو پڑھنے اور رات کو سونے کے لئے بستر پر پہنچنے کے وقت تینتیس تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور الحمدللہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھنے کا معمول بنانے پر بھی جنت میں داخلہ کی فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

جہاں تک ان کلمات کی تعداد کو شمار کرنے کا تعلق ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاتھوں پر ان کا شمار کرنا ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُ التَّسْبِيْحَ بِيَدِهٖ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ سے تسبیح (کی تعداد) کو محفوظ کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت یسیرہ مہاجر صحابیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيْحِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّقْدِيْسِ، وَاعْقِدْنَ بِالْأَنَامِلِ فَإِنَّهُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ مُسْتَنْطَقَاتٌ، وَلَا تَغْفُلْنَ فَتَنْسَيْنَ الرَّحْمَةَ (سنن الترمذی) [2]

---

[1] رقم الحديث، ۳۴۸۶، ابواب الدعوات، باب ما جاء فی عقد التسبيح باليد، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابی الحلبی -مصر.

قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الأَعْمَشِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ وَرَوَى شُعْبَةُ، وَالثَّوْرِيُّ، هَذَا الحَدِيثَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، بِطُولِهِ وَفِي البَابِ عَنْ يُسَيْرَةَ بِنْتِ يَاسِرٍ.

[2] رقم الحديث ۳۵۸۳، ابواب الدعوات، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابی الحلبی -مصر. واللفظ لهٗ، سنن ابی داوٗد، رقم الحديث ۱۵۰۱، مسند احمد، رقم الحديث ۲۷۰۸۹.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تسبیح وتہلیل اور تقدیس کا اہتمام کرو، اوران کو (انگلیوں کے) پوروُوں پر (شمار کرکے) محفوظ کرو، کیونکہ اُن (انگلیوں اوران کے پوروُوں) سے (قیامت کے دن) سوال کیا جائے گا، اور ان سے کلام کرنے کو کہا جائے گا (اوران پر ذکر کو شمار کرنے کی صورت میں یہ انسان کے حق میں ذکر شمار کرنے کی گواہی دیں گے) اور آپ (ذکر سے) غافل نہ ہوں، ورنہ آپ (اللہ تعالیٰ کی) رحمت سے محروم ہو جائیں گی (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے ذکر وتسبیح کی تعداد کو ہاتھوں کی انگلیوں اوران کے پوروُوں پر شمار کرنے کے ثبوت کے ساتھ ساتھ اس کی فضیلت بھی معلوم ہوئی۔ ؎۱

اور اگر کوئی انگلیوں کے بجائے تسبیح کے دانوں پر شمار کرے، تو بھی گنجائش ہے، کیونکہ اس کا بھی بعض روایات سے ثبوت ہے۔ ؎۲

؎۱ وإنما قيد العقد بالأنامل دلالة على الأفضل ويدل عليه تعليله بقوله :(فإنهن) أى :الأنامل كسائر الأعضاء (مسئولات) أى :يسألن يوم القيامة عما اكتسبن وبأى شيء استعملن، (مستنطقات) : بفتح الطاء أى :متكلمات بخلق النطق فيها فيشهدن لصاحبهن أو عليه بما اكتسبه. قال تعالى :(يوم تشهد عليهم ألسنتهم وأيديهم وأرجلهم بما كانوا يعملون)(وما كنتم تستترون أن يشهد عليكم سمعكم ولا أبصاركم ولا جلودكم)وفيه حث على استعمال الأعضاء فيما يرضى الرب تعالى وتعريض التحفظ عن الفواحش والآثام .(ولا تغفلن) : بضم الفاء، والفتح لحن أى: عن الذكر يعنى لا تتركن الذكر، (فتنسين) : بفتح التاء أى :فتتركن (الرحمة) : بسبب الغفلة، والمراد بنسيان الرحمة نسيان أسبابها أى :لا تتركن الذكر، فإنكن لو تركتن الذكر لحرمتن ثوابه، فكأنكن تركتن الرحمة .قال تعالى :فاذكرونى أى :بالطاعة أذكركم أى :بالرحمة .وفى نسخة صحيحة بصيغة مجهولة من الإنساء، أى :إنكن استحفظتن ذكر الرحمة وأمرتن بسؤالها، فإذا غفلتن فقد ضيعتن ما استودعتن فتركتن سدى عن رحمة الله تعالى.قال الطيبى :(لا تغفلن) نهى لأمرين أى :لا تغفلن عما ذكرت، لكن من اللزوم على الذكر والمحافظة عليه والعقد بالأصابع توثيقا، وقوله :فتنسين جواب "لو "أى :إنكن لو تغفلن عما ذكرت لكن لتركتن سدى عن رحمة الله، وهذا من باب قوله تعالى :(ولا تطغوا فيه فيحل عليكم غضبى)أو لا يكن منكن الغفلة فيكون من الله ترک الرحمة، فعبر بالنسيان عن ترک الرحمة كما فى قوله تعالى :(وكذلک اليوم تنسى)(مرقاة المفاتيح، ج۴ص۱۶۰۶، كتاب اسماء الله تعالىٰ،ثواب التسبيح والتحميد والتهليل والتكبير)

؎۲ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْكُوفِيُّ قَالَ :حَدَّثَنِي كِنَانَةُ، مَوْلَى صَفِيَّةَ قَالَ :سَمِعْتُ صَفِيَّةَ، تَقُولُ :دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ يَدَيَّ أَرْبَعَةُ آلَافِ نَوَاةٍ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

تاہم انگلیوں اور پوروُوں سے شمار کرنے کی فضیلت کی کیونکہ حدیث میں صراحت ہے، اس لئے عام حالات میں انگلیوں اور پوروُوں پر شمار کرنا افضل ہے، اور اگر کسی نے زیادہ تعداد

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أُسَبِّحُ بِهَا، قَالَ :لَقَدْ سَبَّحْتِ بِهَذِهِ، أَلَا أُعَلِّمُكِ بِأَكْثَرَ مِمَّا سَبَّحْتِ؟ فَقُلْتُ :بَلَى عَلِّمْنِي. فَقَالَ " :قُولِي :سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ "(سنن ترمذی، رقم الحديث ٣٥٥٤)

قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ صَفِيَّةَ إِلَّا مِنْ هَذَا الوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ هَاشِمِ بْنِ سَعِيدٍ الكُوفِيِّ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمَعْرُوفٍ وَفِي البَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ.

عَنْ صَفِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ :دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ يَدَيَّ أَرْبَعَةُ آلَافِ نَوَاةٍ أُسَبِّحُ بِهِنَّ، فَقَالَ :يَا بِنْتَ حُيَيٍّ مَا هَذَا؟ قُلْتُ :أُسَبِّحُ بِهِنَّ، قَالَ :قَدْ سَبَّحْتُ مُنْذُ قُمْتُ عَلَى رَأْسِكِ أَكْثَرَ مِنْ هَذَا قُلْتُ :عَلِّمْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ :قُولِي سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ مِنْ شَيْءٍ(مستدرک حاکم ، رقم الحديث ٢٠٠٨)

قال الحاکم:هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ،وَلَهُ شَاهِدٌ مِنْ حَدِيثِ الْمِصْرِيِّينَ بِإِسْنَادٍ أَصَحَّ مِنْ هَذَا.

وقال ابن حجر:

هذا حديث حسن، أخرجه الترمذی عن محمد بن بشار بندار، عن عبد الصمد بن عبد الوارث، عن هاشم بن سعيد، وقال :ليس إسناده بالمعروف .قلت :كنانة هو مولى صفية التی روى عنها، وهو مدنی روى عنه خمسة أنفس، وذكره ابن حبان فی الثقات، وأبو الفتح الأزدی فی الضعفاء .وهاشم بن سعيد الراوی عنه كوفی، قال فيه ابن معين : ليس بشیء .وقال أحمد :لا أعرفه.وقال أبو حاتم الرازی :ضعيف.وقال أبو أحمد بن عدی :لا يتابع على حديثه .قلت :قد توبع على هذا الحديث(نتائج الافكار، ج ١ ص ٨٢،٨٣،باب مختصر فی أحرف مما جاء فی فضل الذكر غير مقيدٍ بوقت)

عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهَا، أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوَاةٌ، أَوْ قَالَ :حَصَاةٌ تُسَبِّحُ بِهَا، فَقَالَ :أَلَا أُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هَذَا أَوْ أَفْضَلُ؟ سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذَلِكَ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ مِثْلَ ذَلِكَ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ (سنن ترمذی، رقم الحديث ٣٥٦٨، واللفظ لهُ،سنن ابی داوٗد، رقم الحديث ١٥٠٠ ،صحیح ابنِ حبان،رقم الحديث ٨٣٧،مستدرک حاکم، رقم الحديث ٢٠٠٩)

قال الترمذی:هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ سَعْدٍ.

وقال ابن حجر:هذا حديث حسن، أخرجه الترمذی (نتائج الافكار، ج ١ ص ٨١،باب مختصر فی أحرف مما جاء فی فضل الذكر غير مقيدٍ بوقت)

وقال شعيب الارنؤوط:رجاله رجال الصحيح، وسعيد بن أبی هلال أدرک عائشة بنت سعد فإنها

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

میں ذکر کرنا ہو، جس کی تعداد کو انگلیوں پر شمار کر کے یاد رکھنا مشکل ہو، تو اس کے لئے آج کل دانوں یا نمبروں والی مروّجہ تسبیح پر شمار کرنے میں بھی حرج نہیں، بلکہ بعض کے نزدیک بہتر ہے، بشرطیکہ اخلاص کے ساتھ ہو، اور ریاء کاری مقصد نہ ہو۔ ل

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

توفيت سنة سبع عشرة ومئة، وهو ولد سنة ٧٠ونشأ بالمدينة وتوفى سنة ١٣٥أو٣٣، وقال المؤلف ١٤٩هـ:وأخرجه الحاكم فى "المستدرك ١/٥٤٧.٥٤٨ "من طريق حرملة بهذا الإسناد، وصححه هو والذهبى، وأخرجه أبو داود ١٥٠٠ فى الصلاة .باب التسبيح بالحصى، والترمذى ٣٥٦٨فى الدعوات :باب فى دعاء النبى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وتعوّذه دبر كل صلاة، والنسائى فى "عمل اليوم والليلة "كما فى "التحفة٣/٣٢٥ "والبغوى ١٢٧٩، من طرق عن ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هلال، عن خزيمة، عن عائشة بنت سعد، عن أبيها وحسنه الترمذى مع أن خزيمة لم يوثقه غير المؤلف .وقد حسن الحديث أيضًا الحافظ ابن حجر فى "أمالى الأذكار "فيما نقله عنه ابن علان ١/٢٤٥وفى الباب عن صفية عند الترمذى ٣٥٥٤والطبرانى٢٤/٧٤.٧٥، والحاكم ١/٥٤٧وفى سنده ضعف(حاشية صحيح ابن حبان)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ حَمْدَانَ، ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ، ثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ مُوسَى، قَالَ :أَخْبَرَنِي نُعَيْمُ بْنُ الْمُحَرَّرِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ كَانَ لَهُ خَيْطٌ فِيهِ أَلْفَا عُقْدَةٍ، فَلا يَنَامُ حَتَّى يُسَبِّحَ بِهِ(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، ج١، ص٣٨٣)

ل وجاء بسند ضعيف عن على رضى الله عنه مرفوعا :نعم المذكر المسبحة، وعن أبى هريرة أنه كان له خيط فيه ألف عقدة فلا ينام حتى يسبح به، وفى رواية :كان يسبح بالنوى، قال ابن حجر: والروايات فى التسبيح بالنوى والحصى كثيرة عن الصحابة، وبعض أمهات المؤمنين، بل رآها عليه السلام، وأقر عليها، قيل :وعقد التسبيح بالأنامل أفضل من المسبحة، وقيل :إن أمن الغلط فهو أولى، وإلا فهى أولى(مرقاة، ج٢ص٧٦٨، باب الذكر بعد الصلاة)

وصح أنه صلى الله عليه وسلم كان يعقد التسبيح بيمينه وورد أنه قال واعقدوه بالأنامل فإنهن مسؤولات مستنطقات وجاء بسند ضعيف عن على مرفوعا نعم المذكر السبحة قالابن حجر والروايات بالتسبح بالنوى والحصا كثيرة عن الصحابة وبعض أمهات المؤمنين بل رآها صلى الله عليه وسلم وأقرا عليه وعقد التسبيح بالأنامل أفضل من السبحة وقيل إن أمن من الغلط فهو أولى وإلا فهى أولى كذا فى شرح المشكاة (حاشية الطحطاوى على المراقى، ص٣١٦، فصل فى صفة الاذكار)

أمَّا عَدُّ التسبيح خارج الصلاة فلا يُكره بل يُستَحَبُّ .لِمَا ورد :أنه عليه الصلاة والسلام كان يَعْقِدُ بالأنامل .ولِمَا ورد من التسبيح ونحوه ثلاثاً وثلاثين، وهو لا يُمكِنُ بدون العَدِّ، إمّا باليد أو بالسُّبْحَة ونحوها من النَّواة والحصى كما ورد عن بعض الصحابيات .وقد قال الجُنَيْد :السُّبْحَة سوط الشيطان .وقيل :هو بدعة لقول بعض السلف :نُذْنِبُ ولا نحصي، ونسبح ونحصى(شرح النقاية،فصل فى مكروهات الصلاة) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور بعض روایات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں پر تسبیح کا شمار کرنا مذکور ہے، جس کی روشنی میں بعض حضرات نے فرمایا کہ تسبیح کو دائیں ہاتھ کی انگلیوں اور پوروں پر شمار کرنا افضل ہے۔

اور اگر کوئی دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں کی انگلیوں پر شمار کرے، تو بھی جائز ہے، کیونکہ بعض احادیث میں دائیں ہاتھ کی قید کے بغیر اس کا ذکر آیا ہے، بالخصوص جبکہ ایک ہاتھ کی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قَوْلُهُ (يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ بِيَدِهِ) وَفِى رواية أبى داود قال بن قُدَامَةَ بِيَمِينِهِ وَأَبُو قُدَامَةَ هَذَا هُوَ شَيْخُ أَبِى دَاوُدَ وَاسْمُهُ مُحَمَّدٌ،وَفِى الْحَدِيثِ مَشْرُوعِيَّةُ عَقْدِ التَّسْبِيحِ بِالْأَنَامِلِ وَعَلَّلَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى حَدِيثِ يُسَيْرَةَ الذى أشار إليه الترمذى بأن الأنامل مسؤولات مُسْتَنْطَقَاتٌ يَعْنِى أَنَّهُنَّ يَشْهَدْنَ بِذٰلِكَ فَكَانَ عَقْدُهُنَّ بِالتَّسْبِيحِ مِنْ هَذِهِ الْحَيْثِيَّةِ أَوْلَى مِنَ السُّبْحَةِ وَالْحَصَى وَيَدُلُّ عَلَى جَوَازِ عَدِّ التَّسْبِيحِ بِالنَّوَى وَالْحَصَى حَدِيثُ سَعْدِ بْنِ أَبِى وَقَّاصٍ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى أَوْ حَصًى تُسَبِّحُ بِهِ الْحَدِيثُ وَحَدِيثُ صَفِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ يَدَيَّ أَرْبَعَةُ آلَافِ نَوَاةٍ أُسَبِّحُ بِهَا الْحَدِيثُ،أَخْرَجَهُمَا التِّرْمِذِيُّ فِيمَا بَعْدُ،قَالَ الشَّوْكَانِيُّ فِى النَّيْلِ ج٢ص ٢١١ هَذَانِ الْحَدِيثَانِ يَدُلَّانِ عَلَى جَوَازِ عَدِّ التَّسْبِيحِ بِالنَّوَى وَالْحَصَى وَكَذَا بِالسُّبْحَةِ لِعَدَمِ الْفَارِقِ لِتَقْرِيرِهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم للمرتين عَلَى ذٰلِكَ وَعَدَمِ إِنْكَارِهِ وَالْإِرْشَادُ إِلَى مَا هُوَ أَفْضَلُ لَا يُنَافِى الْجَوَازَ وَقَدْ وَرَدَتْ بِذٰلِكَ آثَارٌ فَفِى جُزْءِ هَلَالِ الْحَفَّارِ مِنْ طَرِيقِ مُعْتَمِرِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِى صَفِيَّةَ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُوضَعُ لَهُ نِطْعٌ وَيُجَاءُ بِزِنْبِيلٍ فِيهِ حَصًى فَيُسَبِّحُ بِهِ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ ثُمَّ يُرْفَعُ فَإِذَا صَلَّى أُتِيَ بِهِ فَيُسَبِّحُ حَتَّى يمسح،وأخرجه الإمام أحمد فى الزهد،وأخرج بن سَعْدٍ عَنْ حَكِيمِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِى وَقَّاصٍ كَانَ يُسَبِّحُ بِالْحَصَى،وَقَالَ بن سَعْدٍ فِى الطَّبَقَاتِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ جَابِرٍ عَنِ امْرَأَةٍ خَدَمَتْهُ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِى طَالِبِ أَنَّهَا كَانَتْ تُسَبِّحُ بِخَيْطٍ معقود فيها،وأخرج عبد الله بن الْإِمَامِ أَحْمَدَ فِى زَوَائِدِ الزُّهْدِ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ لَهُ خَيْطٌ فِيهِ أَلْفُ عُقْدَةٍ فَلَا يَنَامُ حَتَّى يُسَبِّحَ،وَأَخْرَجَ أَحْمَدُ فِى الزُّهْدِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قال لأبى الدرداء نوى عن الْعَجْوَةِ فِى كِيسٍ فَكَانَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ أخرجها واحدة يسبح بهن حتى ينفذهن،وأخرج بن سَعْدٍ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يُسَبِّحُ بِالنَّوَى الْمَجْمُوعِ،وَأَخْرَجَ الدَّيْلَمِيُّ فِى مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ مِنْ طَرِيقِ زَيْنَبَ بِنْتِ سُلَيْمَانَ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أُمِّ الْحَسَنِ بِنْتِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهَا عَنْ جَدِّهَا عَنْ عَلِيٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا نِعْمَ الْمُذَكِّرُ السُّبْحَةُ،وَقَدْ سَاقَ السُّيُوطِيُّ آثَارًا فِى الْجُزْءِ الَّذِى سَمَّاهُ الْمِنْحَةُ فِى السُّبْحَةِ وَهُوَ مِنْ جُمْلَةِ كِتَابِهِ الْمَجْمُوعِ فِى الفتاوى وقال فى آخره ولو يُنْقَلُ عَنْ أَحَدٍ مِنَ السَّلَفِ وَلَا مِنَ الْخَلَفِ الْمَنْعُ مِنْ جَوَازِ عَدِّ الذِّكْرِ بِالسُّبْحَةِ بَلْ كَانَ أَكْثَرُهُمْ يَعُدُّونَهُ بِهَا وَلَا يَرَوْنَ ذٰلِكَ مَكْرُوهًا انْتَهَى(تحفة الاحوذى على جامع الترمذى، ج٩ص ٣٢٢، باب ماجاء فى عقد التسبيح باليد)

انگلیوں پر شمار کرنے کی صورت میں تعداد کو یاد رکھنا مشکل ہو، تو دونوں ہاتھوں کی انگلیوں پر شمار کرنے میں ہی عافیت ہے۔ [1]

نماز کے بعد آیۃ الکرسی کی فضیلت

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِيْ دُبُرِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ كَانَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ إِلَى الصَّلَاةِ الْأُخْرٰى (المعجم الكبير للطبراني) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو فرض نماز کے بعد آیتُ الکرسی پڑھے، تو وہ اگلی نماز تک اللہ کی ذمہ داری میں آجاتا ہے (ترجمہ ختم)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِيْ دُبُرِ

---

[1] قال المصنف رحمه الله تعالى: حدثنا عبيد الله بن عمر بن ميسرة ومحمد بن قدامة فى آخرين، قالوا: حدثنا عثام عن الأعمش عن عطاء بن السائب عن أبيه عن عبد الله بن عمرو رضى الله عنهما قال: (رأيت رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم يعقد التسبيح، قال ابن قدامة بيمينه) قوله: (رأيت النبى صلى الله عليه وسلم يعقد التسبيح)

قال ابن قدامة: (بيمينه) فعبيد الله بن عمر القواريرى ومحمد بن قدامة قالا: (يعقد التسبيح) لكن محمد بن قدامة زاد: (بيمينه)، وهذا دليل على أن عقد التسبيح الأولى والأفضل أن يكون باليمين، لهذا الحديث الذى ورد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وهو أنه كان يعقد التسبيح بيمينه، وهو أيضاً مطابق لما جاء من كون اليمين تستعمل فى الأمور المحمودة والأمور الطيبة، واليسار تكون بخلاف ذلك، لكن كونه يبدأ التسبيح باليمين ويثنى باليسار لا بأس بذلك (شرح سنن ابى داؤد للعباد، التسبيح بالحصى، شرح حديث: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يعقد التسبيح بيمينه)

[2] رقم الحديث ۲۷۳۳، مكتبة ابن تيمية، القاهرة، واللفظ لهٗ؛ الدعاء للطبرانى، رقم الحديث ۶۲۰.

قال الهيثمى:

رواه الطبرانى، وإسناده حسن (مجمع الزوائد، ج۱۰ ص۱۰۲، تحت رقم الحديث ۱۶۹۲۴)

كُـلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَحِلَّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ(عمل اليوم والليلة لابن السنى) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی، تو اس کے اور جنت کے درمیان سوائے موت کے اور کوئی چیز حائل نہیں ہوسکتی (ترجمہ ختم)

نماز کے بعد معوذتین کی فضیلت

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقْرَأَ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ (سنن الترمذى) [2]

ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم فرمایا کہ میں ہر نماز کے بعد معوذتین (یعنی سورہ فلق اور سورہ ناس) پڑھوں (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِقْرَءُ وْا الْمُعَوِّذَاتِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ(مستدرک حاکم) [3]

---

[1] رقم الحديث ١٢٤ ،باب مايقول فى دبر صلاة الصبح، دار القبلة للثقافة الإسلامية ومؤسسة علوم القرآن -جدة / بيروت،اخبارِ اصبهان ، ج ا ص ٢١٧، واللفظ لهما، المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ٧٥٣٢، السنن الكبرىٰ للنسائى، رقم الحديث ٩٨٤٨، ثواب من قرأ آية الكرسى دبر كل صلاة؛ المعجم الاوسط، رقم الحديث ٨٠٦٨.

قال الهيثمى:

رواه الطبرانى فى الكبير والأوسط بأسانيد، وأحدها جيد (مجمع الزوائد، ج١٠ ص ١٠٢)

[2] رقم الحديث ٢٩٠٣، ابواب فضائل القرآن، باب ما جاء فى المعوذتين،شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبى -مصر.

[3] رقم الحديث ٩٢٩،كتاب الطهارة،دارالكتب العلمية، بيروت.

قال الحاكم:صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.

وقال الذهبى فى التلخيص:على شرط مسلم.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہر نماز کے بعد معوذات پڑھو

(ترجمہ ختم)

فائدہ: بعض محدثین نے فرمایا کہ معوذات سے مراد بھی ’’معوذتین‘‘ یعنی سورہ فلق اور سورہ ناس ہیں، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ معوذات سے مراد تین سورتیں ہیں، دو تو یہی سورتیں ہیں، یعنی سورہ فلق اور سوہ ناس، اور تیسری سورہ اخلاص ہے۔ [1]

سورہ فلق اور سورہ ناس کے احادیث میں اور بھی فضائل اور فوائد آئے ہیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آندھی وطوفان کے وقت، اور جنات اور انسانوں کے شَر سے حفاظت کے لئے ان دونوں سورتوں کا پڑھنا ثابت ہے، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کو بستر پر پہنچ کر اور بیماری کے وقت ان دونوں سورتوں کو پڑھ کر اور ہاتھوں پر دَم کر کے اپنے جسم پر پھیرنا ثابت ہے۔ [2]

---

[1] أی :هـذا بـاب فـی بيـان فـضـل الـمعوذات، وهی بكسر الواو جمع معوذة والمراد بها السور الثلاث وهی :سـورـة الإخـلاص وسـورة الفلق وسورة الناس، والدليل على ذلک ما رواه أصحاب السـنن الثلاثة وأحمد وابن خزيمة وابن حبان من حديث عقبة بن عامر، قال لی رسول الله صلى الله عـليه وسلم :(قـل هـو الـلـه أحـد)و(قـل أعوذ برب الفلق)و (قل أعوذ برب الناس)تعوذ بهن فإنه لم يتعـوذ بـمثلهن وفی لفظ :اقـرأ الـمـعـوذات دبـر كل صلاة، فذكرهن فإن قلت :التـعـوذ ظاهر فی المعوذتين، وكيف هو فی سورة الإخلاص؟ قلت :لأجل ما اشتملت عليه من صفة الرب أطلق عليه الـمـعـوذ وإن لم يصرح فيه .ومـنهـم مـن ظـن أن الـجـمـع فيه من باب إن أقل الجمع اثنان .وليس كذلک، فافهم(عمدة القارى، ج۲۰ ص۳۴، كتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوذات)

(وعن عقبة بن عامر قال :أمرنی رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أقرأ بالمعوذات) : بكسر الواو وتفتح (فی دبر كل صلاة) : وفی الحصن " :دبر كل صلاة "، قال ميرک :رواه أبو داود واللفظ له، والنسائی، وابن حبان، والحاكم وصححاه، ورواه الترمذی ولفظه " :أن أقرأ بالمعوذتين فی دبر كل صلاة "، قال الطيبی " :فـی سنن أبی داود، والنسائی، والبيهقی " :بالمعوذات "، وفی رواية المصابيح، "بالمعوذتين "، فعلى الأول إما أن يكون أقل الجمع اثنين، وإما أن يدخل فی المعوذتين سورة الإخلاص والكافرون إما تغليبا "يعنى :لأن المعوذتين أكثر "أو ;لأن فی كلتيهما - "يعنى الإخلاص والكافرون "بـراءـة من الشرک، والتجاء إلى الله تعالى "يعنى :فـفيهما معنى التعوذ أيضا(مرقاة المفاتيح، ج۲ص ۷۶۹، كتاب الصلاة، باب الذكر بعد الصلاة)

[2] عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ :قَالَ لِی رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أُنْزِلَ، أَوْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ آيَاتٌ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ، الْمُعَوِّذَتَيْنِ(مسلم ، رقم الحديث ۸۱۴"۲۶۵")

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بہت سے فقہائے کرام نے فرمایا کہ جن نمازوں کے بعد سنّتیں ہیں، اُن میں فرض نماز کے بعد مختصر ذکرودعا (یعنی ''اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلامُ وَمِنْکَ السَّلامُ ، تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلالِ وَالْاِکْرَامِ '' یا اس کے لگ بھگ دوسری دعا)
پر اکتفاء کرنا چاہئے، اور اس سے غیر معمولی طویل ذکرودعا سنن ونوافل سے فارغ ہوکر ہر شخص کو اپنی حسبِ حیثیت کرنی چاہئے۔
اور جن نمازوں کے بعد سنّتیں نہیں ہیں، مثلاً فجر اور عصر کی نماز، تو ان میں فرضوں کے بعد طویل ذکرودعا کرنے میں حرج نہیں ہے، بلکہ افضل ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔
اور اسی وجہ سے تسبیحِ فاطمی، آیۃ الکرسی اور معوذتین وغیرہ کو فجر اور عصر کی نماز کے فرضوں کے فوراً بعد اور دوسری نمازوں میں سنتوں سے فراغت کے بعد پڑھنا مناسب ہے، جس کا مزید ذکر آگے ہدایات وتنبیہات کے ضمن میں آتا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ :بَيْنَا أَنَا أَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْجُحْفَةِ، وَالْأَبْوَاءِ، إِذْ غَشِيَتْنَا رِيحٌ، وَظُلْمَةٌ شَدِيدَةٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ بِأَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَأَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، وَيَقُولُ :يَا عُقْبَةُ، تَعَوَّذْ بِهِمَا فَمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثْلِهِمَا ، قَالَ :وَسَمِعْتُهُ يَؤُمُّنَا بِهِمَا فِي الصَّلَاةِ(سنن ابی داوٗد، رقم الحديث ۱۴۶۳)

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِي يَدَيْهِ، وَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۳۸۷۵)

عَنْ عَائِشَةَ، "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا مَرِضَ قَرَأَ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ وَيَنْفُثُ "قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا ثَقُلَ جَعَلْتُ أَنْفُثُ عَلَيْهِ بِهِمَا، وَأَمْسَحُ بِيَمِينِهِ الْتِمَاسَ بَرَكَتِهَا
(مسند احمد، رقم الحديث ۲۶۱۸۹)

فی حاشیة مسند احمد:إسناده صحيح على شرط مسلم، حماد بن خالد -وهو الخياط -من رجاله، وبقية رجاله ثقات رجال الشيخين .وهو مكرر(۲۴۷۲۸)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ :كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الجَانِّ وَعَيْنِ الإِنْسَانِ حَتَّى نَزَلَتِ المُعَوِّذَتَانِ فَلَمَّا نَزَلَتَا أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا(سنن الترمذی، رقم الحديث ۲۰۵۸)

[1] واعلم أن المذكور فى حديث عائشة هذا هو قولها لم يقعد إلا مقدار ما يقول وذلك لا يستلزم سنية أن يقول ذلك بعينه فى دبر كل صلاة إذا لم يقل إلا حتى يقول أو إلى أن يقول فيجوز

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

گزشتہ تفصیل سے بحمد اللہ تعالیٰ نماز کے بعد مختلف مسنون وماثور دعاؤں کا اور مختلف اذکار کا ثبوت ہوگیا، جن پر عمل پیرا ہوکر ہر مسلمان کو سعادت وبرکت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

آگے نماز کے بعد کی دعا واذکار اور ان سے متعلق بعض دیگر پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

كونه كان مرة بأوله ومرة يقول غيره من الأوراد الواردة ومقتضى العبارة حينئذ أن السنة أن يفصل بذكر قدر ذلك وذلك يكون تقريبا فقد يزيد قليلا وقد ينقص قليلا وقد يدرج وقد يرتل فأما ما يكون زيادة غير متقاربة مثل العدد المعروف من التسبيحات والتحميدات والتكبيرات فينبغي استنان تأخيره عن الراتبة وكذا آية الكرسي ونحوها على أن ثبوت ذلك عن المصطفى صلى الله عليه وسلم بمواظبة فلم تثبت بل الثابت ندبه إلى ذلك ولا يلزم من ندبه إلى شيء مواظبته عليه فالأولى أن لا تقرأ الأعداد قبل السنة لكن لو فعل لم تسقط حتى إذا صلى بعد الأوراد يقع سنة مؤداة قال أبو زرعة :هذا لا يعارضه خبر إن الملائكة تصلى على أحدكم ما دام في مصلاه لأنه كان يترك الشيء وهو يحب فعله خشية المشقة على الناس والافتراض عليهم(فيض القدير شرح الجامع الصغير، ج۵ص ۱۴۲،تحت رقم الحديث ۶۷۲۲)

وَاعْلَمْ أَنَّ الْمَذْكُورَ فِي حَدِيثِ عَائِشَةَ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا -عَنْهَا هَذَا هُوَ قَوْلُهَا لَمْ يَقْعُدْ إلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُولُ، وَذَلِكَ لَا يَسْتَلْزِمُ سُنِّيَّةَ أَنْ يَقُولَ ذَلِكَ بِعَيْنِهِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ إذْ لَمْ تَقُلْ إلَّا حَتَّى يَقُولَ أَوْ إلَى أَنْ يَقُولَ، فَيَجُوزُ كَوْنُهُ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -كَانَ مَرَّةً يَقُولُهُ وَمَرَّةً يَقُولُ غَيْرَهُ مِمَّا ذَكَرْنَا مِنْ قَوْلِ لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ إلَخْ، وَمَا ضُمَّ إلَيْهِ فِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ مِمَّا ذَكَرْنَا مِنْ قَوْله لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إلَّا بِاَللَّهِ إلَخْ، وَمُقْتَضَى الْعِبَارَةِ حِينَئِذٍ أَنَّ السُّنَّةَ أَنْ يَفْصِلَ بِذِكْرٍ قَدْرِ ذَلِكَ وَذَلِكَ يَكُونُ تَقْرِيبًا، فَقَدْ يَزِيدُ قَلِيلًا وَقَدْ يَنْقُصُ قَلِيلًا، وَقَدْ يُدْرِجُ وَقَدْ يُرَتِّلُ فَأَمَّا مَا يَكُونُ زِيَادَةً غَيْرَ مُقَارِبَةٍ مِثْلَ الْعَدَدِ السَّابِقِ مِنْ التَّسْبِيحَاتِ وَالتَّحْمِيدَاتِ وَالتَّكْبِيرَاتِ فَيَنْبَغِي اسْتِنَانُ تَأْخِيرِهِ عَنْ السُّنَّةِ أَلْبَتَّةَ، وَكَذَا آيَةُ الْكُرْسِيِّ، عَلَى أَنَّ ثُبُوتَ ذَلِكَ عَنْهُ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -مُوَاظَبَةً لَا أَعْلَمُهُ، بَلْ الثَّابِتُ نَدْبُهُ إلَى ذَلِكَ، وَلَيْسَ يَلْزَمُ مِنْ نَدْبِهِ إلَى شَيْءٍ مُوَاظَبَتُهُ عَلَيْهِ وَإِلَّا لَمْ يُفَرَّقْ حِينَئِذٍ بَيْنَ السُّنَّةِ وَالْمَنْدُوبِ، وَكَانَ يُسْتَدَلُّ بِدَلِيلِ النَّدْبِ عَلَى السُّنِّيَّةِ وَلَيْسَ هَذَا عَلَى أُصُولِنَا.

وَقَوْلُ الْحَلْوَانِيِّ عِنْدِي أَنَّهُ حُكْمٌ آخَرُ لَا يُعَارِضُ الْقَوْلَيْنِ لِأَنَّهُ إنَّمَا قَالَ لَا بَأْسَ إلَخْ، وَالْمَشْهُورُ فِي هَذِهِ الْعِبَارَةِ كَوْنُهُ لِمَا خِلَافُهُ أَوْلَى فَكَانَ مَعْنَاهَا أَنَّ الْأَوْلَى أَنْ لَا يَقْرَأَ الْأَوْرَادَ قَبْلَ السُّنَّةِ، وَلَوْ فَعَلَ لَا بَأْسَ بِهِ فَأَفَادَ عَدَمَ سُقُوطِ السُّنَّةِ بِذَلِكَ حَتَّى إذَا صَلَّى بَعْدَ الْأَوْرَادِ يَقَعُ سُنَّةً مُؤَدَّاةً لَا عَلَى وَجْهِ السُّنَّةِ، وَإِذَا قَالُوا لَوْ تَكَلَّمَ بَعْدَ الْفَرْضِ لَا تَسْقُطُ السُّنَّةُ لَكِنَّ ثَوَابَهَا أَقَلُّ فَلَا أَقَلَّ مِنْ كَوْنِ قِرَاءَةِ الْأَوْرَادِ لَا تُسْقِطُهَا، وَقَدْ قِيلَ فِي الْكَلَامِ أَنَّهُ يُسْقِطُهَا، وَالْأَوَّلُ أَوْلَى(فتح القدير، لابن الهمام،بَابُ النَّوَافِلِ)

دعا میں ہاتھ اُٹھانے کی شرعی حیثیت

دعا ہاتھ اٹھائے بغیر بھی جائز ہے، البتہ دعا کرتے وقت ہاتھ اُٹھا کر سینے کے سامنے پھیلانا دعا کے آداب میں سے ہے۔نماز کے بعد کی دعا میں بھی افضل یہ ہے کہ ہاتھ اٹھائے جائیں۔

اور دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا بے شمار احادیث سے ثابت ہے، اور بعض احادیث سے خصوصیت کے ساتھ نماز کے بعد کی دعا میں ہاتھ اٹھانا بھی ثابت ہے، اور ان میں سے بعض احادیث اگرچہ ضعیف ہیں، لیکن اولاً تو وہ دوسری احادیث سے مل کر قوت حاصل کر لیتی ہیں، اور دوسرے دعا میں ہاتھ اٹھانے کی اصولی احادیث کے ضمن میں نماز کے بعد کی دعا بھی داخل ہے، تیسرے نماز کے بعد کی دعا میں ہاتھ اٹھانا صرف مستحب وفضیلت کے درجے کا عمل ہے، اور استحباب وفضیلت بعض شرائط کے ساتھ ضعیف حدیث سے بھی ثابت ہو جاتی ہے، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

پہلے اس سلسلہ میں چند احادیث وروایات ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی روایت:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ إِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَّرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ (سنن الترمذی) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انتہائی حیاء والے، کریم ہیں، اس بات سے حیاء فرماتے ہیں کہ جب آدمی اللہ تعالیٰ کی طرف (دعا کے لئے)

---

[۱] رقم الحدیث ۳۵۵۶، ابواب الدعوات، شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابی الحلبی -مصر،
واللفظ لهٔ؛ سنن ابنِ ماجه، رقم الحدیث ۳۸۶۵، الناشر :دار إحیاء الکتب العربیة.

www.idaraghufran.org

اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، کہ ان ہاتھوں کو خالی اور خسارہ کی حالت میں واپس لوٹائیں (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ جَلَّ وَعَلَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْعَبْدِ أَنْ يَرْفَعَ إِلَيْهِ يَدَيْهِ فَيَرُدَّهُمَا خَائِبَتَيْنِ (صحيح ابن حبان) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جل وعلا، بندہ سے اس چیز سے حیاء فرماتے ہیں کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف (دعا کے لئے) اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، پھر ان ہاتھوں کو خسارہ کی حالت میں واپس لوٹائیں (ترجمہ ختم)

دوسری روایت:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ أَنْ يَرْفَعَ إِلَيْهِ يَدَيْهِ فَيَرُدَّهُمَا صِفْرًا لَيْسَ فِيهِمَا شَيْءٌ (مسند أبي يعلى الموصلي) [2]

---

[1] رقم الحديث ٨٨٠، باب الادعية، مؤسسة الرسالة، بيروت، ذكر استجابة الدعاء للرافع يديه إلى بارئه جل وعلا.

قال شعيب الارنؤوط:

إسناده جيد وأخرجه الطبراني ٦١٣٠ من طريق العباس بن حمدان الحنفي، عن جميل بن الحسن، به.

وأخرجه أحمد ٤٣٨/٥ عن يزيد بن هارون، عن محمد بن الزبرقان، به وصححه الحاكم ٤٩٧/١، ووافقه الذهبي، وجود إسناده الحافظ في "الفتح ١٤٣/١١" وتقدم برقم ٨٧٦ من طريق جعفر بن ميمون عن أبي عثمان(حاشية ابنِ حبان)

[2] رقم الحديث ١٨٦٧، مسند جابر، دار المأمون للتراث -دمشق.

Idara Ghufran

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انتہائی حیاء والے کریم ہیں، اپنے بندہ سے اس بات سے حیاء فرماتے ہیں کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف (دعا کے لئے) اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، پھر ان ہاتھوں کو خالی لوٹا دیں، جن میں کچھ نہ ہو (ترجمہ ختم)

فائدہ: اسی قسم کی حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ [1]

تیسری روایت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ، يَسْتَحْيِيْ إِذَا رَفَعَ الْعَبْدُ إِلَيْهِ يَدَهُ أَنْ يَّرُدَّهَا صِفْرًا حَتّٰى يَجْعَلَ فِيْهَا خَيْرًا (شرح السنة للبغوى) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انتہائی حیاء والے کریم ہیں، اس بات سے حیاء فرماتے ہیں کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف (دعا کے لئے) اپنے ہاتھ اٹھائے، پھر ان کو کسی خیر کے عطا فرمائے بغیر خالی لوٹا دیں (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے کی فضیلت معلوم ہوئی، کہ ان کی وجہ سے دعا کی قبولیت کی زیادہ توقع وامید کی جاتی ہے، وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ دعا کے لئے پھیلائے ہوئے ہاتھوں کو خالی واپس لوٹانے سے حیاء فرماتے ہیں، اور یہ فضیلت نماز کے بعد اور دیگر اوقات کی عام دعا کے لئے عام ہے، کسی مخصوص موقع کی دعا کے ساتھ خاص نہیں۔

---

[1] عن ربيعة بن أبي عبد الرحمن، قال: سمعت أنسا، رضى الله عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله عز وجل جواد كريم يستحيى من العبد المسلم إذا دعاه أن يرد يديه صفرا ليس فيهما شىء (الدعاء للطبرانى، رقم الحديث ١٨٨)

[2] رقم الحديث ١٣٨٦، كتاب الدعوات، باب الترغيب فى الدعاء، المكتب الإسلامى - دمشق، بيروت.

Idara Ghufran

چوتھی روایت:

حضرت مالک بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْأَلُوْهُ بِبُطُوْنِ أَكُفِّكُمْ، وَلَا تَسْأَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اللہ سے سوال کرو (یعنی کوئی چیز مانگو) تو تم اپنی ہتھیلیوں کے اندر والے حصوں سے مانگو، اور ان کی پشت سے نہ مانگو (ترجمہ ختم)

پانچویں روایت:

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَسَلُوْهُ بِبُطُوْنِ أَكُفِّكُمْ، وَلَا تَسْأَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا (اخبارِ اصبهان) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اللہ سے سوال کرو (یعنی کوئی چیز مانگو) تو تم اپنی ہتھیلیوں کے اندر والے حصوں سے مانگو، اور ان کی پشت سے نہ مانگو (ترجمہ ختم)

---

[1] رقم الحديث ۱۴۸۶، كتاب الصلاة، باب الدعاء، المكتبة العصرية، بيروت، واللفظ لهٗ، مسند الشاميين للطبراني، رقم الحديث ۱۶۳۹.

قلت: وهذا إسناد جيد(سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۵۹۵)

[2] ج۲ص۱۹۵، تحت ترجمة محمد بن العباس بن أيوب بن سعيد أبو جعفر الأخرم، رقم الترجمة ۱۴۴۴، دارالكتب العلمية، بيروت، واللفظ لهٗ، الفوائد المنتقاه عن الشيوخ العوالى لعلى بن عمر الحربى، رقم الحديث ۱۴۱.

هذا رجاله ثقات رجال الشيخين غير عمار بن خالد وهو ثقة، وكذا من دونه(سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۵۹۵)

www.idaraghufran.org

ان احادیث سے ہاتھ اُٹھا کر ہتھیلیوں کے اندر والے حصے سے دعا کرنے کا ثبوت ہوا۔

چھٹی روایت:

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّــهُ: رَأٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ قَرِيْبًا مِّنَ الزَّوْرَاءِ يَدْعُوْ رَافِعًا كَفَّيْهِ قِبَلَ وَجْهِهٖ لَا يُجَاوِزُ بِهِمَا رَأْسَهٗ (صحيح ابنِ حبان) [1]

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (مدینہ منورہ کے) زوراء مقام کے قریب ''احجارِ زیت'' نامی جگہ میں اپنی ہتھیلیوں کو اپنے چہرہ کے سامنے اٹھا کر دعا کرتے ہوئے دیکھا، آپ کی ہتھیلیاں، آپ کے سر سے اوپر نہیں نکل رہی تھیں (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے وقت اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رخ اپنی طرف کیا، اور کئی دوسری احادیث سے دعا کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھانا معلوم ہوتا ہے۔

دونوں قسم کی حدیثوں میں کوئی تعارض وٹکراؤ نہیں، کیونکہ اصل میں تو ہتھیلیوں کا رخ آسمان ہی کی طرف ہوتا تھا، مگر چونکہ ہاتھ چہرے سے نیچے ہوتے تھے اور ہتھیلیوں کا رُخ اپنی طرف، اس لئے بعض روایات میں ان کی تعبیر ہتھیلیوں کے اپنی طرف ہونے سے کردی گئی۔

---

[1] رقم الحديث ۸۷۸، باب الادعية، ذكر البيان بأن رفع اليدين فى الدعاء يجب أن لا يجاوز بهما رأسه، مؤسسة الرسالة، بيروت، واللفظ لهٗ، مسند احمد، رقم الحديث ۲۱۹۴۴.

قال شعيب الانؤوط: إسناده صحيح، وابن الهاد هو يزيد بُنِ عَبُدِ اللّٰهِ بُنِ أُسَامَةَ بُنِ الْهَادِ (حاشية ابنِ حبان)

فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير صحابيه فمن رجال مسلم . ابن وهب :هو عبد الله، وحيوة :هو ابن شريح بن صفوان التجيبى، وابن الهاد : هو يزيد بن عبد الله بن أسامة بن الهاد .

ساتویں روایت:

حضرت محمد بن ابراہیم سے روایت ہے کہ:

أَخْبَرَنِي مَنْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَدْعُوْ عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ بَاسِطًا كَفَّيْهِ (سنن ابی داؤد) [1]

ترجمہ: مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے والے ایک صحابی نے خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ کے مقام) ''احجارِ زیت'' میں اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پھیلا کر دعا کر رہے تھے (ترجمہ ختم)

آٹھویں روایت

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ، يَعْنِيْ فِي الدُّعَاءِ (مُصنف ابن أبی شيبة، رقم الحديث ۸۵۳۱، كتاب الصلاة، فی الدعاء فی الصلاة بإصبع من رخص فيه)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے (ترجمہ ختم)

نویں روایت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ (مسند البزار) [2]

---

[1] رقم الحديث ۱۱۷۲، كتاب الصلاة، باب رفع اليدين فی الاستسقاء، المكتبة العصرية، بيروت.

[2] رقم الحديث ۹۴۵۷، مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة، واللفظ لهٗ، السنن الكبرىٰ للنسائی، رقم الحديث ۹۴۵۷.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں ہاتھ اٹھایا کرتے تھے، یہاں تک کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی دیکھ لی جایا کرتی تھی (ترجمہ ختم)

دسویں روایت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ، حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ (مسلم) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ دعا میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے، یہاں تک کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی دیکھ لی جاتی تھی (ترجمہ ختم)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ بعض اوقات (مثلاً دعا میں مبالغہ یا استسقاء یعنی بارش کے لئے دعا وغیرہ کے وقت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے لئے زیادہ اونچے ہاتھ اٹھاتے تھے، جس کی وجہ سے آپ کی بغلوں کا اندرونی حصہ کشادہ ہوجاتا تھا، اور بعض اوقات اوڑھی ہوئی چادر کے اوپر اٹھنے کی وجہ سے بغلوں کا خوبصورت، سفید اور گورا رنگ نظر آجاتا تھا۔

ملحوظ رہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بعض روایات میں استسقاء یعنی بارش کے لئے دعا کے علاوہ کسی اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا کے لئے ہاتھ نہ اٹھانے کا ذکر ہے، تو اس سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے علاوہ دوسرے عام موقعوں پر دعا کے لئے زیادہ اونچے اور لمبے کرکے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ قال الهيثمي: رواه البزار، عن شيخه: محمد بن يزيد، ولم أعرفه، وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد، ج۱۰ ص۱۶۸، تحت رقم الحديث ۱۷۳۳۷)

قلت: رواه النسائي عن شيخه اسحاق بن ابراهيم.

[1] رقم الحديث ۸۹۵ "۵" كتاب صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء، داراحياء التراث العربي، بيروت.

[2] عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنَ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

گیارہویں روایت:

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

اَلْمَسْأَلَةُ أَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ حَذْوَ مَنْكِبَيْكَ، أَوْ نَحْوَهُمَا، وَالْاِسْتِغْفَارُ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الدُّعَاءِ إِلَّا فِي الِاسْتِسْقَاءِ، فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ(سنن نسائی، رقم الحديث ۱۵۱۳)

(وعن أنس قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم -لا يرفع يديه) أى: رفعا كاملا .(فى شىء من دعائه) أى: جنس دعائه .(إلا فى الاستسقاء) أى: فى دعائه .(فإنه يرفع) أى: كان يرفع يديه. (حتى يرى): بصيغة المجهول .(بياض إبطيه): قال القاضى أى: لا يرفعهما كل الرفع حتى يجاوز رأسه، ويرى بياض إبطيه لو لم يكن عليه ثوب إلا فى الاستسقاء ;لأنه ثبت استحباب رفع اليدين فى الأدعية كلها أى: غالبها(مرقاة المفاتيح، ج۳ص۱۱۰۷، باب الاستسقاء)

المنفى صفة خاصة لا أصل الرفع وقد أشرت إلى ذلك فى أبواب الاستسقاء وحاصله أن الرفع فى الاستسقاء يخالف غيره إما بالمبالغة إلى أن تصير اليدان فى حذو الوجه مثلا وفى الدعاء إلى حذو المنكبين ولا يعكر على ذلك أنه ثبت فى كل منهما حتى يرى بياض إبطيه بل يجمع بأن تكون رؤية البياض فى الاستسقاء أبلغ منها فى غيره وإما أن الكفين فى الاستسقاء يليان الأرض وفى الدعاء يليان السماء قال المنذرى وبتقدير تعذر الجمع فجانب الإثبات أرجح قلت ولا سيما مع كثرة الأحاديث الواردة فى ذلك فإن فيه أحاديث كثيرة أفردها المنذرى فى جزء سرد منها النووى فى الأذكار وفى شرح المهذب جملة وعقد لها البخارى أيضا فى الأدب المفرد بابا ذكر فيه حديث أبى هريرة قدم الطفيل بن عمرو على النبى صلى الله عليه وسلم فقال إن دوسا عصت فادع الله عليها فاستقبل القبلة ورفع يديه فقال اللهم اهد دوسا (فتح البارى لابنِ حجر، ج۱۱ص۱۴۲،قوله باب رفع الأيدى فى الدعاء)

(وعن أنس): إنما عدل عن عنه كما فى نسخة، لئلا يوهم رجع الضمير إلى ثابت .(قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم -يرفع يديه فى الدعاء): يعنى: فى مواضع مخصوصة (حتى يرى): بصيغة المجهول أى: يبصر (بياض إبطه): لعل المراد: بياض طرفى إبطيه، ولا ينافيه حديث أبى داود: المسألة أن ترفع يديك حدود منكبيك، فإنه يحمل على الأقل فى الرفع، أو على أكثر الأوقات، والأول على بيان الجواز أو فى الاستسقاء ونحوه من شدة البلاء والمبالغة فى الدعاء (مرقاة المفاتيح، ج۴ص۱۵۳۶، كتاب الدعوات)

استدلّ به على استحباب رفع اليدين فى الدعاء للاستسقاء، ولذا لم يرو عن الإمام مالك، رحمه الله، أنه رفع يديه إلاّ فى دعاء الاستسقاء خاصة.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

أَنْ تُشِيْرَ بِأُصْبُعٍ وَاحِدَةٍ، وَالْإِبْتِهَالُ أَنْ تَمُدَّ يَدَيْكَ جَمِيْعًا (سنن أبی داؤد) [1]

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ سے) سوال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنے دونوں ہاتھ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وهل ترفع فی غيره من الأدعية أم لا؟ الصحيح الاستحباب فی سائر الأدعية .رواه الشيخان وغيرهما .أما حديث أنس، المروی فی الصحيحين وغيرهما، الآتی فی الباب التالی إن شاء الله تعالى :أنه -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-، كان لا يرفع يديه فی شیء من الدعاء إلاّ فی الاستسقاء ، فإنه: كان يرفع يديه حتى يُرى بياضُ إبطيه .فمؤوّل على أنه لا يرفعهما رفعًا بليغًا، ولذا قال فی المستثنى: حتى يُرى بياضُ إبطيه.نعم، ورد رفع يديه عليه الصلاة والسلام فی مواضع.

كرفع يديه حتى رئء عفرة إبطيه، حين استعمل ابن اللتبية على الصدقة، كما فی الصحيحين.

ورفعهما أيضًا فی قصة خالد بن الوليد، قائلاً :اللهم إنی أبرأ إليک مما صنع خالد، رواه البخاری والنسائی.

ورفعهما على الصفا، رواه مسلم وأبو داود.

ورفعهما ثلاثًا بالبقيع مستغفرًا لأهله، رواه البخاری فی رفع اليدين، ومسلم حين تلا قوله تعالى) : (إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ)الآية قائلاً" :اللهم أمتی أمتی "رواه مسلم.

ولما بعث جيشًا فيهم علیّ قائلاً" :اللهم لا تمتنی حتى ترينی عليًّا ."رواه الترمذی.

ولما جمع أهل بيته، وألقى عليهم الكساء ، قائلاً "اللهم هؤلاء أهل بيتی ."رواه الحاكم.

وقد جمع النووی فی شرح المهذّب نحوًا من ثلاثين حديثًا فی ذلک من الصحيحين وغيرهما، وللمنذری فيه جزء .

قال الرويانی :ويكره رفع اليد النجسة فی الدعاء ، قال :ويحتمل أن يقال :لا يكره بحائل.

وفی مسلم وأبی داود، عن أنس، أنه-صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-، كان يستسقی هكذا، ومدّ يديه، وجعل بطونهما مما يلی الأرض حتى رأيت بياض إبطيه.

فقال أصحابنا الشافعية وغيرهم :السنة فی دعاء القحط، ونحوه من رفع بلاء ، أن يجعل ظهر كفيه إلى السماء ، وهی صفة الرهبة، وإن سأل شيئًا يجعل بطونهما إلى السماء .والحكمة أن القصد رفع البلاء بخلاف القاصد حصول شیء ، أو تفاؤلاً ليقلب الحال ظهرًا لبطن، وذلک نحو صنيعه فی تحويل الرداء ، أو إشارة إلى ما يسأله، وهو أن يجعل بطن السحاب إلى الأرض لينصب ما فيه من المطر(ارشاد الساری لشرح صحيح البخاری، ج٢ص ٢٥١، ابواب الاستسقاء، باب رفع الناس أيديهم مع الإمام فی الاستسقاء)

أما رفع اليدين فی الدعاء غير الاستسقاء فقد تواتر عن النبی -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (جامع المسائل لابن تيمية، ج٤ص ٨٩،رفع اليدين فی الدعاء غير الاستسقاء)

[1] رقم الحديث ١٤٨٩ ،كتاب الصلاة، باب الدعاء، المكتبة العصرية، بيروت، واللفظ لهٗ، الدعوات الكبير للبيهقی، رقم الحديث ٣١٣.

www.idaraghufran.org

اپنے مونڈھوں کے بالمقابل یا ان کے لگ بھگ اٹھائیں، اور استغفار میں آپ اپنی انگلی سے اشارہ کریں، اور ابتہال (یعنی تضرع اور دعا میں مبالغہ، اور استسقاء) میں اپنے دونوں ہاتھوں کو لمبا کریں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ عام حالات میں دعا کے لئے مونڈھوں کے بالمقابل یا ان کے لگ بھگ ہاتھ اٹھانا سنت ہے، اور مخصوص حالات میں اس سے بلند ہاتھ اٹھانا بھی جائز ہے۔ [1]

بارہویں روایت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ دَوْسًا قَدْ عَصَتْ وَأَبَتْ، فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ: فَاسْتَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِبْلَةَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ، فَقَالَ النَّاسُ: هَلَكُوْا، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ، اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ (مسند احمد، رقم الحديث ۷۳۱۵، مؤسسة الرسالة، بيروت) [2]

ترجمہ: حضرت طفیل بن عمرو دوسی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور

---

[1] (وعن عكرمة، عن ابن عباس قال :المسألة) : مصدر بمعنى السؤال والمضاف مقدر ليصح الحمل أى :آدابهما (أن ترفع يديک حذو منكبيک أو نحوهما) : أى :قريبا منهما، لكن إلى ما فوق بدليل الحديث السابق، (والاستغفار أن تشير بأصبع واحدة) : قال الطيبى رحمه الله :أدب الاستغفار الإشارة بالسبابة سبا للنفس الأمارة، والشيطان، والتعوذ منهما، وقيده بواحدة، لأنه يكره الإشارة بأصبعين، لما روى أنه -عليه الصلاة والسلام -رأى رجلا يشير بهما فقال له :أحد أحد، (والابتهال) : أى :التضرع والمبالغة فى الدعاء فى دفع المكروه عن النفس، أدبه (أن تمد يديک جميعا) : أى :حتى يرى بياض إبطيک .(وفى رواية، قال :والابتهال هكذا) : تعليم فعلى، وتفسير المشار إليه قوله :(ورفع يديه وجعل ظهورهما مما يلى وجهه) : أى :رفع يديه رفعا كليا حتى ظهر بياض الإبطين جميعا وصارت كفاه محاذيين لرأسه، قال الطيبى :ولعله أراد بالابتهال دفع ما يتصوره من مقابلة العذاب، فيجعل يديه الترس ليستره عن المكروه (مرقاة المفاتيح، ج۴ص۱۵۳۷، كتاب الدعوات)

[2] فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

www.idaraghufran.org

انہوں نے عرض کیا کہ قبیلہ دوس نے نافرمانی کی، اور انکار کیا، تو آپ، اللہ سے ان کے لئے بددعاء کیجئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف رُخ فرمایا، اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، لوگوں نے (بددعاء کے خوف کی وجہ سے) کہا کہ قبیلہ دوس کے لوگ ہلاک ہوگئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بددعا کے بجائے) یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ ''دوس'' قبیلہ کو ہدایت دیجئے، اور ان کو لے آیئے، اے اللہ ''دوس'' قبیلہ کو ہدایت دیجئے، اور ان کو لے آیئے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَاسْتَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْقِبْلَةَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ، فَظَنَّ النَّاسُ أَنَّهُ يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ (الادب المفرد للبخاری) [1]

ترجمہ: پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رُو ہوئے اور اپنے ہاتھ اُٹھائے، تو لوگوں نے گمان کیا کہ آپ ﷺ اُن پر بدُعا فرمائیں گے (مگر) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ دوس قبیلہ کو ہدایت دیجیے اور ان کو یہاں لے آیئے (ترجمہ ختم)

تیرہویں روایت:

حضرت عداء بن خالد کلابی رضی اللہ عنہ سے یومِ عرفہ کے خطبہ کی حدیث میں مروی ہے کہ:

ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ عَلَيْهِمْ، اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ عَلَيْهِمْ، ذَكَرَ مِرَارًا فَلَا أَدْرِيْ كَمْ ذَكَرَ (مسند احمد) [2]

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے، اور یہ دعا کی کہ یااللہ! آپ ان پر گواہ رہیے، آپ ان پر گواہ رہیے، چند

---

[1] حديث نمبر ۲۱۱، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، واللفظ لهٗ، شرح السنة للبغوى، كتاب الدعوات، باب أدب الدعاء ورفع اليدين فيه.

[2] رقم الحديث ۲۰۳۳۶، مؤسسة الرسالة، بيروت.

فى حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

www.idaraghufran.org

مرتبہ یہی دعا فرمائی، جس کی تعداد مجھے یاد نہیں (ترجمہ ختم)

چودھویں روایت:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَبَطْتُ وَهَبَطَ النَّاسُ مَعِيَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أُصْمِتَ فَلَا يَتَكَلَّمُ، فَجَعَلَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، ثُمَّ يَصُبُّهَا عَلَيَّ أَعْرِفُ أَنَّهُ يَدْعُوْ لِيْ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے، تو میں اور میرے ساتھ کچھ لوگ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے، کلام نہیں فرما رہے تھے، پھر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے، پھر انہیں میری طرف کو نیچے کیا، میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ میرے لئے دعا فرما رہے تھے (ترجمہ ختم)

فائدہ: گزشتہ دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے وقت اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر اٹھاتے تھے۔

پندرھویں روایت:

حضرت محمد بن ابی یحییٰ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَرَأٰى رَجُلًا رَافِعًا يَدَيْهِ بِدَعَوَاتٍ قَبْلَ أَنْ يَّفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهَا، قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

---

[1] رقم الحديث ۲۱۷۵۵، مؤسسة الرسالة، بيروت.
في حاشية مسند احمد: إسناده حسن من أجل محمد بن إسحاق، وباقي رجال الإسناد ثقات .

وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ (المعجم الكبير للطبرانی) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو دیکھا اور انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہی ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہا تھا، جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک نماز سے فارغ نہ ہوتے تھے، اس وقت تک (دعا کے لیے) ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے (لہٰذا تم بھی ایسا ہی کیا کرو) (ترجمہ ختم)

سولہویں روایت:

حضرت علقمہ بن مرثد اور اسماعیل بن امیہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَضَمَّهُمَا، وَقَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ، وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ، وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، لَكَ الْمُلْكُ، وَلَكَ الْحَمْدُ (الزهد والرقائق لابن المبارک) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوجاتے، تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، اور ان کو ملا کر (اور ایک دوسرے کے قریب کرکے) یہ دعا کرتے کہ:

”رَبِّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ، وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ، وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ،

---

[1] رقم الحديث ۳۲۴، مكتبة ابنِ تيمية، القاهرة.
قال الهيثمی: رواه الطبرانی، وترجم له فقال: محمد بن أبی يحيی الأسلمی، عن عبد الله بن الزبير، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، ج۱۰ ص ۱۶۹)
قلت: وفيه فضيل بن سليمان النميری، روی له الجماعة، و ضعفه المحدثون.
ولكن فی الفضائل يعمل بالحديث الضعيف كماسيأتی التفصيل.

[2] رقم الحديث ۱۱۵۴، باب فضل ذكر الله عز وجل، دارالكتب العلمية، بيروت.

www.idaraghufran.org

لَکَ الْمُلْکُ، وَلَکَ الْحَمْدُ“

یعنی ”اے میرے رب! میرے اگلے پچھلے، اور خفیہ اور علانیہ گناہوں کو معاف فرمادیجئے، اور جو میں نے زیادتیاں کیں، ان کو بھی، اور آپ اِن کو میرے مقابلہ میں زیادہ جانتے ہیں، آپ مقدم ہیں، اور مؤخر ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ ہی کے لئے بادشاہت ہے، اور آپ ہی کے لئے ہر قسم کی تعریف ہے“ (ترجمہ ختم)

حضرت علقمہ بن مرثد رحمہ اللہ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے، اور یہ امام ابوحنیفہ، امام اوزاعی، شعبہ اور سفیان ثوری رحمہم اللہ جیسے جلیلُ القدر فقہاء ومحدثین کے اساتذہ میں سے ہیں، ان سے امام بخاری، امام مسلم اور دیگر محدثین نے احادیث کو روایت کیا ہے۔ [1]

اسی طرح اسماعیل بن امیہ کا شمار بھی جلیلُ القدر محدثین میں ہوتا ہے، جن کو محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے، اور یہ بھی جلیلُ القدر محدثین کے اساتذہ میں سے ہیں، جن سے امام بخاری، امام مسلم اور دیگر محدثین نے روایات لی ہیں۔ [2]

---

[1] علقمة بن مرثد أبو الحارث الحضرمی *(ع)الإمام، الفقيه، الحجة، أبو الحارث الحضرمی، الكوفی .حدث عن :أبی عبد الرحمن السلمی، وطارق بن شهاب، وعبد الرحمن بن أبی ليلی، وسعد بن عبيدة، وأمثالهم .عداده فی صغار التابعين، ولكنه قديم الموت.حدث عنه :غيلان بن جامع، وأبو حنيفة، والأوزاعی، وشعبة، وسفيان الثوری، ومسعر بن كدام، والمسعودی، وآخرون. قال الإمام أحمد:هو ثبت فی الحديث،قلت:توفی سنة عشرين ومائة(سيراعلام النبلاء، ج۵ص ۲۰۶)

قال عبد الله بن أحمد بن حنبل ، عن أبيه :ثبت فی الحديث .وقال أبو حاتم :صالح الحديث. وقال النسائی :ثقة.وذكره ابن حبان فی كتاب "الثقات"روی له الجماعة (تهذيب الكمال ج۲۰ ص ۳۱۰، ۳۱۱)

[2] "ع -إسماعيل "بن أمية بن عمرو بن سعيد بن العاص بن سعيد بن العاص بن أمية بن عبد شمس الأموی بن عم أيوب بن موسی .روی عن ابن المسيب ونافع مولی ابن عمر وعكرمة مولی ابن عباس وسعيد المقبری وأبی الزبير والزهری ومكحول الشامی ومحمد بن يحيی بن حبان وجماعة .وعنه ابن جريج والثوری وروح بن القاسم وأبو إسحاق الفزاری وابن إسحاق ومعمر ويحيی بن أيوب المصری ويحيی بن سليم الطائفی وابن عيينة وغيرهم .قال علی عن ابن عيينة: "لم يكن عندنا قرشيان مثل إسماعيل بن أمية وأيوب بن موسی "وقال أحمد" :إسماعيل أكبر من أيوب وأحب إلی "وفی رواية" :أقوی وأثبت "وقال ابن معين والنسائی وأبو زرعة وأبو حاتم" :ثقة زاد أبو حاتم رجل صالح "وقال الدارقطنی فی حديث ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور یہ حدیث اگرچہ مرسل یا منقطع ہے، لیکن گزشتہ حدیث اس کی شاہد ہے۔ [۱]

اور مرسل یا منقطع حدیث کی اگر کسی دوسری ضعیف حدیث سے بھی تائید ہوتی ہو، تو وہ قابلِ استدلال ہوجاتی ہے، اور بالخصوص فضائل کے سلسلہ میں قابلِ قبول ہوتی ہے۔ [۲]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ معمر عن إسماعيل بن أمية عن عياض بن عبد الله بن أبى سرج عن أبى سعيد فى "زكاة الفطر "خالفه سعيد بن مسلمة عن إسماعيل ابن أمية عن الحارث بن أبى ذباب عن عياض والحديث محفوظ عن الحارث ولا نعلم إسماعيل روى عن عياض شيئا وقال ابن سعد : "كان ثقة كثير الحديث "مات سنة "144"وقال غيره" :مات سنة ."139"قلت :هذا قول ابن حبان فى الثقات زاد فى حبس داود بن على وهكذا حكاه البخارى فى تاريخه عن بقية بن الوليد وتابعه على ذلك يعقوب بن سفيان وإسحاق القراب والكلاباذى وغيرهم .وقال العجلى" :مكى ثقة "وفى صحيح مسلم" :التصريح بقول إسماعيل أنا عياض "وفيه رد لقول الدارقطنى المتقدم وقال الذهلى ثنا على هو ابن المدينى سمعت سفيان قال" :كان إسماعيل حافظا للعلم مع ورع وصدق "وقال الزبير بن بكار" :كان فقيه أهل مكة "وقال أبو داود مات إسماعيل فى سجن داود وذكره ابن المدينى فى الطبقة الثالثة من أصحاب نافع(تهذيب التهذيب ج ۱ ص ۲۸۳، ۲۸۴)

إسماعيل بن أمية بن عمرو بن سعيد بن العاص الأموى المكى، روى عن أبيه وبجير بن أبى بجير وسعيد بن المسيب وعكرمة وسعيد المقبرى وأبى سلمة ابن عبد الرحمن وعبد الله بن عروة ومكحول، وروى له البخارى ومسلم وأبو داود والترمذى والنسائى وابن ماجة .قال ابن حنبل :هو أثبت من أيوب بن موسى .توفى سنة تسع وثلاثين ومائة، وقيل :سنة أربع وأربعين ومائة(الوافى بالوفيات للصفدى، ج۳ص ۲۰۲)

[۱] وقد أخرج بن حبان فى صحيحه من حديث أنس رفعه لا طيرة والطيرة على من تطير وأخرج عبد الرزاق عن معمر عن إسماعيل بن أمية عن النبى صلى الله عليه وسلم ثلاثة لا يسلم منهن أحد الطيرة والظن والحسد فإذا تطيرت فلا ترجع وإذا حسدت فلا تبغ وإذا ظننت فلا تحقق وهذا مرسل أو معضل لكن له شاهد من حديث أبى هريرة أخرجه البيهقى فى الشعب وأخرج بن عدى بسند لين عن أبى هريرة رفعه إذا تطيرتم فامضوا وعلى الله فتوكلوا(فتح البارى لابنِ حجر، ج۱۰ ص ۲۱۳، قوله باب الطيرة)

[۲] قال ابن حجر :والإرسال هنا لا يضر ;لأن المرسل كالضعيف الذى لم يشتد ضعفه يعمل بهما فى الفضائل .اهـ .وهذا فى مذهبه، وإلا فالمرسل حجة عند الجمهور(مرقاة المفاتيح، ج۳ص ۸۹۹، باب السنن وفضائلها)

قلت :المرسل حجة عند الجمهور، وكذا إذا اعتضد بشاهد عند الشافعى(مرقاة المفاتيح، ج۳ص۹۴۸، باب الوتر)

قلت :أما المرسل فهو حجة عند الجمهور، وأما كونه ضعيفا لو صح فيصلح أن يكون مؤيدا مع أنه يعمل بالضعيف فى فضائل الأعمال، والجمهور على أنه محمول على الاستحباب بطريق أبلغ (مرقاة المفاتيح ج۳ص ۱۰۹۱، باب العتيرة) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اس کے علاوہ بعض اور روایات میں بھی نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کا ذکر ہے۔

مگر ان احادیث کو بعض محدثین نے ضعیف اور بعض نے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾فالجمهور يجعلون المرسل حجة، والشافعى لا يجعله حجة، إلا إذا اعتضد، ثم قال النووى :والأصح فيها إنما يعتد بها إذا اعتضدت بإسناد أو إرسال من جهة أخرى، أو يقول بعض الصحابة، أو أكثر العلماء (مرقاة المفاتيح ج۴ص ۱۲۹۲، باب مايجب فيه الزكاة)

المرسل إذا اعتضد بضعيف متصل يحصل فيه نوع قوة فيدخل فى جنس الحسن(مرقاة المفاتيح ج۶ص ۲۵۵۹، باب حكم الاسراء)

المرسل حجة عند الجمهور ومعتبر فى فضائل الأعمال عند الكل(مرقاة المفاتيح ج۷ص ۲۷۵۴، باب الاشربة)

قال ابن حجر :رواه الترمذى بسند منقطع ومع ذلك يعمل به فى فضائل الأعمال (مرقاة المفاتيح، ج۳ص ۸۸۰، باب ما على المأموم من المتابعة وحكم المسبوق)

(وهو) ، أى :الحديث أو إسناده (منقطع) . وهو أن يكون الساقط من الرواة اثنين متواليين، أو سقط واحد فقط، أو أكثر من اثنين، لكن بشرط عدم التوالى، فيتحصل منه أن الحديث ضعيف، لكنه يعتبر قويا فى الفضائل(مرقاة المفاتيح ج۹ص ۳۹۱۹، كتاب المناقب، باب مناقب عثمان رضى الله عنه)

[1] حدثنا أحمد بن داود قال :حدثنا أبو معمر قال :حدثنا عبد الوارث قال :حدثنا على بن زيد بن جدعان ، عن سعيد بن المسيب ، عن أبى هريرة ، أن النبى صلى الله عليه وسلم رفع يديه بعد ما سلم وهو مستقبل القبلة فقال : اللهم خلص الوليد بن الوليد وعياش بن أبى ربيعة وسلمة بن هشام وضعفاء المسلمين الذين لا يستطيعون حيلة ولا يهتدون سبيلا . لا يتابع عليهما بهذا الإسناد ، وقد روينا من غير هذا الطريق بإسناد صالح صحيح حدثنا محمد بن أحمد ، قال حدثنا صالح ، حدثنا على قال : سمعت يحيى(الضعفاء الكبير للعقيلى، رقم الحديث ۱۲۲۳)

عن على بن زيد، عَن سَعِيد بن الْمُسَيَّب، عَن أبى هُرَيرة؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم رفع رأسه بعد ما سلم، وهُو مستقبل القبلة فقال اللهم خلص سلمة بن هشام وعياش بن أبى ربيعة والوليد بن الوليد وضعفة المسلمين الذين لا يستطيعون حيلة، ولاَ يهتدون سبيلا.وهذا الحديث لا نعلم رواه عن على بن زيد، عَن سَعِيد، عَن أبى هُرَيرة إلَّا عَبد الوارث(مسند البزار، رقم الحديث ۷۸۴۵)

قال الهيثمى: رواه البزار، وفيه على بن يزيد، وفيه خلاف، وبقية رجاله ثقات(مجمع الزوائد، ج۱۰ ص ۱۵۲ ،باب دعاء المرء لأخيه بظهر الغيب)

حدثنى أحمد بن الحسن بن أديبويه ، ثنا أبو يعقوب إسحاق بن خالد بن يزيد البالسى ، ثنا عبد العزيز بن عبد الرحمن البالسى ، عن خصيف ، عن أنس بن مالك ، رضى الله عنه ،عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال مَا مِنْ عَبْدٍ بَسَطَ كَفَّيْهِ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلاَ ةٍ ثُمَّ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

لیکن اس سے نماز کے بعد کی دعا میں ہاتھ اٹھانے کی فضیلت کے مسئلہ پر کوئی فرق واقع نہیں ہوتا، کیونکہ کئی قولی اور فعلی احادیث سے دعا میں ہاتھ اٹھانے کا اصولی اعتبار سے ثبوت ہوتا ہے، اوران اصولی احادیث میں نماز کے بعد کی دعا بھی داخل ہے، نیز دعا میں ہاتھ اٹھانا صرف ایک ادب اور فضیلت کے درجے کی چیز ہے، جو کہ فرض وواجب نہیں، اوراس کا ثبوت ضعیف حدیث سے بھی بعض شرائط کے ساتھ ہوجاتا ہے، اور وہ شرائط اس مسئلہ میں موجود ہیں، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔ [۱]

اور یہ بات پہلے ذکر کی جاچکی ہے کہ اگر کوئی نماز کے بعد ہاتھ اٹھائے بغیر دعا پر اکتفاء کرے، تو اس کے جائز ہونے میں بھی کلام نہیں۔

دعا میں ہاتھ اٹھانے کے احادیث کی کثرت کے پیشِ نظر شیخ محمد بن جعفر کتانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

تَقَدَّمَ عَنِ السُّيُوطِيِّ فِى اِتْمَامِ الدِّرَايَةِ بِشَرْحِ النِّقَايَةِ قَالَ وَقَدْ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اِلٰهِيْ وَاِلٰهَ اِبْرَاهِيمَ وَاِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ،وَاِلٰهَ جِبْرَئِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَاِسْرَافِيلَ عليهم السلام ، اَسْاَلُكَ اَنْ تَسْتَجِيبَ دَعْوَتِي فَاِنِّيْ مُضْطَرٌّ ،وَ تَعْصِمَنِيْ فِيْ دِيْنِيْ فَاِنِّيْ مُبْتَلًى ،وَتَنَالَنِيْ بِرَحْمَتِكَ فَاِنِّيْ مُذْنِبٌ،وَتَنْفِيَ عَنِّيَ الْفَقْرَ فَاِنِّيْ مُتَمَسْكِنٌ اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ عزوجل اَنْ لَّا يَرُدَّ يَدَيْهِ خَائِبَتَيْنِ (عمل اليوم والليلة لابن السنى، رقم الحديث ۱۳۷، واللفظ لهٗ، معجم ابن الاعرابى، رقم الحديث ۱۱۷۳ ،كنز العمال جلد۲ صفحه ۱۳۴ ،حديث نمبر ۳۴۷۶، بحواله ابن السنى وأبوالشيخ والديلمى وابن النجار)

ما من عبد يبسط كفه فى دبر صلاته ثم يقول اللهم إلهي وإله إبراهيم وإسحاق ويعقوب إله جبريل وميكائيل وإسرافيل أسألك أن تستجيب دعوتي فإني مضطر وتعصمني فى ديني فإني مبتلى وتنالني برحمتك فإني مذنب وتنفي عنى الفقر فإني مستمسك إلا كان حقا على الله أن لا يرد يديه خائبتين فيه متهم(تذكرة الموضوعات،ص ۵۸ ،لمحمد طاهر بن على الصديقى الهندى الفَتَّنِى)

[۱] قلت دلالته علىٰ رفع اليدين فى الدعاء بعد الصلاة المفروضة ظاهرة، والحديث وان كان ضعيفا فله شاهد من رواية الأسود عند ابن ابى شيبة، وبه يحصل للضعيف قوة علىٰ ان الاستحباب يثبت بالضعيف غير الموضوع صرح به ابن الهمام فى كتاب الجنائز من الفتح كذا فى فتاوىٰ عبدالحى (اعلاء السنن، جلد۳، صفحه ۲۰۰ و ۲۰۱، تحت رقم الحديث ۹۳۶، كتاب الصلاة ،باب الانحراف بعد السلام و كيفيته وسنية الدعاء والذكر بعد الصلاة)

جَمَعْتُ جُزْءً ا فِیْ حَدِیْثِ رَفْعِ الْیَدَیْنِ فِیْ الدُّعَآءِ فَوَقَعَ لِیْ مِنْ طُرُقٍ تَبْلُغُ الْمِائَةَ.اھـ. وَعَنْهُ اَیْضاً فِیْ شَرْحِ التَّقْرِیْبِ قَالَ وَمِنْهُ اَیْ مِنَ الْحَدِیْثِ مَاتَوَاتَرَ مَعْنَاهُ كَأَحَادِیْثِ رَفْعِ الْیَدَیْنِ فِی الدُّعَآءِ فَقَدْ رُوِیَ عَنْهُ صلی اللہ علیه وسلم نَحْوُ مِائَةِ حَدِیْثٍ فِیْهَا رَفْعُ الْیَدَیْنِ فِی الدُّعَآءِ وَقَدْ جَمَعْتُهَا فِیْ جُزْءٍ لٰكِنَّهَا فِیْ قَضَایَا مُخْتَلِفَةٍ فَكُلُّ قَضِیَةٍ مِّنْهَا لَمْ تَتَوَاتَرْ وَالْقَدْرُ الْمُشْتَرَكُ فِیْهَا وَهُوَ الرَّفْعُ عِنْدَ الدُّعَاءِ تَوَاتَرَ بِاعْتِبَارِ الْمَجْمُوْعِ اھـ. وَفِیْ فَتْحِ الْبَارِیْ فِی الْكَلَامِ عَلٰی حَدِیْثِ رَفْعِ الْیَدَیْنِ فِی الدُّعَاءِ فِی الْاِسْتِسْقَاءِ مَانَصُّهٗ وَقَدْ اِسْتَدَلَّ بِهٖ الْمُصَنِّفُ یَعْنِی الْبُخَارِیُ فِی الدَّعْوَاتِ عَلٰی رَفْعِ الْیَدَیْنِ فِیْ كُلِّ دُعَاءٍ وَفِیْ الْبَابِ عِدَّةُ اَحَادِیْثِ جَمَعَهَا الْمُنْذَرِیُّ فِیْ جُزْءٍ مُفْرَدٍ وَاَوْرَدَ مِنْهَا النَّوَوِیُّ فِیْ صِفَةِ الصَّلَاةِ مِنْ شَرْحِ الْمُهَذَّبِ قَدْرَ ثَلَاثِیْنَ حَدِیْثًا اھـ .وَفِیْ شَرْحِ مُسْلِمٍ لِلنَّوَوِیِّ ثَبَتَ رَفْعُ یَدَیْهِ صلی الله علیه وسلم لِلدُّعَآءِ فِیْ مَوَاطِنَ غَیْرِ الْاِسْتِسْقَاءِ وَهِیَ اَكْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصَرَ وَقَدْ جَمَعْتُ مِنْهَا نَحْوًا مِّنْ ثَلَاثِیْنَ حَدِیْثًا مِّنَ الصَّحِیْحَیْنِ اَوْ اَحَدِهِمَا وَذَكَرْتُهَا فِیْ اَوَاخِرِ بَابِ صِفَةِ الصَّلَاةِ مِنْ شَرْحِ الْمُهَذَّبِ ، اھـ (نظم المتناثر من الحدیث المتواتر) [1]

ترجمہ: امام سیوطی کے حوالہ سے ”اِتْمَامُ الدِّرَایَةِ بِشَرْحِ النِّقَایَةِ“ میں یہ بات گزر چکی ہے، جس میں انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک جز (رسالہ) جمع کیا ہے دعا میں ہاتھ اُٹھانے کی حدیث کے سلسلہ میں، میرے سامنے مختلف طریقوں اور سندوں سے (اس کے ثبوت میں) ایک سو احادیث آئی ہیں۔

---

[1] للشیخ محمد بن جعفر الکتانی، ج ۱ ص ۱۷۶، ۱۷۷، کتاب الاذکار والدعوات، دارالکتب السلفیة، مصر.

Idara Ghufran

اور امام سیوطی سے ہی تقریب کی شرح میں منقول ہے، انہوں نے فرمایا کہ متواترُ المعنیٰ حدیث میں سے دعا میں ہاتھ اُٹھانے کی احادیث بھی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً سو احادیث ایسی مروی ہیں کہ جن میں دعا کے اندر ہاتھ اُٹھانے کا ذکر ہے، اور میں نے ان سب احادیث کو ایک رسالہ میں جمع کر دیا ہے، لیکن وہ احادیث مختلف حالات و واقعات کی ہیں، ان میں سے ہر واقعہ میں تو احادیث متواتر نہیں ہیں البتہ ان سب میں جو بات قدرِ مشترک ہے وہ دعا کے وقت ہاتھ اُٹھانا ہے، پس یہ چیز مجموعی اعتبار سے متواتر ہے، اور فتحُ الباری میں استسقاء میں ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنے کی حدیث پر کلام کرتے ہوئے یہ تصریح ہے کہ مصنِّف یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے دعاؤں کے باب میں اس سے ہر دعا میں ہاتھ اُٹھانے پر استدلال کیا ہے، اور اس سلسلہ میں کئی احادیث وارد ہوئی ہیں جن کو امام منذری نے الگ رسالہ میں جمع کیا ہے۔

اور امام نووی رحمہ اللہ نے ان میں سے تقریباً تیس احایث کو ''شرحُ المہذب'' نامی کتاب میں نماز کے متعلق مسائل کی بحث میں نقل کیا ہے، اور امام نووی کی مسلم کی شرح میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کے لیے دونوں ہاتھ اُٹھانا ثابت ہے، استسقاء کے علاوہ دوسرے مواقع پر بھی، اور وہ اتنی زیادہ احادیث ہیں کہ ان کو شمار کرنا بھی مشکل ہے، اور میں نے ان میں سے تقریباً تیس احادیث کو جمع کیا ہے، شرحُ المہذب کے نماز کی صفت کے باب کے آخر میں، ان کو میں نے ذکر کر دیا ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: مختلف احادیث وروایات کی روشنی میں کئی فقہائے کرام نے فرمایا کہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کی صورت میں افضل طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ سینے کے بالمقابل کر کے اٹھائے جائیں، اور ہتھیلیوں کا اندرونی حصہ اوپر آسمان کی طرف ہو، اور اس میں اہلِ علم حضرات نے یہ حکمت بیان فرمائی ہے کہ آسمان دعا کا قبلہ ہے، اور رزق اور رحمت وبرکت اترنے کی جہت ہے۔

اور بعض فقہائے کرام نے یہ بھی فرمایا کہ دونوں ہاتھوں کو قریب قریب اس طرح رکھنا چاہئے کہ دونوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ ہو۔ ل

ل قال جماعة من أصحابنا وغيرهم السنة فى كل دعاء لرفع بلاء كالقحط ونحوه أن يرفع يديه ويجعل ظهر كفيه إلى السماء وإذا دعا لسؤال شىء وتحصيله جعل بطن كفيه إلى السماء (شرح النووى علىٰ مسلم، ج٦ص ١٩٠، كتاب صلاة الاستسقاء)

قيل: حكمة الرفع إلى السماء أنها قبلة الدعاء، ومهبط الرزق، والوحى، والرحمة، والبركة (مرقاة المفاتيح، ج٤ص ١٥٣٣، كتاب الدعوات)

قوله: (يمد يديه): أى مادا يديه رافعا بهما (إلى السماء): لأنها قبلة الدعاء (مرقاة المفاتيح ج٥ص ١٨٩٠، باب الكسب وطلب الحلال)

(فيبسط يديه) حذاء صدره (نحو السماء) لأنها قبلة الدعاء ويكون بينهما فرجة (الدرالمختار مع شرحه ردالمحتار، ج١ص٥٠٧، كتاب الصلاة، فصل فى بيان تأليف الصلاة الىٰ انتهائها)

(قوله كالدعاء) أى كما يرفعهما لمطلق الدعاء فى سائر الأمكنة والأزمنة على طبق ما وردت به السنة، ومنه الرفع فى الاستسقاء فإنه مستحب كما جزم به فى القنية خزائن (قوله فيبسط يديه حذاء صدره) كذا روى عن ابن عباس من فعل النبى -صلى الله عليه وسلم -قنية عن تفسير السمان: ولا ينافيه ما فى المستخلص للإمام أبى القاسم السمرقندى أن من آداب الدعاء أن يدعو مستقبلا ويرفع يديه بحيث يرى بياض إبطيه لإمكان حمله على حالة المبالغة والجهد، وزيادة الاهتمام كما فى الاستسقاء لعود النفع إلى العامة. وهذا على ما عداها، ولذا قال فى حديث الصحيحين وكان لا يرفع يديه فى شىء من دعائه إلا فى الاستسقاء فإنه يرفع يديه حتى يرى بياض إبطيه أى لا يرفع كل الرفع، كذا فى شرح المنية، ومثله فى شرح الشرعة (قوله لأنها قبلة الدعاء) أى كالقبلة للصلاة فلا يتوهم أن المدعو جل وعلا فى جهة العلو ط (قوله ويكون بينهما فرجة) أى وإن قلت قنية (ردالمحتار، ج١ص٥٠٧، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل فى بيان تأليف الصلاة الىٰ انتهائها)

ويرفع يديه، ويجعل بطون كفيه إلى السماء (بدائع الصنائع، ج٢ص ١٤٩، كتاب الحج، فصل بيان سنن الحج وبيان الترتيب فى أفعاله)

والأفضل فى الدعاء ان يبسط كفيه ويكون بينهما فرجة، وان قلتُ. ولايضع احدىٰ يديه على الأخرىٰ، والمستحب ان يرفع يديه عند الدعاء بحذاء صدره، كذافى القنية (الفتاوىٰ الهندية، جلد٥، كتاب الكراهية، الباب الرابع فى الصلاة والتسبيح ورفع الصوت عند قراءة القرآن)

البتہ جو دعائیں مختلف اوقات وحالات کے ساتھ خاص ہیں، اور اُن کے الفاظ بھی احادیث میں آئے ہیں، تو وہ دعائیں کیونکہ مسنون ذکر کے طور پر پڑھی جاتی ہیں، جیسے صبح وشام اور خواب وبیداری کے اوقات کی دعائیں، یا بیتُ الخلاء میں جانے اور نکلنے کی اور گھر اور مسجد میں جانے اور نکلنے کی اور وضو کی دعائیں اور مجلس سے اٹھنے اور بازار میں داخل ہونے وغیرہ کی دعائیں تو ان دعاؤں میں ہاتھ اٹھانا سنت نہیں ہوگا (کذافی امدادالفتاویٰ، جلداول صفحہ ۵۷۴، درذیل رسالہ "استحباب الدعوات عقیب الصلوات)

دعا سے فراغت پر چہرے پر ہاتھ پھیرنے کی حیثیت

دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے کی صورت میں ایک ادب اور فضیلت والا عمل یہ بھی ہے کہ دعا کے اختتام پر اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرہ پر پھیر لیا جائے۔

پہلی روایت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ الدُّعَآءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ (ترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کے لیے ہاتھ اُٹھاتے تھے تو ان کو اس وقت تک واپس نہیں لوٹاتے تھے جب تک کہ دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر نہیں پھیر لیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس حدیث کی سند کو فی نفسہ محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے، لیکن اولاً تو دعا کے اختتام پر ہاتھ پھیرنے کی فضیلت کی حد تک یہ ضعف نقصان دہ نہیں، دوسرے اس کی تائید وتصدیق دیگر روایات سے ہوتی ہے، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ٣٣٨٦، ابواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء فى رفع الايدى عند الدعاء، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبى -مصر، مستدرك حاكم، رقم الحديث ١٩٦٧، مسند البزار، رقم الحديث ١٢٩.

[2] قال الترمذى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، وَقَدْ تَفَرَّدَ بِهِ وَهُوَ قَلِيلُ الحَدِيثِ، وَقَدْ حَدَّثَ عَنْهُ النَّاسُ، وَحَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ الجُمَحِيُّ هُوَ ثِقَةٌ، وَثَّقَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ القَطَّانُ.

وقال الحاكم بعد نقل هذا الحديث: وَقَدْ رُوِىَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ.

وقال البزار: وَهَذَا الْحَدِيثُ إِنَّمَا رَوَاهُ عَنْ حَنْظَلَةَ: حَمَّادُ بْنُ عِيسَى وَهُوَ لَيِّنُ الْحَدِيثِ وَإِنَّمَا ضُعِّفَ حَدِيثُهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ نَجِدْ بُدًّا مِنْ إِخْرَاجِهِ إِذْ كَانَ لَا يُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ أَوْ مِنْ وَجْهٍ دُونَهُ.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

دوسری روایت:

حضرت سائب بن یزید اپنے والد حضرت یزید سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَعَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ، مَسَحَ وَجْهَهُ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ت ق ،حماد بن عيسى بن عُبَيدة بن الطفيل الجهنى الواسطى، وقيل :البَصرِىّ، المعروف بغريق الجحفة............قال يحيى بن مَعِين شيخ صالح .وَقَال أَبُو حَاتِم ضعيف الحديث .وَقَال عَباس الدُّورِىُّ :حَدَّثَنَا حماد بن عيسى العبسى جار لأبى عاصم النَّبِيّل، وغرق فى وادى الجحفة، ونحن تلك السنة حجاج .وَقَال أَبُو عُبَيد الأجرى ، عَن أبى داود :ضعيف، روى أحاديث مناكير(تهذيب الكمال فى أسماء الرجال ١٤٨٦)

وقال القرطبى:

وقد روى الترمذى عن عمر بن الخطاب ـ رضى الله عنه ـ قال " :كان النبى ـ صلى الله عليه وسلم ـ إذا رفع يديه عند الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه ."قال ": هذا حديث صحيح غريب(المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم،أبواب الاستسقاء ،باب الخروج إلى المصلى لصلاة الإستسقاء ، وكيفية العمل فيها،لأبى العبَّاس أحمَدُ بنُ الشيخِ أبى حَفْصٍ عُمَرَ بنِ إبراهيمَ الحافظ ، الأنصارىُّ القرطبى)

وقال ابن حجر:

وَعَنْ عُمَرَ -رضى الله عنه -قَالَ - :كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ -صلى الله عليه وسلم -إِذَا مَدَّ يَدَيْهِ فِي اَلدُّعَاءِ ,لَمْ يَرُدَّهُمَا ,حَتَّى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ -أَخْرَجَهُ اَلتِّرْمِذِيُّ .
وَلَهُ شَوَاهِدُ مِنْهَا حَدِيثُ اِبْنِ عَبَّاسٍ :عَنْ أَبِي دَاوُدَ وَمَجْمُوعُهَا يَقْتَضِي أَنَّهُ حَدِيثٌ حَسَنٌ (بلوغ المرام من ادلة الاحكام، صفحه ۴۵۵، تحت رقم الحديث ۱۵۵۴،كتاب الجامع، باب الذكر والدعاء)

وقال السيوطى:

رِجَالہ رجال الصَّحِيح سوى حَمَّاد وَهُوَ شيخ صَالح ضَعِيف الحَدِيث ولحديثه هَذَا شَوَاهِد فَهُوَ حسن وَفِي بعض نسخ التِّرْمِذِيّ أَنه قَالَ فِيهِ صَحِيح(فض الوعاء فى أحاديث رفع اليدين بالدعاء للسيوطى، تحت رقم الحديث ۱۲ ،حَدِيث عمر بن الْخطاب رضى الله عَنه)

وقال المناوى:

(كان إذا رفع يديه فى الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه) تفاؤلا بإصابة المراد وحصول الإمداد ففعل ذلك سنة كما جرى عليه جمع شافعية منهم النووى فى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

IdaraGhufran

بِيَدَيْهِ(سنن أبى داؤد) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کرتے تھے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے، اور اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیر لیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس روایت میں ایک راوی ''حفص بن ہاشم'' کو محدثین نے مجہول قرار دیا ہے۔ ۲

اس لئے یہ حدیث بعض حضرات کے نزدیک ضعیف ہے، جبکہ بعض حضرات کے نزدیک راوی کی اس طرح کی جہالت مضر نہیں۔ ۳

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

التحقيق تمسكا بعدة أخبار هذا منها وهى وإن ضعفت أسانيدها تقوت بالاجتما ع فقوله فى المجموع لا يندب تبعا لابن عبد السلام وقال :لا يفعله إلا جاهل فى حيز المنع كما مر (ت) فى الدعوات (ك) كلاهما (عن ابن عمر) بن الخطاب وقال أعنى الترمذى: صحيح غريب لكن جزم النووى فى الأذكار بضعف سنده(فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ٦٧٠٥)

۱ رقم الحديث ۱۴۹۲، كتاب الصلاة، باب الدعاء، المكتبة العصرية،بيروت، واللفظ لهٗ، مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۹۴۳، الآحاد والمثانى لابنِ ابى عاصم، رقم الحديث ۲۵۹۰.

۲ حفص بن هاشم بن عتبة بن أبى وقاص الزهرى مجهول من الرابعة(تقريب التهذيب ۱۴۳۴) وحفص هذا قال الحافظ :مجهول .وقال الذهبى :لا يدرى من هو -انتهى .ويؤيده حديث عمر المتقدم فى الفصل الثانى(مرعاة المفاتيح، ج۷ص ۳۷۱، كتاب الدعوات، الفصل الثالث)

۳ المبهم الذى لم يسم، أو :سمى، ولا يعرف عينه :لا تقبل روايته عند أحد علمناه، ولكنه إذا كان فى عصر التابعين، والقرون المشهود لهم بالخير، فإنه يستأنس بروايته، ويستضاء بها فى مواطنه قال :وقد وقع فى مسند أحمد وغيره من هذا القبيل كثير "وكذا قال -شمس الأئمة من الحنفية -وقلنا المجهول من القرون الثلاثة عدل بتعديل صاحب الشرع إياه، ما لم يتبين منه ما يزيل عدالته فيكون خبره حجة .وهو محكى عن إمامه أبى حنيفة أنه قبله فى عصر التابعين خاصة، لغلبة العدالة عليهم .(ثانيها) مجهول الحال فى العدالة ظاهرا، وباطنا، وهذا أيضا لا يقبل حديثه عند الأكثرين، وحكى عن أبى حنيفة قبوله :لكن قيل :أن الثابت عنده عدم قبوله مطلقا، وبه صرح الحمارى من مقلديه، وإنما قبله فى عصر التابعين خاصة كما تقدم.

(ثالثها) مجهول الحال فى العدالة باطنا لا ظاهرا، لكونه علم عدم الفسق فيه، ولم تعلم عدالته؛ لفقدان التصريح بتزكيته؛ فهذا معنى إثبات العدالة الظاهرة، ونفى العدالة الباطنة؛ لأن المراد بالباطنة :ما فى نفس الأمر، وهذا هو المستور والمختار قبوله، وبه قطع سليم الرازى قال ابن الصلاح " :ويشبه أن يكون عليه العمل فى كثير من كتب الحديث المشهورة فيمن تقادم العهد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

دوسرے اس طرح کی روایت دوسرے شواہد کے ساتھ مل کر معتبر ہو جایا کرتی ہے۔ ؎1

تیسری روایت:

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَوْتَ اللّٰہ فَادْعُ بِبَاطِنِ کَفَّیْکَ ،وَلَا تَدْعُ بِظُھُوْرِھِمَا فَاِذَا فَرَغْتَ فَامْسَحْ بِھِمَا وَجْھَکَ

(سنن ابنِ ماجہ) ؎2

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بهم، وتعذرت الخبرة الباطنة انتهى ."والخلاف مبنى على شرط قبول الرواية، أهو العلم بالعدالة، أو عدم العلم بالمفسق؟ إن قلنا :الأول لم يقبل المستور، وإلا قبلناه، والذى مال إليه شيخنا فى المستور :الوقف، وعبارته فى "توضيح النخبة " :"فإن سمى الراوى، وانفرد راو واحد بالرواية عنه؛ فهو مجهول العين؛ كالعين (يعنى لا تقبل روايته) إلا أن يوثقه غير من ينفرد عنه على الأصح، وكذا من ينفرد عنه على الأصح إذا كان متأهلا لذلك وإن روى عنه اثنان فصاعدا ولم يوثق؛ فهو مجهول الحال، وهو المستور، وقد قبل روايته جماعة بغير قيد، وردها الجمهور، والتحقيق أن رواية المستور ونحوه مما فيه الاحتمال لا يطلق القول بردها ولا بقبولها، بل يقال :هى موقوفة إلى استبانة حاله كما جزم به الإمام، ونحوه قول ابن الصلاح فيمن جرح بجرح غير مفسر "

تنبيه :قد علم بما قررناه حكاية الخلاف فى القسم الأول مع كون الناظم لم يشر إليه إلا أن يكون قوله :(الأكثر) يرجع إلى القسمين :(وجهالة) بالرفع خبر (الأقسام)(وظاهر) بالجر عطفا على (العين)(الغاية فى شرح الهداية فى علم الروايةللسخاوى ص ۱۲۶، ۱۲۷)

؎1 و اذا قالوا ليس بقوى يكتب حديثه ايضاًللاعتبار وهو دون لين ،و هذه مرتبة ثانية،و اذا قالوا ضعيف الحديث فدون ليس بقوى ولا يطرح بل يعتبر به ايضا وهذه مرتبةثالثة،و منها ما ذكره العراقى ضريف ،منكر الحديث عند غير البخارى،حديثه منكر،واه.ضعفوه،مضطرب الحديث،لايحتج به ،مجهول(قواعد فى علوم الحديث،ص ۲۵۱، ۲۵۲)

؎2 رقم الحديث ۱۱۸۱ ،كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها ،باب من رفع يديه فى الدعاء ومسح بهما وجهه، واللفظ لهٗ،مستدرک حاكم، رقم الحديث ۱۹۶۸ ،المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱۹۷۷۹ ،شرح السنة للبغوى، قبل رقم الحديث ۱۴۰۰، الاوسط لابن المنذر، رقم الحديث ۲۷۴۰.

Idara Ghufran

تو اپنی ہتھیلیوں کے اندر کی طرف سے کریں، اور اپنی ہتھیلیوں کی پُشت سے نہ کریں اور جب آپ دعا سے فارغ ہوجائیں تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے چہرہ پر پھیرلیں (ترجمہ ختم)

یہ حدیث بھی فی نفسہٖ ضعیف ہے، مگر دیگر روایات اس کی تائید وتصدیق کرتی ہیں۔ [1]

چوتھی روایت:

حضرت زہری سے مرسلاً روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ صَدْرِهٖ فِي الدُّعَآءِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ.

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، وَرُبَّمَا رَأَيْتُ مَعْمَرًا يَفْعَلُهٗ وَأَنَا أَفْعَلُهٗ (مصنف عبدالرزاق) [2]

---

[1] قال الخطيب البغدادى:

صالح بن حسان تفرد بروايته ، وهو ممن اجتمع نقاد الحديث على ترک الاحتجاج به، لسوء حفظه وقلة ضبطه(الكفاية فى علم الرواية للخطيب، ص ۹۴،باب ذكر ما يستوى فيه المحدث والشاهد من الصفات ,وما يفترقان فيه)

صالح بن حسان النضرى ، أبو الحارث المدنى نزيل البصرة.

وَقَال أبو أحمد بن عدى : مدنى كان بالبصرة فسكنها، وقيل له :أنصارى .وَقَال عَبْد الرَّحْمَنِ بُن أَبى حاتم ، عَن أبيه :صالح بن حسان النضيرى من بنى النضير، حجازى قدم بغداد......قال عَبد اللَّهِ بْنُ أحمد بُن حنبل ، عَن أبيه :ليس بشىءٍ .وَقَال عَباس الدُّورِيُّ، عَنُ يحيى بُن مَعِين :ليس حديثه بذاک .وَقَال فِي موضع آخر :ليس بشىءٍ .وَقَال مُعَاوِيَة بُن صَالِح، عَنُ يحيى بُن مَعِين :ضعيف الحديث .وَقَال فى موضع آخر :ليس حديثه بذاک .وَقَال عثمان بُن سَعِيد الدارمى ، عَن يحيى : ليس بشىءٍ .وَقَال أبو حاتم :ضعيف الحديث منكر الحديث .وقَال البُخارِىّ : منكر الحديث . وَقَال أبو داود :ضعيف الحديث .وَقَال فى موضع آخر :فى حديثه نكارة .وَقَال النَّسَائى :متروک الحديث .وَقَال محمد بن سعد :صالِح بن حسان النضرى من حلفاء الأوس(تهذيب الكمال فى أسماء الرجال، ج۱۳ ص۲۸تا ۳۱ملخصاً)

قلت: قد علم ان الضعف فى صالح بن حسان من جهة الحفظ لا من جهة الفسق، فيصلح للاعتضاد والاستشهاد.

[2] رقم الحديث ۳۲۳۴، ورقم الحديث ۳۲۳۵ ، كتاب الصلاة،باب رفع اليدين فى الدعاء ، المكتب الإسلامى -بيروت.

Idara Ghufran

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سینے کے قریب اُٹھاتے تھے اور پھر (دعا سے فارغ ہوکر) دونوں ہاتھ اپنے چہرہ پر پھیر لیا کرتے تھے۔

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ میں نے بسا اوقات حضرت معمر کو یہ عمل کرتے ہوئے دیکھا، اور میں بھی اس عمل کو کرتا ہوں (ترجمہ ختم)

فائدہ: مرسل روایت بہت سے حضرات کے نزدیک حجت ہے، اور دیگر روایات کے ساتھ مل کر حجت ہونا تو اور بھی اقرب اور آسان ہے۔ [1]

پانچویں روایت:

حضرت ولید بن عبداللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا رَفَعَ أَحَدُكُمْ يَدَيْهِ يَدْعُوْ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَاعِلٌ فِيْهِمَا بَرَكَةً وَّرَحْمَةً، فَإِذَا فَرَغَ مِنْ دُعَائِهِ فَلْيَمْسَحْ بِهِمَا وَجْهَهُ (الدعاء للطبرانی) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے ہاتھوں کو دعا کرنے کے لئے اٹھائے، تو بے شک اللہ عزوجل ان میں برکت اور رحمت کو رکھتے ہیں، پس جب اپنی دعا سے فارغ ہوجائیں، تو ان دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیر لینا چاہئے (ترجمہ ختم)

---

[1] قلت: والحديث شاهد جيد للحديث الذى قبله، وقد تقرر فى الاصول ان الضعيف اذا تايد بمتابع او شاهد يتقوى ويرتفع الى درجة الحسن تارة والصحيح اخرى، فانجبر بذلك ما كان فى الحديث السابق من ضعف (اعلاء السنن ج۳ ص ۲۰۲ بيان ما يقرء اذا فرغ من الصلاة)

[2] رقم الحديث ۲۱۴، باب الأمر بالتضرع والتخشع والتمسكن فى الدعاء، دار الكتب العلمية، بيروت.

www.idaraghufran.org

ولید بن عبداللہ بن ابی مغیث ثقہ محدث ہیں۔ [1]

چھٹی روایت:

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ أَنْ يَّرْفَعَ الْعَبْدُ يَدَيْهِ فَيَرُدُّهُمَا صِفْرًا لَا خَيْرَ فِيْهِمَا، فَإِذَا رَفَعَ أَحَدُكُمْ يَدَيْهِ فَلْيَقُلْ: يَا حَيُّ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ إِذَا رَدَّ يَدَيْهِ فَلْيُفْرِغْ ذٰلِكَ الْخَيْرَ إِلٰى وَجْهِهٖ (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱۳۵۵۷، مكتبة ابنِ تيمية، القاهرة)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کے رب انتہائی حیاء والے کریم ہیں، اس بات سے حیاء فرماتے ہیں کہ بندہ اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے، پھر ان کو خالی لوٹا دیں، جن میں کوئی خیر نہ ہو، پس جب تم میں سے کوئی اپنے ہاتھ اُٹھائے، تو یوں کہے "یَا حَيُّ لَآ إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ" تین مرتبہ، پھر جب اپنے ہاتھوں کو لوٹائے، تو اس خیر کو اپنے چہرے پر پھیر لے (ترجمہ ختم)

---

[1] دق :الوليد بن عبد الله بن أبى مغيث، مولى بنى عبد الدار، حجازى.
روى عن :محمد بن على بن أبى طالب المعروف بابن الحنفية، ويوسف بن ماهک المكى (د ق)
روى عنه :إبراهيم بن يزيد الخوزى، وعبيد الله بن الأخنس (دق) ، ومحمد بن عبد الله بن عبيد بن عمير الليثى، ومعقل بن عبيد الله الجزرى .قال عثمان بن سعيد الدارمى ، عن يحيى بن معين : ثقة .وذكره ابن حبان فى كتاب الثقات روى له أبو داود، وابن ماجه(تهذيب الكمال ج۳۱ص۳۷، ۳۸)
الوليد بن عبد الله بن أبى مغيث العبدرى مولاهم المكى ثقة من السادسة د ق (تقريب التهذيب، تحت رقم ۷۴۳۳)
قال السيوطى:
قَالَ شيخ الاسلام فِى أَمَالِيهِ الْوَلِيد فِى طبقَة من سمع من الصَّحَابَة رَضِى الله عَنْهُم لَكِن لم أر لَهُ رِوَايَة عَن صَحَابِىّ فَيكون هَذَا الاسناد معضلا وابراهيم الرَّاوِى عَنهُ هُوَ الخوزى فِيهِ مقَال(فض الوعاء فى أحاديث رفع اليدين بالدعاء ، ج ۱، ص ۹۴)

www.idaraghufran.org

اس روایت کی سند میں جارود بن یزید ہیں، جن کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے، لیکن ان کا ضعف فسق کی وجہ سے نہیں ہے۔

اور اگرچہ بعض نے ان کو متروک قرار دیا ہے، لیکن ان کے متروک ہونے پر اجماع نہیں ہے۔

اور بعض نے ان کو فی نفسہٖ حجت قرار نہیں دیا۔ [1]

مگر دیگر روایات سے اس مضمون کی تائید ہوتی ہے۔ [2]

---

[1] قال الهيثمی:

رواه الطبرانی، وفيه الجارود بن يزيد، وهو متروک(مجمع الزوائد،ج۱۰ ص ۱۶۹، باب ما جاء فی الإشارة فی الدعاء ورفع اليدين)

وقال الذهبی:

الجارود بن يزيد أبو الضحاک العامری *الفقيه الكبير، أبو الضحاک العامری، النيسابوری.ويقال :أبو علي.

ولد :فی خلافة هشام، فی حدود العشرين ومائة، وارتحل فی طلب العلم .وحمل عن: سليمان التيمی، وبهز بن حكيم، وإسماعيل بن أبی خالد، وعمر بن ذر، وأبی حنيفة، ومسعر، وشعبة، والثوری .وتفقه بأبی حنيفة، وأكثر عن الثوری وشعبة، وليس هو بمحكم لفن الرواية .روى عنه :أبو سلمة التبوذكی، وأحمد بن أبی رجاء الهروی، وسلمة بن شبيب، ومحمد بن عبد الملک بن زنجويه، والحسن بن عرفة، وآخرون. قال الحاكم :هو من كبار أصحاب أبی حنيفة، والملازمين له .وخطة الجارود منسوبة إليه ، وهی سكة الجارودی، فی المربعة الصغيرة، ومسجده على رأس السكة .قال محمد بن إسحاق السراج :توفی سنة ثلاث ومائتين .ونقل أبو عمرو أحمد المستملی، قال :توفی سنة ست ومائتين .قال :وفی تلک السنة قدم طاهر بن الحسين الأمير قال البخاری :هو منكر الحديث، كان أبو أسامة يرميه بالكذب وروى :عباس، عن يحيى: ليس بشیء. العقيلی :حدثنا بشر بن موسى، حدثنا محمد بن مقاتل المروزی، حدثنا الجارود، حدثنا بهز بن حكيم، عن أبيه، عن جده، قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-(أترعوون عن ذكر الفاجر؟ اذكروه بما فيه، يحذره الناس)قال العقيلی :ليس لذا أصل .قلت :ورواه سلمة بن شبيب، عنه .قال أبو حاتم :لا يكتب حديثه .وقال النسائی :متروک الحديث(سير أعلام النبلاء ، ج۹،ص ۴۲۵، تحت رقم ۱۵۲)

[2] قال يعقوب بن سفيان :سمعت أحمد بن صالح، وذكر مسلمة بن علی، قال ": لا يترک حديث رجل حتى يجتمع الجميع على ترک حديثه، قد يقال :(فلان ضعيف)، فأما أن يقال :(فلان متروک) فلا، إلا أن يجتمع الجميع على ترک حديثه " وله أمثلة كثيرة(تحرير علوم الحديث،لعبد الله بن يوسف الجديع، ج ۱ ص۵۳۷)

Idara Ghufran

ساتویں روایت:

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ:

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ يَبْسُطُ يَدَيْهِ مَعَ الْعَاصِ وَذَكَرُوا أَنَّ مَنْ مَضٰى كَانُوا يَدْعُونَ، ثُمَّ يَرُدُّونَ أَيْدِيَهُمْ عَلٰى وُجُوهِهِمْ لِيَرُدُّوا الدُّعَاءَ وَالْبَرَكَةَ،قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: رَأَيْتُ أَنَا مَعْمَرًا يَدْعُو بِيَدَيْهِ عِنْدَ صَدْرِهِ، ثُمَّ يَرُدُّ يَدَيْهِ فَيَمْسَحُ وَجْهَهُ(مصنف عبدالرزاق) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عاص (بن وائل سہمی ابوعمرو) کے ساتھ (دعا کے لئے) ہاتھ اُٹھاتے تھے، اوراہلِ علم حضرات نے یہ بات ذکر کی ہے کہ متقدمین (اور سلف حضرات) دعا کرتے تھے، پھر اپنے ہاتھوں کو اپنے چہروں پر پھیر لیا کرتے تھے، تاکہ دعا اور برکت کو حاصل کریں، امام عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معمر کو دیکھا کہ وہ اپنے سینے کے سامنے اپنے دونوں ہاتھوں سے دعا کرتے تھے، پھر اپنے دونوں ہاتھ واپس کر کے اپنے چہرے پر پھیر لیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

فائدہ: مذکورہ احادیث وروایات کی اسناد فرداً فرداً ضعیف ہیں، اس لئے بعض محدثین وفقہاء نے دعا سے فراغت پر ہاتھ اٹھانے کے مسنون ومستحب ہونے کا انکار کیا ہے۔

جبکہ محدثین اور خاص کر فقہائے کرام کی ایک بڑی جماعت نے دعا کے اختتام پر چہرہ پر ہاتھ پھیرنے کو مستحب قرار دیا ہے، ایک تو اس وجہ سے کہ اگرچہ اس سلسلہ میں وارِد ہونے والی حدیثیں فرداً فرداً سند کے اعتبار سے ضعیف ہوں، لیکن وہ سب مل کر اورایک دوسرے کا شاہد وگواہ بن کر مجموعی طور پر حسن اور مقبول درجے میں داخل ہوجاتی ہیں، دوسرے اس وجہ سے کہ

---

[1] رقم الحديث ٣٢٥٦، كتاب الصلاة، باب مسح الرجل وجهه بيده إذا دعا، المكتب الاسلامی، بیروت.

www.idaraghufran.org

فضائل کے سلسلہ میں ضعیف حدیث بعض شرائط کے ساتھ معتبر ہوتی ہے۔ ۱

چنانچہ علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی چہرے پر ہاتھ پھیرنے والی حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

وَلَـهُ شَـوَاهِـدُ مِـنُهَا حَدِيثُ ابُنِ عَبَّاسٍ :عَـنُ أَبِـىُ دَاوُدَ وَمَجُمُوُعُهَا يَقُتَضِىُ أَنَّهُ حَدِيُثٌ حَسَنٌ (بلوغ المرام من ادلة الاحکام) ۲

ترجمہ: اور اس حدیث کے شواہد موجود ہیں، ان میں سے ایک ابنِ عباس کی

---

۱ وَكَانَ أَحُمَدُ بُنُ حَنُبَلٍ يَقُولُ :لَـمُ أَسُمَعُ فِيهِ بِشَىُءٍ، وَلَمُ يَكُنُ يَفُعَلُهُ أَحُمَدُ ، وَحُكِىَ عَنُهُ أَنَّهُ قَالَ: "أَمَّا فِى الصَّلَاةِ فَلَا، وَأَمَّا فِى غَيُرِ الصَّلَاةِ، كَأَنَّـهُ لَـمُ يَرَ بِـهِ بَأُسًا، وَرُوِىَ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّـهُ كَانَ يَفُعَلُهُ(الأوسط فى السنن والإجماع والاختلاف، ج۵ص۲۱۷،کتاب الوتر،تحت رقم الحديث ۲۷۴۰)

وعن المعتمر ، رأيت أبا كعب ، صاحب الحرير يدعو رافعا يديه فإذا فرغ من دعائه يمسح بهما وجهه ، فقلت له :من رأيت يفعل هذا ، فقال :الحسن قال محمد بن نصر :ورأيت إسحاق يستحسن العمل بهذه الأحاديث ، وأما أحمد بن حنبل فحدثني أبو داود قال :سمعت أحمد ، وسئل عن الرجل يمسح وجهه بيديه إذا فرغ فى الوتر .فقال :لم أسمع فيه بشىء ، ورأيت أحمد لا يفعله .قال :وعيسى بن ميمون هذا الذى روى حديث ابن عباس ليس هو ممن يحتج بحديثه ، وكذلك صالح بن حسان ، وسئل مالك عن الرجل يمسح بكفيه وجهه عند الدعاء ، فأنكر ذلك ، وقال :ما علمت ، وسئل عبد الله عن الرجل ، يبسط يديه فيدعو ثم يمسح بهما وجهه ، فقال : كره ذلك سفيان(صلاة الوتر لمحمد بن نصر المروزى، ج ۱ ص۳۲۷،باب مسح الرجل وجهه بيديه بعد فراغه من الدعاء)

مسح الوجه عند الدعاء .

ذهب الحنفية على الصحيح والشافعية على المعتمد إلى جواز مسح الوجه عند الدعاء .

فنص الشافعية على أنه يستحب مسح الوجه باليدين فى الدعاء ، ومحل استحباب مسح الوجه بهما فى الدعاء خارج الصلاة .أما فيها فلا يستحب بل يكره على الصحيح من مذهب الشافعية ،ودليل استحباب مسح الوجه ما روى عمر بن الخطاب رضى الله عنه قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رفع يديه فى الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه ،وجاء فى الفتاوى الهندية :قيل مسح الوجه باليدين ليس بشىء ، وكثير من مشايخنا اعتبروا مسح الوجه هو الصحيح وبه ورد الخبر ،وقال الخطابى :وقول بعض الفقهاء فى فتاويه :ولا يمسح وجهه بيديه عقب الدعاء إلا جاهل، محمول على أنه لم يطلع على هذه الأحاديث (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴۲،ص۳۶۶،آداب الدعاء)

۲ ج ۱ ص۲۲۷،۲۲۸،تحت رقم الحديث ۱۵۵۴ ،كتاب الجامع، باب الذكر والدعاء .

حدیث ہے، ابوداؤد کی، جو مجموعی طور پر اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَقَوْلُ ابْنِ عَبْدِ السَّلَامِ: لَا يُسَنُّ مَسْحُ الْوَجْهِ بِهِمَا ضَعِيفٌ، إِذْ ضَعْفُ حَدِيثِ الْمَسْحِ لَا يُؤَثِّرُ لِمَا تَقَرَّرَ أَنَّ الضَّعِيفَ حُجَّةٌ فِي الْفَضَائِلِ اِتِّفَاقًا اھ (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح) ۱؎

ترجمہ: اور جہاں تک ابنِ عبدالسلام کا قول ہے کہ چہرہ پر دونوں ہاتھوں کا پھیرنا مسنون نہیں ہے، یہ ضعیف ہے، اس لئے کہ چہرہ پر ہاتھ پھیرنے کی حدیث کا ضعف مؤثر نہیں ہے، کیونکہ یہ بات طے ہوچکی ہے کہ ضعیف حدیث فضائل میں بالاتفاق حجت ہے (ترجمہ ختم)

اور ہمارے نزدیک دلائل کے لحاظ سے ان مؤخر الذکر فقہاء ومحدثین کا قول ہی راجح ہے۔

ایک تو اس وجہ سے کہ محدثین وفقہاء کے راجح قول کے مطابق فضائلِ اعمال کے سلسلہ میں ضعیف حدیث بعض شرائط کے ساتھ قابلِ عمل ہو جاتی ہے۔ ۲؎

۱؎ ج۴ص ۱۵۳۲، کتاب الدعوات، دارالفکر، بیروت.

۲؎ ضعیف حدیث کے بارے میں اس سلسلہ میں تین قسم کے اقوال ہیں، ایک مطلقاً غیر معمول بہ ہونے کا، دوسرا مطلقاً معمول بہ ہونے کا، اور تیسرا بعض شرائط کے ساتھ فضائل میں معمول بہ ہونے کا، اور یہی قول راجح ہے۔

فتحصل ان فی العمل بالحدیث الضعیف ثلاثة مذاهب ،لایعمل به مطلقا، یعمل به مطلقا، یعمل به فی الفضائل بشروطه (الاجوبة الفاضلة عن الاسئلة العشره الكاملة، ص ۱۰، مشمولة: مجموعه رسائل اللكنوى، ج۴)

هذه العبارات ونحوها الواقعة فی كتب الثقات تشهد بتفرقهم فی ذلک ،فمنهم من منع العمل بالضعيف مطلقا،وهو مذهب ضعيف،ومنهم من جوزه مطلقا،وهو توسع سخيف،ومنهم من فصل وقيد وهو المسلک المسدد (ايضاً ص ۱۱)

قال العلماء من المحدثين والفقهاء وغيرهم :يجوزويستحب العمل فی الفضائل والترغيب والترهيب بالحديث الضعيف مالم يكن موضوع (كتاب الاذكار للنووی ص ۷)

والاستحباب يثبت بالضعيف غير الموضوع (فتح القدير ج ۱ ص ۳۳، باب الجنائز، فصل فی الصلاة على الميت)

www.idaraghufran.org

جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب کسی ضعیف حدیث سے کسی عمل کی ترغیب وفضیلت ثابت ہو، اور اس کے خلاف اس سے کوئی قوی دلیل موجود نہ ہو، تو اس سے اس عمل کا مستحب ہونا ثابت ہوجاتا ہے۔

لیکن اِس مستحب کا درجہ اُس مستحب سے کمزور ہوتا ہے، جس کا مستحب ہونا اس سے قوی (صحیح وحسن) حدیث سے ثابت ہو۔

البتہ ضعیف حدیث سے کسی عمل کے مستحب ہونے کے ثبوت کے لئے مجموعی طور پر چار شرائط ہیں۔

(۱)...... پہلی شرط یہ ہے کہ اس کے خلاف اس سے کوئی قوی دلیل موجود نہ ہو (جیسا کہ پہلے گزرا)

(۲)...... دوسری شرط یہ ہے کہ یہ حدیث شدید ضعیف نہ ہو، بایں طور کہ اس میں کوئی کذاب، اور فاحشُ الغلط وفاحشُ المغفل راوی نہ ہو۔

کیونکہ اس صورت میں یہ معدوم (موضوع ومخترع حدیث) کے درجہ میں ہوتی ہے، جس پر کسی حال میں عمل جائز نہیں۔ [۱]

(۳)...... تیسری شرط یہ ہے کہ اس ضعیف حدیث سے ثابت شدہ حکم شریعت کے اصولوں میں سے کسی اصول وقاعدے کے تحت داخل ہو، اور دینی قواعد کے خلاف نہ ہو۔

(۴)...... چوتھی شرط یہ ہے کہ اس پر عمل کرنے والا اس کے ثبوت کا اعتقاد نہ رکھے، بلکہ صرف احتیاط کی وجہ سے اس پر عمل کرے۔ [۲]

---

[۱] تاہم اس میں اختلاف کی گنجائش ہے کہ ایک راوی بعض کے نزدیک شدید ضعیف ہو، اور بعض کے نزدیک شدید ضعیف نہ ہو، پس ایسی صورت میں کسی جرح کے مؤثر وغیر مؤثر ہونے میں اجتہادی طور پر اختلاف ممکن ہے۔ محمد رضوان۔

[۲] والذی یظھر بعد التامل الصادق، ھو قبول الضعیف فی ثبوت الاستحسان وجوازہ، فاذا دل حدیث ضعیف علی استحباب شیئ او جوازہ، ولم یدل دلیل آخر صحیح علیہ، ولیس ھناک

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور یہ تفصیل اعمال کی فضیلت کے بارے میں ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مایعارضه ورجح عليه، قبل ذلک الحديث وجاز العمل بما افاده واقول باستحباب مادل عليه او جوازه.

غاية مافى الباب ان يكون مثل هذا الاستحباب والجواز ادون رتبة من الاستحباب والجواز الثابت بالاحاديث الصحيحة والحسنة ويشترط قبوله بشروط:

احدها: ما اشرنا اليه من فقدان دليل آخر اقوى منه معارضا له، فان دل حديث صحيح او حسن، على كراهة عمل او حرمته، والضعيف على استحبابه وجوازه ، فالعمل يكون بالاقوى ، والقول بمفاده احرى.

وثانيها: ان لايكون الحديث شديد الضعف ، بان تفرد بروايته شديد الضعف ، كالكذاب، وفاحش الغلط، والمغفل، وغير ذلک، او كثرت طرقه، لكن لم يخل طريق من طرقه عن شدة الضعف، وذلک لان كون السند شديد الضعف، مع عدم مايجبر به نقصانه ، يجعله فى حكم العدم ، ويقربه الى الموضوع والمخترع، الذى لايجوز العمل به بحال .

وثالثها: ان يكون ماثبت به داخلا تحت اصل كلى من الاصول الشرعية غير مخالف للقواعد الدينية، لئلا يلزم اثبات مالم يثبت شرعا به، فانه اذا كان مادل عليه داخلا فى الاصول الشرعية، غير مناقض لها، فنفس جوازه ثابت بها.

والحديث الضعيف الدال عليه يكون مؤكدا عله، كذا الاستحباب، فان الجائزات تصير بحسن النية عبادة، فكيف اذا وجدمافيه شبهة ثبوت الاستحباب.

ورابعها: ان لايعتقد العامل به ثبوته بل الخروج عن العهدة بيقين، فانه ان كان صحيحا فى نفس الامر فذاک ، والا لم يترتب على العمل به فساد شرعى.

وقس عليه اذا دليل الحديث الضعيف على كراهة عمل، لم يدل على استحبابه دليل آخر، فيؤخذ به ويعمل بمفاده احتياطا ، فان ترک المكروه مستحب ، وترک المباح لابأس فيه شرعا.

وبهذا كله يظهر لک دفع الاشكال الذى تصدى للجواب عنه الدوانى والخفاجى، وسلک كل منهما مسلكا مغايرا لمسلک الآخر.

وخلاصة الكلام، الرافع للاوهام ، هو ان ثبوت الاستحباب ، او الكرهة التى هى فى قوة الاستحباب، او الجواز بالحديث الضعيف مع الشروط المتقدمة : لاينافى قولهم: انه لايثبت الاحكام الشرعية، فان الحكم باستحباب شيئ دل عليه الضعيف او كراهته: احتياطى ، والحكم بجواز شيئ دل عليه تاكيد لما ثبت بدلائل اخر، فلا يلزم منه ثبوت شيئ من الاحكام فى نفس الامر، ومن حيث الاعتقاد. نعم لو لم تلاحظ الشروط المتقدمة ، لزم الاشكال البتة (ظفر الأمانى فى مختصر الجرجانى فى مصطلح الحديث، ص۱۹۸تا۲۰۰، لمولانا عبدالحيى اللكنوى رحمه الله)

فالحق فى هذا المقام: انه اذا لم يثبت ندب شيئ او جوازه بخصوصه بحديث صحيح، وورد بذلک حديث ضعيف ليس شديد الضعف، يثبت استحبابه وجوازه به ، بشرط ان يكون مندرجا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

جہاں تک حلال وحرام اور عقائد، نیز اللہ تعالیٰ کی صفات کا معاملہ ہے، تو ان میں ضعیف

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

تحت اصل شرعی ، ولا يكون مناقضا للاصول الشرعية والادلة الصحيحة.

وما احسن كلام المحقق جلال الدين الدوانی فی رسالته"انموذج العلوم" التی جمع فيها الفوائد المتفرقة حيث قال فی صدرها: المسألة الاولیٰ فی اصول الحديث: اتفقوا علی ان الحديث الضعيف لايثبت به الاحكام الشرعية، ثم ذكروا انه يجوز بل يستحب العمل بالاحاديث الضعيفة فی فضائل الاعمال ، وممن صرح به النووی فی كتبه لاسيما كتاب "الاذكار" وفيه اشكال، لان جواز العمل واستحبابه كلاهما من الاحكام الخمسة الشرعية ، فاذا استحب العمل بمقتضی الحديث الضعيف كان ثبوته بالحديث الضعيف ، وذلك ينافی ما تقرر من عدم ثبوت الاحكام بالاحاديث الضعيفة. وقد حاول بعضهم التفصی عن ذلك وقال: ان مراد النووی انه اذا ثبت حديث صحيح او حسن فی فضيلة عمل من الاعمال تجوز رواية الحديث الضعيف فی هذا الباب.

ولايخفی ان هذا لايرتبط بكلام النووی فضلا عن ان يكون مراده ذلك، فكم من فرق بين جواز العمل واستحبابه ، وبين مجرد نقل الحديث، علی انه لولم يثبت الحديث الصحيح او الحسن فی فضيلة عمل من الاعمال يجوز نقل الحديث الضعيف فيها، لاسيما مع التنبيه علی ضعفه، ومثل ذلك فی كتب الحديث وغيره كثير شائع، يشهد به من تتبع ادنی تتبع.

والذی يصلح للتعويل : انه اذا وجد حديث ضعيف فی فضيلة عمل من الاعمال ، ولم يكن هذا العمل مما يحتمل الحرمة او الكراهة فانه يجوز العمل به ويستحب، لانه مامون الخطر ومرجو النفع، اذ هو دائر بين الاباحة والاستحباب، فالاحتياط العمل به رجاء الثواب.

واما اذا دار بين الحرمة والاستحباب فلا وجه لاستحباب العمل به.

واما اذا دار بين الكراهة والاستحباب، فمجال النظر فيه واسع ، اذ فی العمل دغدغة الوقوع فی المكروه، وفی الترك مظنة الترك المستحب. فلينظر.

ان كان خطر الكراهة اشد بان تكون الكراهة المحتملة شديدة، والاستحباب المحتمل ضعيفا، فحينئذ يرجح الترك علی العمل، فلا يستحب العمل به.

وان كان خطر الكراهة اضعف بان تكون الكراهة علی تقدير وقوعها كراهة ضعيفة دون مرتبة ترك العمل علی تقرير استحبابه ، فالاحتياط العمل به.

وفی صورة المساواة يحتاج الی نظر تام، والظن انه يستحب ايضا، لان المباحات تصير بالنية عبادة، فكيف مافيه شبهة الاستحباب لاجل الحديث الضعيف.(......وبعد اسطر......)

وحاصل الجواب، ان الجواز معلوم من خارج والاستحباب ايضا معلوم من القواعد الشرعية الدالة علی استحباب الاحتياط فی امر الدين ، فلم يثبت شیء من الاحكام بالحديث الضعيف ، بل اوقع الحديث الضعيف شبهة الاستحباب ، فصار الاحتياط ان يعمل به، واستحباب الاحتياط معلوم من قواعد الشرع ، انتهیٰ كلام الدوانی (الاجوبة الفاضلة عن الاسئلة العشره الكاملة،ص ۱۳، ۱۴، مشمولة:مجموعه رسائل اللكنوی ،ج۴)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

حدیث معتبر نہیں ہے۔ [1]

(ماخوذ از: شوال اور عید الفطر کے فضائل واحکام ”جدید ایڈیشن“ صفحہ ۱۳۲ تا ۱۳۶، مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی)

دوسرے دعا کے اختتام پر دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنے کی روایات مختلف سندوں کے ساتھ مروی ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کی شاہد وگواہ بن جاتی ہیں، اور حسن لغیرہٖ یا مقبول درجے میں داخل ہو کر قابلِ استدلال واطمینان ہو جاتی ہیں۔

اس لئے جب دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے جائیں تو اختتام پر ان کو چہرہ پر پھیر لینے کا افضل ہونا راجح ہے۔

واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم واحکم۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اقول :قال فی البناية :

ثـم إن تزيين المسجد لما دار مرة بين الاستحباب وبين الكراهة، قال أصحابنا بالجواز، ولـم يـقـولوا بالاستحباب كما قال به بعضهم(البناية شرح الهداية ج۲ص ۴۷۱، كتاب الصلاة، باب احكام المساجد)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ضعیف حدیث سے ثابت شدہ استحباب کا درجہ احتیاطی ہے اور یہ اُس استحباب سے کم ہوتا ہے، جو حسن وصحیح حدیث سے ثابت ہو۔

اور پھر یہ استحباب بھی اُن شرعی قواعد کے ماتحت ہو کر ثابت ہوتا ہے، جو کہ قوی دلائل سے ثابت ہیں۔

لہٰذا ضعیف حدیث سے اس تفصیل کے مطابق استحباب ثابت ہونے پر یہ شبہ نہیں ہوتا کہ ضعیف حدیث سے کوئی شرعی حکم ثابت نہیں ہوتا، جبکہ کسی چیز کا مستحب ہونا بھی شرعی حکم ہی کی ایک قسم ہے۔

[1] (لافی صفات الله) فان وجد حديث ضعيف دل على صفة من صفات الله تعاليٰ ولم يثبت ذلك بـدليل معتبر ، لم يعتبر به، فان صفات الله واسماء ه لايجترأ على القول بها بدون دلالة دليل معتمد، لانهـا مـن بـاب العقائد لا من باب الاعمال، ويلتحق بها جميع العقائد الدينية ، فلا تثبت الا بحديث صحيح او حسن لذاته او لغيره.

كيف وقـد صـرحـوا بـان اخبـار الآحـاد وان كـان صـحـيـحة ، لاتـكفى فى باب العقائد، فما بالك بـالـضـعـيفة منها؟ والمراد بعدم كفايتها انها لاتفيد القطع ، فلايعتبر بها مطلقا فى العقائد التى كلف الناس بالاعتقاد الجازم فيها، لانها لاتفيد الظن ايضا، ولا انها لاعبرة بها رأسا فى العقائد مطلقا، كما توهمه من ابناء عصرنا.........(واحكام الحلال والحرام) فلايثبت بالحديث الضعيف تحريم شيئ ولا تـحـليله (ظفر الأماني فى مختصر الجرجانى فى مصطلح الحديث،لمولانا عبدالحيئ اللكنوى ، ص ۲۰۰ تا ۲۰۴،ملخصاً)

www.idaraghufran.org

متعدد محدثین، فقہاء وعلماء سے نماز کے بعد دُعا کا ثبوت

احادیث وروایات کے بعد اب دعا کے بارے میں اور بطورِ خاص نماز کے بعد کی دعا کے بارے میں چند محدثینِ عظام وفقہائے کرام کے حوالہ جات وعبارات ذکر کی جاتی ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا حوالہ

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ’’صحیح بخاری‘‘ میں یہ باب اور عنوان قائم کیا ہے کہ:

بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلاَةِ (بخاری) [1]

ترجمہ: یہ باب نماز کے بعد دُعا کے بارے میں ہے (ترجمہ ختم)

امام بخاری رحمہ اللہ کے اپنی معرکۃ الآراء کتاب ’’بخاری شریف‘‘ میں نماز کے بعد دعا کا باب قائم کرنے سے معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نماز کے بعد دعا کے قائل ہیں۔

شارح بخاری حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا حوالہ

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ امام بخاری کے مذکورہ الفاظ کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

قَوْلُهٗ (بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلاَةِ) اَیِ الْمَكْتُوْبَةِ وَفِیْ هٰذِهِ التَّرْجَمَةِ رَدٌّ عَلٰی مَنْ زَعَمَ اَنَّ الدُّعَآءَ بَعْدَ الصَّلاَةِ لاَ یُشْرَعُ (فتح الباری) [2]

ترجمہ: امام بخاری کا یہ ارشاد کہ یہ باب نماز یعنی فرض نماز کے بعد دُعا کے بارے میں ہے، امام بخاری کے یہ عنوان قائم کرنے میں اُس شخص پر رَد مقصود ہے جس کا

[1] ج۸ص۷۲، کتاب الدعوات، دارطوق النجاة ،بیروت.

[2] ج ۱۱ ص ۱۳۳، کتاب الدعوات، دارالمعرفة، بیروت.

Idara Ghufran

گمان یہ ہے کہ نماز کے بعد دُعا شرعاً ثابت نہیں (ترجمہ ختم)

امام نسائی رحمہ اللہ کا حوالہ

امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''سنن کبریٰ'' میں یہ باب قائم کیا ہے کہ:

مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الدُّعَاءِ دُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ(السنن الکبری للنسائی، ج ۹ ص ۴۷، کتاب عمل الیوم واللیلۃ، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

ترجمہ: فرض نمازوں کے بعد جو دعائیں مستحب ہیں (ترجمہ ختم)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ کا حوالہ

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مصنف میں اس طرح باب قائم فرمایا ہے کہ:

بَابُ مَسْحِ الرَّجُلِ وَجْهَهُ بِيَدِهِ إِذَا دَعَا (مصنف عبد الرزاق) [1]

ترجمہ: یہ باب ہے آدمی کے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرنے کا جب وہ دعا کر چکے (ترجمہ ختم)

امام ابنِ حبان رحمہ اللہ کا حوالہ

امام ابنِ حبان نے اپنی کتاب ''صحیح ابنِ حبان'' میں اس طرح باب قائم فرمایا ہے کہ:

ذِكْرُ مَا يُسْتَحَبُّ لِلْمَرْءِ أَنْ يَّسْأَلَ اللّٰهَ جَلَّ وَعَلَا فِيْ عَقِيْبِ الصَّلَاةِ التَّفَضُّلَ عَلَيْهِ بِمَغْفِرَةِ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ(صحیح ابنِ حبان) [2]

ترجمہ: یہ ذکر ہے آدمی کے لئے اس بات کے مستحب ہونے کا کہ وہ اللہ جل وعلا

---

[1] ج ۲ ص ۲۵۲، کتاب الصلاۃ، المکتب الاسلامی، بیروت.

[2] ج ۵ ص ۳۷۲، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل فی القنوت، قبل رقم الحدیث ۲۰۲۵، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت.

سے نماز کے بعد اپنے اوپر فضل کا اور اپنے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کا سوال ودعا کرے (ترجمہ ختم)

امام ابنِ خزیمہ رحمہ اللہ کا حوالہ

امام ابنِ خزیمہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''صحیح ابنِ خزیمہ'' میں اس طرح باب قائم فرمایا ہے کہ:

بَابُ جَامِعِ الدُّعَاءِ بَعْدَ السَّلَامِ فِيْ دُبُرِ الصَّلَاةِ (صحیح ابن خزیمة) [1]

ترجمہ: نماز کے آخر میں سلام پھیرنے کے بعد جامع دعا کا باب (ترجمہ ختم)

امام ابنِ منذر رحمہ اللہ کا حوالہ

امام ابنِ منذر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الاوسط فی السنن والاجماع والاختلاف'' میں اس طرح باب قائم فرمایا ہے کہ:

ذِكْرُ جَامِعِ الدُّعَاءِ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ (الأوسط لابن المنذر) [2]

ترجمہ: سلام پھیرنے کے بعد جامع دعا کا ذکر (ترجمہ ختم)

امام بیہقی رحمہ اللہ کا حوالہ

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الدعوات الکبیر'' میں اس طرح باب قائم فرمایا ہے کہ:

بَابُ الْقَوْلِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّسْبِيْحِ فِيْ دُبُرِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ بَعْدَ السَّلَامِ (الدعوات الكبير للبيهقي، ج ١، ص ١٨٠، غراس للنشر والتوزيع -الكويت)

ترجمہ: یہ باب ہے فرض نماز کا سلام پھیرنے کے بعد دعا کرنے اور تسبیح وغیرہ کہنے کا (ترجمہ ختم)

---

[1] ج ١ ص ٣٦٦، كتاب الصلاة، قبل رقم الحديث ٧٤٣، المكتب الاسلامي، بيروت.

[2] ج٣ ص ٢٢٥، كتاب صفة الصلاة، دار طيبة -الرياض -السعودية.

www.idaraghufran.org

اور اپنی دوسری کتاب ’’شعب الایمان‘‘ میں فرماتے ہیں کہ:

وَمِنهَا: أَنْ يَّدْعُوَ فِيْ دُبُرِ صَلَوَاتِهِ. وَمِنهَا: أَنْ يَّرْفَعَ الْيَدَيْنِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا الْمَنْكِبَيْنِ إِذَا دَعَا. وَمِنهَا: أَنْ يَّخْفِضَ صَوْتَهُ بِالدُّعَاءِ. وَمِنهَا: أَنْ يَّمْسَحَ وَجْهَهُ بِيَدَيْهِ إِذَا فَرَغَ مِنَ الدُّعَاءِ (شعب الایمان للبیهقی) [1]

ترجمہ: اور دعا کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ نمازوں کے بعد دعا کرے، اور یہ بھی ہے کہ اپنے دونوں ہاتھ دعا کے وقت اپنے مونڈھوں کے بالمقابل تک اٹھائے، اور دعا کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ دعا آہستہ آواز میں کرے، اور دعا کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ جب دعا سے فارغ ہو، تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرہ پر پھیر لے (ترجمہ ختم)

امام بوصیری رحمہ اللہ کا حوالہ

امام بوصیری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ’’اتحاف الخیرۃ المہرۃ‘‘ میں اس طرح باب قائم فرمایا ہے کہ:

بَابٌ فِي الذِّكْرِ وَالتَّسْبِيحِ وَالدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلَاةِ (اتحاف الخیرۃ المهرۃ) [2]

ترجمہ: یہ باب ہے نماز کے بعد ذکر اور تسبیح اور دعا کے بارے میں (ترجمہ ختم)

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ’’مجمع الزوائد‘‘ میں اس طرح باب قائم فرمایا ہے کہ:

بَابُ الدُّعَآءِ عَقِيْبَ الصَّلَوَاتِ (مجمع الزوائد) [3]

ترجمہ: یہ باب ہے نمازوں کے بعد دعا کے بارے میں (ترجمہ ختم)

---

[1] ج۲، ص۳۷۵، ذکر فصول فی الدعاء یحتاج إلی معرفتها، مکتبة الرشد للنشر والتوزیع بالریاض.

[2] ج۲ص۲۲۵، کتاب افتتاح الصلاة، دار الوطن للنشر، الریاض.

[3] ج۱۰ص۱۶۷، کتاب الادعیة، مکتبة القدسی، القاهرة.

امام شافعی رحمہ اللہ کا حوالہ

امام شافعی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الام'' میں فرماتے ہیں کہ:

وَأَستَحِبُّ لِلْمُصَلِّي مُنفَرِدًا وَلِلْمَأْمُوْمِ أَنْ يُطِيْلَ الذِّكْرَ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَيُكْثِرَ الدُّعَاءَ رَجَاءَ الْإِجَابَةِ بَعْدَ الْمَكْتُوْبَةِ (کتاب الام للشافعی)[1]

ترجمہ: اور میں تنہا نماز پڑھنے والے، اور مقتدی کے لئے اس بات کو مستحب سمجھتا ہوں کہ وہ نماز کے بعد لمبا ذکر کرے، اور کثرت سے دعا کرے، فرض نماز کے بعد دعا کی قبولیت کی امید کی وجہ سے (ترجمہ ختم)

شارحِ مسلم امام نووی شافعی رحمہ اللہ کا حوالہ

امام نووی شافعی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''المجموع شرح المہذب'' میں فرماتے ہیں کہ:

اِتَّفَقَ الشَّافِعِيُّ وَالْأَصْحَابُ وَغَيْرُهُمْ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ عَلٰى اَنَّهُ يُسْتَحَبُّ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى بَعْدَ السَّلَامِ ،وَيُسْتَحَبُّ ذٰلِكَ لِلْاِمَامِ وَالْمَامُوْمِ وَالْمُنْفَرِدِ وَالرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ وَالْمُسَافِرِ وَغَيْرِهٖ ،وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يَّدْعُوَ أَيْضًا بَعْدَ السَّلَامِ بِالْاِتِّفَاقِ وَجَاءَ تْ فِيْ هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ أَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ صَحِيْحَةٌ فِي الذِّكْرِ وَالدُّعَآءِ قَدْ جَمَعْتُهَا فِيْ كِتَابِ الْأَذْكَارِ

(المجموع شرح المهذب للامام النووى)[2]

ترجمہ: امام شافعی اور ان کے اصحاب اور دیگر فقہاء رحمہم اللہ کا اس پر اتفاق ہے کہ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا ذکر مستحب ہے، اور یہ امام، مقتدی، تنہا نماز پڑھنے والے اور مرد وعورت اور مسافر وغیرہ سب کے لیے مستحب ہے اور

---

[1] ج ۱، ص ۱۵۱،باب کلام الإمام وجلوسه بعد السلام، دارالمعرفة،بیروت.

[2] ج۳ص ۴۸۴ کتاب الصلاہ، باب صفة الصلاة، دارالفکر، بیروت.

www.idaraghufran.org

(اسی طرح ان سب کے لیے) یہ بھی مستحب ہے کہ وہ سلام کے بعد دُعا کریں، اس بات پر بھی اتفاق ہے اور ان مواقع کے بارے میں بہت سی صحیح احادیث آئی ہیں جن میں نماز کے بعد ذکر اور دُعا کا تذکرہ ہے اور میں نے ان سب کو کتابُ الاذکار میں جمع کر دیا ہے (ترجمہ ختم)

اور امام نووی رحمہ اللہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

قَدْ ذَكَرْنَا اِسْتِحْبَابَ الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ لِلْاِمَامِ وَالْمَأْمُوْمِ وَالْمُنْفَرِدِ وَهُوَ مُسْتَحَبٌّ عَقِبَ كُلِّ الصَّلَوَاتِ بِلَاخِلَافٍ (المجموع شرح المهذب) [1]

ترجمہ: ہم (پہلے) ذکر کر چکے ہیں کہ امام، مقتدی اور تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے تمام نمازوں کے بعد ذکر و دعا کرنا بغیر کسی اختلاف کے مستحب ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

قَالَ أَصْحَابُنَا: إِنَّ الذِّكْرَ وَالدُّعَاءَ بَعْدَ الصَّلَاةِ يُسْتَحَبُّ أَنْ يُسَرَّ بِهِمَا إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ إِمَامًا يُرِيْدُ تَعْلِيْمَ النَّاسِ فَيَجْهَرَ لِيَتَعَلَّمُوْا، فَإِذَا تَعَلَّمُوْا وَكَانُوْا عَالِمِيْنَ أَسَرَّهُ (المجموع شرح المهذب) [2]

ترجمہ: ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ نماز کے بعد ذکر اور دعا کا آہستہ کرنا مستحب ہے، مگر یہ کہ کوئی امام لوگوں کو تعلیم دینا چاہے، تو ان کی تعلیم کی خاطر جہر کر سکتا ہے، پس جب وہ تعلیم حاصل کر لیں، اور وہ جان لیں تو پھر خاموشی سے ذکر و دعا کرے (ترجمہ ختم)

علامہ ابنِ حجر ہیتمی شافعی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ ابنِ حجر ہیتمی شافعی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الفتاویٰ الفقہیۃ الکبریٰ'' میں فرماتے ہیں کہ:

---

[1] ج۳ص۴۸۸، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، دارالفکر، بیروت۔

[2] ج۳ص۴۸۷، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، دارالفکر، بیروت۔

www.idaraghufran.org

وَيُسَنُّ الدُّعَاءُ وَالذِّكْرُ سِرًّا وَيَجْهَرُ بِهِمَا بَعْدَ السَّلَامِ الْإِمَامُ لِتَعْلِيمِ الْمَأْمُومِينَ فَإِذَا تَعَلَّمُوا أَسَرُّوا (الفتاویٰ الفقهية الكبرىٰ) [1]

ترجمہ: اوردعااورذکرخاموشی سے کرنامسنون ہے،اورامام سلام کے بعد مقتدیوں کی تعلیم کے لئے جہر کرسکتا ہے، پس جب مقتدیوں کوعلم ہوجائے، توسب خاموشی سے ذکرودعا کریں (ترجمہ ختم)

علامہ شیخ سلیمان جمل شافعی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ شیخ سلیمان جمل شافعی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''حاشیۃ الجمل علی المنہج'' میں فرماتے ہیں کہ:

(قَوْلُهُ لَا مَسْحَ لِوَجْهِهِ وَغَيْرِهِ كَالصَّدْرِ) أَيْ: لَا يُسَنُّ ذٰلِكَ وَالْأَوْلٰى عَدَمُ فِعْلِهِ وَبِاسْتِحْبَابِ ذٰلِكَ خَارِجَ الصَّلَاةِ جَزَمَ فِي التَّحْقِيقِ (حاشية الجمل على المنهج) [2]

ترجمہ: اور (دعا کے اختتام پر اپنے اُٹھائے ہوئے ہاتھوں کو) اپنے چہرہ اور سینہ وغیرہ پر پھیرنا مسنون نہیں، اور بہتر یہی ہے کہ ایسا نہ کرے، اور تحقیق میں نماز کے باہر اس کے مستحب ہونے پر یقین ظاہر کیا ہے (ترجمہ ختم)

علامہ سلیمان بن محمد بجیرمی شافعی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ سلیمان بن محمد بجیرمی شافعی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''حاشیۃ البجیرمی'' میں فرماتے ہیں کہ:

وَيُسَنُّ خَارِجَهَا م ر أَيْ: يُسَنُّ أَنْ يَّمْسَحَ وَجْهَهُ بِيَدَيْهِ بَعْدَهُ لِمَا وَرَدَ أَنَّ كُلَّ شَعْرَةٍ مَسَحَهَا بِيَدِهِ بَعْدَ الدُّعَاءِ تَشْهَدُ لَهُ وَيُغْفِرُ لَهُ بِعَدَدِهَا ح ف وَمَا تَفْعَلُهُ الْعَامَّةُ مِنْ تَقْبِيلِ الْيَدِ بَعْدَ الدُّعَاءِ لَا أَصْلَ لَهُ (حاشية

---

[1] ج ۱، ص ۱۵۸، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ.

[2] ج ۱ ص ۳۷۲، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، دار الفکر، بیروت.

www.idaraghufran.org

البجیرمی علی شرح المنهج) [1]

ترجمہ: اور نماز سے باہر (نہ کہ نماز کے اندر) مسنون ہے کہ دعا کے بعد اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لے، کیونکہ یہ وارِد ہوا ہے کہ ہر بال جس پر اپنا ہاتھ دعا کے بعد پھیرے گا، وہ اس کے لئے گواہی دے گا، اور اپنی تعداد کے مطابق اس کے لئے مغفرت کا باعث ہوگا، اور بعض عوام جو دعا کے بعد ہاتھوں کو چومتے ہیں، ان کی کوئی اصل نہیں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ شوافع کے نزدیک نماز کے بعد دعا کرنا سنت ہے، اور دعا میں ہاتھ اُٹھانا بھی مستحب ہے، البتہ دعا کے اختتام پر چہرہ پر ہاتھ پھیرنے میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک یہ عمل سنت نہیں، اور بعض کے نزدیک مستحب ہے۔

علامہ ابنِ رجب حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ ابنِ رجب حنبلی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''فتح الباری'' میں فرماتے ہیں کہ:

وَاسْتَحَبَّ أَيْضًا أَصْحَابُنَا وَأَصْحَابُ الشَّافِعِيِّ اَلدُّعَآءُ عَقْبَ الصَّلَوَاتِ، وَذَكَرَهُ بَعْضُ الشَّافِعِيَّةِ اِتِّفَاقًا(فتح البارى لابن رجب) [2]

ترجمہ: نیز ہمارے اور امام شافعی کے اصحاب نے نمازوں کے بعد دعا کو مستحب قرار دیا ہے، اور بعض شافعیہ نے اس پر اتفاق کو نقل کیا ہے (ترجمہ ختم)

علامہ موسیٰ بن احمد حجاوی مقدسی حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ موسیٰ بن احمد حجاوی مقدسی حنبلی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الاقناع'' میں فرماتے ہیں کہ:

وَيَدْعُوْ بَعْدَ فَجْرٍ وَّعَصْرٍ لِحُضُوْرِ الْمَلَائِكَةِ فِيهِمَا فَيُؤَمِّنُوْنَ وَكَذَا

---

[1] ج ۱ ص ۲۰۹، کتاب الصلاۃ، باب التوجہ للقبلۃ فی الصلاۃ.
[2] ج۷ص۴۱۷، کتاب الاذان، باب الذکر بعد الصلاۃ، مکتب تحقیق دار الحرمین -القاهرة.

غَيْرِهِمَا مِنَ الصَّلَوَاتِ وَيَبْدَأُ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ وَيَخْتِمُ بِهِ وَيُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَيَسْتَقْبِلُ غَيْرَ إِمَامٍ هُنَا الْقِبْلَةَ وَيُكْرَهُ لِلْإِمَامِ بَلْ يَسْتَقْبِلُ الْمَأْمُوْمِيْنَ وَيُلِحُّ وَيُكَرِّرُهُ ثَلَاثًا وَسِرًّا أَفْضَلُ وَيَعُمُّ بِهِ وَمِنْ آدَابِ الدُّعَاءِ بَسْطُ يَدَيْهِ وَرَفْعُهُمَا إِلٰى صَدْرِهٖ (الإقناع فی فقه الإمام أحمد بن حنبل) [1]

ترجمہ: اور فجر اور عصر کے بعد دعا کرے، ان نمازوں میں فرشتوں کے حاضر ہونے کی وجہ سے، اور مقتدی آمین کہیں، اور اسی طرح دوسری نمازوں کے بعد بھی، اور اللہ کی حمد وثناء سے دعا کا آغاز کرے، اور حمد کے ساتھ اختتام کرے، اور نبی صلی اللہ علیہ سلم پر اول وآخر میں درود بھیجے، اور امام کے علاوہ دوسرے لوگ قبلہ کی طرف رخ کریں، اور امام کے لئے (نماز کے بعد دعا کرتے وقت) قبلہ کی طرف رخ کرنا مکروہ ہے، بلکہ امام مقتدیوں کی طرف رخ کرے، اور دعا میں الحاح وزاری کرے، اور تین تین مرتبہ اور خاموشی سے دعا کرنا افضل ہے، اور نماز کے بعد کی اس دعا کے بشمول دعا کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اپنے ہاتھوں کو پھیلائے، اور انہیں سینہ تک اٹھائے (ترجمہ ختم)

علامہ منصور بن یونس بہوتی حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ منصور بن یونس بہوتی حنبلی رحمہ اللہ اپنی کتاب ’’کشافُ القناع‘‘ میں فرماتے ہیں کہ:

(وَكَذَا) يَدْعُوْ بَعْدَ (غَيْرِهِمَا مِنَ الصَّلَوَاتِ) لِأَنَّ مِنْ أَوْقَاتِ الْإِجَابَةِ: أَدْبَارَ الْمَكْتُوْبَاتِ (كشاف القناع عن متن الإقناع) [2]

---

[1] ج ۱ ص ۱۲۶، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاة، فصل يسن ذكر الله والدعاء والاستغفار عقب الصلاة، دار المعرفة، بیروت.

[2] ج ۱ ص ۳۶۷، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاة، فصل يسن ذكر الله والدعاء والاستغفار عقب الصلاة المكتوبة، دار الكتب العلمية، بیروت.

ترجمہ: اور اسی (فجر و عصر کے بعد) کی طرح فجر اور عصر کے علاوہ دوسری نمازوں کے بعد بھی دعا کرے، اس لئے کہ فرائض کے بعد کا وقت قبولیت کے اوقات میں سے ہے (ترجمہ ختم)

اور اپنی کتاب ''شرح منتہی الارادات'' میں فرماتے ہیں کہ:

(وَيَدْعُوْ الْإِمَامُ) اِسْتِحْبَابًا (بَعْدَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ) لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى (فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ) خُصُوْصًا بَعْدَ الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ لِحُضُوْرِ الْمَلَائِكَةِ فِيْهِمَا فَيُؤَمِّنُوْنَ. وَمِنْ آدَابِ الدُّعَاءِ: بَسْطُ يَدَيْهِ وَرَفْعُهُمَا إِلٰى صَدْرِهٖ (شرح منتهى الإرادات) [1]

ترجمہ: اور امام کے لئے ہر فرض نماز کے بعد دعا کرنا مستحب ہے، اللہ تعالیٰ کے قول ''فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ'' کی وجہ سے، خاص طور پر فجر اور عصر کے بعد، کیونکہ ان دو نمازوں میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، اور مقتدی آمین کہیں، اور دعا کے آداب میں سے دونوں ہاتھوں کو پھیلانا اور انہیں سینے تک اٹھانا ہے (ترجمہ ختم)

علامہ مصطفیٰ بن سعد رحیبانی حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ مصطفیٰ بن سعد رحیبانی حنبلی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''مطالب اولی النُّہیٰ'' میں فرماتے ہیں کہ:

(وَيَدْعُوْ) مُصَلٍّ اِسْتِحْبَابًا (بَعْدَ كُلِّ) صَلَاةٍ (مَكْتُوْبَةٍ) لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى (فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ) (سِيَّمَا) بَعْدَ (فَجْرٍ وَّعَصْرٍ، لِحُضُوْرِ الْمَلَائِكَةِ فِيْهِمَا) فَيُؤَمِّنُوْنَ عَلَى الدُّعَاءِ، فَيَكُوْنُ أَقْرَبَ لِلْإِجَابَةِ (سِيَّمَا الْإِمَامُ) لِيَقْتَدِيَ بِهٖ غَيْرُهٗ (مطالب أولى النهى فى شرح غاية المنتهى) [2]

ترجمہ: اور نماز پڑھنے والے کے لئے ہر فرض نماز کے بعد دعا کرنا مستحب ہے،

---

[1] ج ا ص ۲۰۶، کتاب الصلاۃ، باب النیۃ فی الصلاۃ، فصل ثم یسن عقب مکتوبۃ.

[2] ج ا ص ۴۷۱، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، المکتب الاسلامی، بیروت.

اللہ تعالیٰ کے قول ''فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ'' کی وجہ سے، خاص طور پر فجر اور عصر کے بعد، ان دونوں نمازوں میں فرشتوں کے حاضر ہونے کی وجہ سے، اور دوسرے لوگ دعا پر آمین کہیں، تو یہ قبولیت کے زیادہ قریب ہے، خاص طور سے امام کے لئے دعا کرنا مستحب ہے، تاکہ اس کی دوسرے لوگ اقتداء کریں (ترجمہ ختم)

علامہ ابوالحسن علی بن سلیمان مرداوی حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ ابوالحسن علی بن سلیمان مرداوی حنبلی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الانصاف'' میں فرماتے ہیں کہ:

يَمْسَحُ وَجْهَهُ بِيَدَيْهِ خَارِجَ الصَّلَاةِ إذَا دَعَا، عِنْدَ الْإِمَامِ أَحْمَدَ، ذَكَرَهُ الْآجُرِّيُّ وَغَيْرُهُ، وَنَقَلَ ابْنُ هَانِئٍ عَنْ أَحْمَدَ رَفْعَ يَدَيْهِ، وَلَمْ يَمْسَحْ، وَذَكَرَ أَبُو حَفْصٍ أَنَّهُ رَخَّصَ فِيهِ (الإنصاف فی معرفة الراجح من الخلاف) [1]

ترجمہ: اور دعا کے وقت نماز کے باہر اپنے دونوں ہاتھ چہرے پر پھیر لے، امام احمد کے نزدیک، جس کو آجری وغیرہ نے ذکر کیا ہے، اور ابنِ ہانی نے امام احمد سے یہ نقل کیا ہے کہ اپنے ہاتھ تو اٹھائے، لیکن چہرے پر نہ پھیرے، اور ابوحفص نے یہ بات ذکر کی ہے کہ امام احمد نے اس کی اجازت دی ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ حنابلہ کے نزدیک نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا مستحب ہے، اور دعا کے اختتام پر چہرہ پر ہاتھ پھیرنے نہ پھیرنے کے بارے میں دونوں قول ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ کا حوالہ

امام مالک رحمہ اللہ اپنی کتاب ''مؤطا'' میں فرماتے ہیں کہ:

وَكَانَ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ بَعْدَ الصَّلَاةِ يَدْعُوْ، وَلَا بَأْسَ بِهٖ إِذَا لَمْ يَرْفَعْ جِدًّا (الموطأ للامام مالک) [2]

---

[1] ج۲ص۷۳ا، کتاب الصلاة، باب صلاة التطوع، داراحیاء التراث العربی، بیروت.

[2] ج ا ص ۲۶۳، رقم الحدیث ۵۰، رفع الیدین فی الدعاء، مؤسسة زاید بن سلطان، أبو ظهبی.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: حضرت عامر بن عبداللہ نماز کے بعد اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تھے، اوراس میں کوئی حرج نہیں، جبکہ زیادہ اونچے نہ اٹھائے (ترجمہ ختم)

علامہ قرافی مالکی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ قرافی مالکی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الذخیرۃ'' میں فرماتے ہیں کہ:

قَالَ مَالِکٌ لَا بَأْسَ بِهٖ وَلَا يَرْفَعُهُمَا جِدًّا قَالَ وَأَجَازَ الرَّفْعَ فِي الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلَاةِ لِأَنَّهٗ مَوْضِعُ الدُّعَاءِ كَالْإِسْتِسْقَاءِ وَعَرَفَةَ وَالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاخْتَلَفَ قَوْلُهٗ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ وَرَفْعِ الْيَدَيْنِ فِيْهِمَا وَعَنْهُ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَالْأَوَّلُ فِي الْمُدَوَّنَةِ (الذخیرۃ للقرافی) [1]

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہاتھ اٹھانے میں کوئی حرج نہیں، لیکن زیادہ اونچے نہ اٹھائے، آپ نے نماز کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانے کی اجازت دی، کیونکہ یہ دعا کا موقع ہے، جیسے کہ استسقاء اور عرفہ اور مشعرِ حرام میں، اور جمرتین کے مقام پر دعا کرنے اور ہاتھ اٹھانے میں آپ کا قول مختلف ہے، اور امام مالک سے یہ بھی مروی ہے کہ نماز کے بعد دعا میں ہاتھ نہ اٹھائے، اور پہلا قول مُدوَّنہ میں ہے (ترجمہ ختم)

علامہ ابنِ رشد قرطبی مالکی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ ابنِ رشد قرطبی مالکی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''البیان والتحصیل'' میں فرماتے ہیں کہ:

قَالَ مَالِکٌ: رَأَيْتُ عَامِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ الصَّلَاةِ يَدْعُوْ فَقِيْلَ لَهٗ: أَتَرٰى بِذٰلِکَ بَأْسًا؟ قَالَ لَا أَرٰى

---

[1] ج ۱۳ ص ۳۴۱، ۳۴۲، کتاب الجامع، النوع الثلاثون فی مسائل شتی، مسألة فی رفع الید فی الدعاء، دار الغرب الإسلامی - بیروت.

www.idaraghufran.org

بِـذٰلِکَ بَأْسًا .قَـالَ الْإِمَـامُ الْـقَـاضِيُ:إِجَازَةُ مَالِکٍ فِيْ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ لِـرَفْـعِ الْيَـدَيْنِ فِى الدُّعَاءِ عِنْدَ خَاتِمَةِ الصَّلَاةِ نَحوَ قَوْلِهٖ فِى الْمُدَوَّنَةِ لِأَنَّــهٗ أَجَازَ فِيْهَـا رَفْـعَ الْيَـدَيْـنِ فِـى الـدُّعَآءِ ، فِيْ مَوَاضِعِ الدُّعَاءِ ، كَالْإِسْتِسْقَاءِ ، وَعَرَفَةَ،وَالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ، لِأَنَّ خَتمَةَ الصَّلَاةِ مَوْضِعٌ لِلدُّعَاءِ (البيان والتحصيل لابنِ رشد) [1]

ترجمہ: امام مالک نے فرمایا کہ میں نے حضرت عامر بن عبداللہ کو نماز کے بعد بیٹھے ہوئے ہونے کی حالت میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہوئے دیکھا، تو آپ سے عرض کیا گیا کہ کیا آپ اس میں کوئی حرج سمجھتے ہیں؟ تو امام مالک نے فرمایا کہ میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔

امام قاضی نے فرمایا کہ امام مالک نے اس روایت میں نماز کے ختم ہونے کے وقت دعا میں ہاتھ اٹھانے کی اجازت دی ہے، جیسا کہ ان کا قول مدونہ میں ہے، کیونکہ امام مالک نے مدونہ میں دعا میں ہاتھ اٹھانے کی اجازت مواقعِ دعا میں دی ہے، جیسا کہ استسقاء، عرفہ اور مشعرِ حرام، کیونکہ نماز کے ختم ہونے کا موقع دعا کا موقع ہے (ترجمہ ختم)

علامہ احمد بن غنیم نفراوی مالکی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ احمد بن غنیم نفراوی مالکی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الفواکہُ الدوانی'' میں فرماتے ہیں کہ:

وَاخْتُـلِفَ هَلْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ الدُّعَاءِ أَوْ لَا؟ وَعَلَى الرَّفْعِ فَهَلْ يَمْسَحُ وَجْهَهٗ بِهِمَا عَقِبَهٗ أَمْ لَا؟ وَالَّذِىْ فِى التِّرْمِذِيّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، رَضِـيَ الـلّٰـهُ عَـنْـهُ:أَنَّــهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِى الدُّعَاءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ،فَيُفِيْدُ أَنَّـهٗ كَانَ يَرْفَعُهُمَا

[1] ج ۱۷ ص ۱۳۲، كتاب الجامع الأول ،فى رفع اليدين فى الدعاء ،دار الغرب الإسلامى،بيروت.

وَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ...... وَعَدَّ الْأَقْفَهْسِيُّ فِي الْأَوْقَاتِ الْمُسْتَحَبِّ فِيهَا عِنْدَ صِيَاحِ الدِّيكَةِ بِاللَّيْلِ، وَعِنْدَ نُزُولِ الْمَطَرِ، وَعِنْدَ إقَامَةِ الصَّلَاةِ الْمَفْرُوضَةِ وَبَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ، وَإِثْرِ كُلِّ صَلَاةٍ وَخُصُوصًا الصَّلَاةِ الْمَفْرُوضَةِ(الفواكه الدواني على رسالة ابن أبي زيد القيرواني) ۱

ترجمہ: اور دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے یا نہ اٹھانے میں اختلاف ہے، اور اس میں بھی کہ ہاتھ اٹھانے کی صورت میں دعا کے بعد اپنے ہاتھ چہرے پر پھیرے گا یا نہیں؟ اور ترمذی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا میں اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے، تو ان کو اس وقت تک نیچے نہیں کرتے تھے، جب تک ان کو اپنے چہرے پر نہیں پھیر لیتے تھے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہاتھ اٹھائے اور اپنے چہرے پر بھی پھیرے (......اور اس کے بعد آگے چل کر فرماتے ہیں ......) اقفہسی نے دعا کے مستحب اوقات میں رات میں مرغی کے بولنے کا وقت، اور بارش ہونے کا وقت، اور فرض نماز کھڑے ہونے کا وقت، اور اذان و اقامت کے درمیان کا وقت، اور نماز کے بعد کا وقت، خاص طور سے فرض نماز کے بعد کا وقت شمار کیا ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

وَاخْتُلِفَ فِي بَسْطِ الْيَدِ وَلَا بَأْسَ بِهِ لِأَنَّهُ أَمَارَةُ الذُّلِّ وَالسَّكِينَةِ، وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَمْسَحَ وَجْهَهُ بِيَدَيْهِ عَقِبَهُ كَمَا كَانَ يَفْعَلُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ (الفواكه الدواني على رسالة ابن أبي زيد القيرواني) ۲

ترجمہ: اور ہاتھوں کے پھیلانے میں اختلاف ہے، لیکن اس میں کوئی حرج

---

۱ ج۲ ص ۳۳۰، ۳۳۱، باب في السلام والاستئذان والتناجي، الذكر والدعاء عند السفر أو النوم، دار الفكر، بيروت.

۲ ج۲ ص ۳۳۵، باب في السلام والاستئذان والتناجي، دار الفكر، بيروت.

www.idaraghufran.org

نہیں، کیونکہ یہ عاجزی وانکساری کی علامت ہے، اور مستحب ہے کہ اپنے دونوں ہاتھ دعا کے بعد اپنے چہرے پر پھیر لے، جیسا کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

علامہ ابنِ حاج مالکی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ ابنِ حاج مالکی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''المدخل'' میں فرماتے ہیں کہ:

وَالسُّنَّةُ الْمَاضِيَةُ أَنْ لَّا يَتْرُكَ الذِّكْرَ وَالدُّعَآءَ عَقِبَ الصَّلَاةِ وَمِنْ آدَابِ الدُّعَاءِ أَنْ يُّثْنِيَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ بِمَا تَيَسَّرَ لَهٗ وَيُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَدْعُوَ لِنَفْسِهٖ أَوَّلًا وَلِمَنْ حَضَرَهٗ مِنْ إِخْوَانِهِ الْمُسْلِمِيْنَ سِرًّا فِيْ نَفْسِهٖ......وَكَذٰلِكَ يُسْتَحَبُّ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الْمُصَلِّيْنَ أَنْ يَّدْعُوَ لِنَفْسِهٖ وَلِمَنْ حَضَرَهٗ مِنْ إِخْوَانِهِ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ إِمَامٍ وَمَأْمُوْمٍ وَلْيَحْذَرُوْا جَمِيْعًا مِّنَ الْجَهْرِ بِالذِّكْرِ وَالدُّعَآءِ وَبَسْطِ الْأَيْدِيْ عِنْدَهٗ أَعْنِيْ عِنْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ كَانَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْبِدَعِ لِمَا تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ اَللّٰهُمَّ إِلَّا أَنْ يُّرِيْدَ الْإِمَامُ بِذٰلِكَ تَعْلِيْمَ الْمَأْمُوْمِيْنَ بِأَنَّ الدُّعَاءَ مَشْرُوْعٌ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَيَجْهَرُ بِذٰلِكَ وَيَبْسُطُ يَدَيْهِ عَلٰى مَا قَالَهُ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، حَتّٰى إِذَا رَأٰى أَنَّهُمْ قَدْ تَعَلَّمُوْا أَمْسَكَ (المدخل لابن الحاج) [1]

ترجمہ: اور قدیمی سنت یہ ہے کہ نماز کے بعد ذکر اور دعا کو نہ چھوڑے، اور دعا کے آداب میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شایانِ شان حسبِ توفیق ثناء کرے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، اور پہلے اپنے لئے، اور اپنے مسلمان حاضرین بھائیوں کے لئے اپنے طور پر خاموشی کے ساتھ دعا کرے......اور اسی طریقہ سے

---

[1] ج۲ص ۲۸۰، ۲۸۱، التنفل فی المساجد بتوابع الفرائض.

www.idaraghufran.org

تمام نمازیوں کو اپنے لئے اور اپنے مسلمان حاضرین بھائیوں کے لئے مثلاً امام اور مقتدیوں کے لئے اپنے طور پر دعا کرنا مستحب ہے، اور نماز کے بعد سب لوگ اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھا کر جہر کے ساتھ ذکر اور دعا کرنے سے پرہیز کریں، اگر یہ اجتماعی طور پر ہو، تو یہ بدعت ہو جائے گا، جیسا کہ پہلے اس کا ذکر گزرا، مگر یہ کہ امام مقتدیوں کو جہر کر کے تعلیم دینے کا ارادہ کرے، تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ نماز کے بعد شرعاً دعا ثابت ہے، تو وہ اس طور پر جہر کر سکتا ہے، اور اپنے ہاتھ پھیلا سکتا ہے، جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا، یہاں تک کہ جب یہ بات جان لے کہ مقتدیوں کو یہ بات معلوم ہو چکی ہے (کہ نماز کے بعد دعا شرعاً ثابت ہے) تو پھر جہر کرنے سے رک جائے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ مالکیہ کے نزدیک نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا جائز و مستحب ہے، اور بعض کے نزدیک دعا کے اختتام پر چہرہ پر ہاتھ پھیر لینا بھی مستحب ہے۔

علامہ حصکفی حنفی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ حصکفی حنفی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الدرُّ المختار'' میں فرماتے ہیں کہ:

وَيُكْرَهُ تَأْخِيرُ السُّنَّةِ إلَّا بِقَدْرِ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ إلَخْ قَالَ الْحَلْوَانِيُّ: لَا بَأْسَ بِالْفَصْلِ بِالْأَوْرَادِ وَاخْتَارَهُ الْكَمَالُ، قَالَ الْحَلَبِيُّ: إنْ أُرِيدَ بِالْكَرَاهَةِ التَّنْزِيهِيَّةُ ارْتَفَعَ الْخِلَافُ قُلْتُ: وَفِي حِفْظِي حَمْلُهُ عَلَى الْقَلِيلَةِ؛ وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَسْتَغْفِرَ ثَلَاثًا وَيَقْرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ وَالْمُعَوِّذَاتِ وَيُسَبِّحُ وَيَحْمَدُ وَيُكَبِّرُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ؛ وَيُهَلِّلُ تَمَامَ الْمِائَةِ وَيَدْعُوْ وَيَخْتِمُ بِسُبْحَانَ رَبِّكَ (الدر المختار مع شرحه رد المحتار) [۱]

[۱] ج ۱ ص ۵۳۰، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل فی بیان تألیف الصلاۃ الیٰ انتھائھا، دار الفکر، بیروت۔

www.idaraghufran.org

ترجمہ: اور سنت کو (فرض نماز سے) اللھم انت السلام الخ دعا کے بقدر سے زیادہ مؤخر کرنا مکروہ ہے، حلوانی نے فرمایا ہے کہ اوراد کے فصل کرنے میں کوئی حرج نہیں، اور اس کو کمال نے اختیار کیا، حلبی نے فرمایا کہ اگر کراہتِ تنزیہی مراد لی جائے، تو اختلاف ختم ہو جاتا ہے، میں کہتا ہوں کہ میری یادداشت کے مطابق انہوں نے اس کو کم مقدار کے وقفہ پر محمول کیا ہے، اور مستحب ہے کہ (نماز کے بعد) تین مرتبہ استغفار کرے، اور آیۃ الکرسی پڑھے، اور معوذتین پڑھے، اور تینتیس تینتیس مرتبہ تسبیح، تحمید اور تکبیر پڑھے، اور سوویں دفعہ تہلیل پڑھے، اور دعا کرے، اور سبحان ربک پر اختتام کرے (ترجمہ ختم)

علامہ ابنِ نجیم حنفی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ ابنِ نجیم حنفی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''البحر الرائق'' میں فرماتے ہیں کہ:

رَفُعُ الْأَيُدِىُ وَقُتَ الدُّعَآءِ مُسْتَحَبٌّ كَمَا عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ فِىُ سَائِرِ الْبِلَادِ (البحر الرائق، ج ا ص ۱ ۳۴، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ)

ترجمہ: دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا مستحب ہے، جیسا کہ تمام علاقوں میں مسلمانوں کا معمول ہے (ترجمہ ختم)

علامہ حسن بن عمار شرنبلالی حنفی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ حسن بن عمار شرنبلالی حنفی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''مراقی الفلاح'' میں فرماتے ہیں کہ:

وَتُرُفَعُ فِىُ دُعَاءِ الْإِسْتِسُقَاءِ وَنَحُوِهٖ لِأَنَّ رَفُعَ الْيَدِ فِى الدُّعَاءِ سُنَّةٌ وَكَذٰلِكَ عِنُدَ دُعَائِهٖ بَعْدَ فَرَاغِهٖ مِنَ التَّسْبِيحِ وَالتَّحْمِيدِ وَالتَّكْبِيرِ الَّذِىُ سَنَذُكُرُهٗ عَقِبَ الصَّلَوَاتِ كَمَا عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ فِىُ سَائِرِ الْبُلُدَانِ (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص۱۰۷، فصل فی کیفیۃ ترکیب الصلاۃ)

ترجمہ: اور استسقاء وغیرہ کی دعا میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے، اس لئے کہ دعا میں ہاتھ اٹھانا سنت ہے، اور اسی طریقہ سے تسبیح، تحمید اور تکبیر سے فارغ ہونے کے وقت کی دعا میں بھی نماز کے بعد، جیسا کہ تمام علاقوں میں مسلمانوں کا معمول ہے (ترجمہ ختم)

علامہ ابنِ ہمام حنفی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ ابنِ ہمام حنفی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''فتح القدیر'' میں فرماتے ہیں کہ:

وَاعْلَمْ أَنَّ الْمَذْكُوْرَ فِيْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا هٰذَا هُوَ قَوْلُهَا لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُوْلُ، وَذٰلِكَ لَا يَسْتَلْزِمُ سُنِّيَّةَ أَنْ يَّقُوْلَ ذٰلِكَ بِعَيْنِهٖ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ إِذْ لَمْ تَقُلْ إِلَّا حَتّٰى يَقُوْلَ أَوْ إِلٰى أَنْ يَّقُوْلَ، فَيَجُوْزُ كَوْنُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مَرَّةً يَقُوْلُهٗ وَمَرَّةً يَقُوْلُ غَيْرَهٗ مِمَّا ذَكَرْنَا مِنْ قَوْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ إِلَخْ، وَمَا ضُمَّ إِلَيْهِ فِيْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ مِمَّا ذَكَرْنَا مِنْ قَوْلِهٖ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ إِلَخْ، وَمُقْتَضَى الْعِبَارَةِ حِيْنَئِذٍ أَنَّ السُّنَّةَ أَنْ يَّفْصِلَ بِذِكْرِ قَدْرِ ذٰلِكَ وَذٰلِكَ يَكُوْنُ تَقْرِيْبًا، فَقَدْ يَزِيْدُ قَلِيْلًا وَقَدْ يَنْقُصُ قَلِيْلًا، وَقَدْ يُدَرِّجُ وَقَدْ يُرَتِّلُ فَأَمَّا مَا يَكُوْنُ زِيَادَةً غَيْرَ مُقَارِبَةٍ مِثْلَ الْعَدَدِ السَّابِقِ مِنَ التَّسْبِيْحَاتِ وَالتَّحْمِيْدَاتِ وَالتَّكْبِيْرَاتِ فَيَنْبَغِيْ اِسْتِنَانُ تَأْخِيْرِهٖ عَنِ السُّنَّةِ أَلْبَتَّةَ، وَكَذَا آيَةُ الْكُرْسِيِّ (فتح القدير، ج ۱ ص ۴۴۰، ۴۴۱، كتاب الصلاة، باب النوافل، دار الفكر، بيروت)

ترجمہ: یہ بات جان لینی چاہیے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ان کا یہ قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد اتنی (یعنی اللھم انت السلام الخ) مقدار کہنے کے برابر بیٹھتے تھے، اور اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ ہر نماز کے بعد یہی دعا پڑھی جائے، اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ نہیں

فرمایا کہ یہ دعا پڑھتے تھے (بلکہ یہ فرمایا کہ اتنی دعا پڑھنے کی مقدار کے برابر بیٹھتے تھے) پس یہ بات ممکن ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی یہ دعا پڑھتے ہوں، کبھی اس کے علاوہ دعا پڑھتے ہوں، مثلاً ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ'' آخر تک، اور جو اس کے ساتھ بعض روایات میں دوسرے کلمات کا ذکر آیا ہے، مثلاً ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ'' آخر تک، اور اس عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ اس وقت میں سنت یہ ہے کہ (فرض اور سنتوں کے درمیان) اس قدر فاصلہ کیا جائے، اور اس سے تقریبی مقدار مراد ہے، کبھی کچھ کم وبیش بھی ہوسکتی ہے، اور کبھی دیر سے، اور کبھی آہستہ بھی پڑھا جاتا ہے، لیکن جو مقدار قریبی نہ ہو، مثلاً گزشتہ تعداد کے مطابق (تینتیس تینتیس مرتبہ) تسبیحات، تحمیدات اور تکبیرات، تو ان کو بہر حال سنت سے مؤخر کرنا ہی سنت ہے، اور اسی طریقہ سے آیۃ الکرسی کا بھی حکم ہے (کہ اس کو بھی سنتوں سے مؤخر کرنا مناسب ہے) (ترجمہ ختم)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ کا حوالہ

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''مرقاۃ المفاتیح'' میں فرماتے ہیں کہ:

فَإِذَا فَرَغْتُمْ: أَيْ مِنَ الدُّعَاءِ فَامْسَحُوْا: أَيْ: بِأَكُفِّكُمْ (وُجُوْهَكُمْ) فَإِنَّهَا تَنْزِلُ عَلَيْهَا آثَارُ الرَّحْمَةِ فَتَصِلُ بَرَكَتُهَا إِلَيْهَا، قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: رَأَيْتُ ذٰلِكَ فِيْ حَدِيْثٍ وَهُوَ الْإِفَاضَةُ عَلَيْهِ مِمَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى تَفَاؤُلًا بِتَحَقُّقِ الْإِجَابَةِ، وَقَوْلُ ابْنِ عَبْدِ السَّلَامِ: لَا يُسَنُّ مَسْحُ الْوَجْهِ بِهِمَا ضَعِيْفٌ، إِذْ ضَعْفُ حَدِيْثِ الْمَسْحِ لَا يُؤَثِّرُ لِمَا تَقَرَّرَ أَنَّ الضَّعِيْفَ حُجَّةٌ فِي الْفَضَائِلِ اِتِّفَاقًا اهـ (مرقاة المفاتيح) [1]

---

[1] ج۴ص ۱۵۳۲، کتاب الدعوات، دار الفکر، بیروت.

ترجمہ: پھر جب تم دعا سے فارغ ہو جاؤ، تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے چہروں پر پھیر لو، کیونکہ ان پر آثارِ رحمت نازل ہوتے ہیں، پس اس طرح کرنے سے ان کی برکت اپنی طرف مبذول ہو جاتی ہے، ابنِ حجر نے فرمایا کہ میں نے یہ حدیث میں دیکھا ہے، اور وہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی چیز کو پہنچانا ہے نیک فال کے طور پر دعا کی قبولیت کے تحقق کے ساتھ، اور جہاں تک ابنِ عبدالسلام کا قول ہے کہ چہرہ پر دونوں ہاتھوں کا پھیرنا مسنون نہیں ہے، یہ ضعیف ہے، اس لئے کہ چہرہ پر ہاتھ پھیرنے کی حدیث کا ضعف مؤثر نہیں ہے، کیونکہ یہ بات طے ہو چکی ہے کہ ضعیف حدیث فضائل میں بالاتفاق حجت ہے (ترجمہ ختم)

فتاویٰ قاضی خان اور فتاویٰ ہندیہ کا حوالہ

علامہ قاضی خان حنفی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''فتاویٰ قاضیخان'' میں فرماتے ہیں کہ:

رَجُلٌ يَمْسَحُ وَجْهَهُ إِذَا فَرَغَ مِنَ الدُّعَاءِ قَالَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَالصَّحِيْحُ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ لِوُرُوْدِ الْأَثَرِ فِيْهِ (فتاوى قاضى خان، كتاب الحظر و الإباحة و ما يكره أكله و ما لا يكره و ما يتعلق بالضيافة)

ترجمہ: آدمی دعا سے فارغ ہو کر اپنے چہرہ پر ہاتھ پھیر لیتا ہے، تو بعض نے فرمایا کہ یہ کچھ نہیں ہے، اور صحیح بات یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس سلسلہ میں حدیث وارد ہوئی ہے (ترجمہ ختم)

اور فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ:

وَالْأَفْضَلُ فِي الدُّعَاءِ أَنْ يَّبْسُطَ كَفَّيْهِ وَيَكُوْنَ بَيْنَهُمَا فُرْجَةٌ، وَإِنْ قَلَّتْ، وَلَا يَضَعُ إِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى، فَإِنْ كَانَ فِيْ وَقْتِ عُذْرٍ أَوْ بَرْدٍ شَدِيْدٍ فَأَشَارَ بِالْمُسَبِّحَةِ قَامَ مَقَامَ بَسْطِ كَفَّيْهِ، وَالْمُسْتَحَبُّ

أَنْ يَّرْفَعَ يَدَيْهِ عِنْدَ الدُّعَاءِ بِحِذَاءِ صَدْرِهٖ، كَذَا فِي الْقُنْيَةِ.

مَسْحُ الْوَجْهِ بِالْيَدَيْنِ إِذَا فَرَغَ مِنَ الدُّعَاءِ قِيْلَ: لَيْسَ بِشَيْءٍ، وَكَثِيْرٌ مِّنْ مَشَايِخِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِعْتَبَرُوْا ذٰلِكَ وَهُوَ الصَّحِيْحُ وَبِهٖ وَرَدَ الْخَبَرُ، كَذَا فِي الْغِيَاثِيَّةِ (الفتاوى الهندية) [1]

ترجمہ: اور دعا میں افضل یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے، اور ان کے درمیان کچھ خلاء رکھے، اگرچہ تھوڑا ہی ہو، اور ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر نہ رکھے، پس اگر کوئی عذر ہو یا سخت سردی ہو، تو اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے، جو ہاتھ پھیلانے کے قائم مقام ہو جائے گی، اور مستحب یہ ہے کہ دعا کے وقت اپنے دونوں ہاتھ سینے کے سامنے تک اُٹھائے، قنیہ میں اسی طرح ہے۔

جب دعا سے فارغ ہو جائے، تو ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنے کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ کچھ نہیں ہے، اور ہمارے بہت سے مشائخ رحمہم اللہ نے چہرے پر ہاتھ پھیرنے کو معتبر قرار دیا ہے، اور یہی صحیح ہے، اور اس کے بارے میں حدیث وارد ہوئی ہے، غیاثیہ میں اسی طرح ہے (ترجمہ ختم)

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کا حوالہ

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ امداد الفتاویٰ میں شیخ محمد علی بن شیخ حسین مرحوم مفتی مالکیہ، مکہ مکرمہ کے رسالہ ”مسلک السادات الیٰ سبیل الدعوات“ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ:

”پس ان تمام احادیث وعباراتِ مذاہب سے یہ حاصل ہوا کہ تمام نمازوں کے بعد دعا کرنا چاروں مذہبوں میں مسنون ومشروع ہے، اس کا انکار سوا، اس جاہلِ

---

[1] ج۵ص۳۱۸، کتاب الکراهية، الباب الرابع فی الصلاة والتسبيح ورفع الصوت عند قراءة القرآن، دارالفکر، بیروت.

www.idaraghufran.org

مجنون کے کسی نے نہیں کیا جو اپنی ہوائے نفسانی کے راستے میں گمراہ ہوگیا، اور شیطان نے اس کے دل میں وسوسہ ڈال کر اس کو بہکا دیا'' (امداد الفتاویٰ جلد اول، صفحہ ۵۷۱، رسالہ ''استحباب الدعوات عقیب الصلوات'')

علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ اپنی کتاب ''إعلاءُ السنن'' میں فرماتے ہیں کہ:

فَثَبَتَ اَنَّ الدُّعَاءَ مُسْتَحَبٌّ بَعْدَ كُلِّ صَلاةٍ مَكْتُوبَةٍ مُتَّصِلاً بِهَا بِرَفْعِ الْيَدَيْنِ كَمَا هُوَ شَائِعٌ فِيْ دِيَارِنَا وَدِيَارِ الْمُسْلِمِيْنَ قَاطِبَةً (اعلاء السنن) [1]

ترجمہ: پس یہ بات ثابت ہوگئی کہ ہر فرض نماز سے فارغ ہوکر فوراً دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا مستحب ہے، جیسا کہ ہمارے علاقوں اور باقی سب اسلامی ممالک اور علاقوں میں عام طور پر رائج ہے (ترجمہ ختم)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

وَاعْلَمْ اَنَّهُ قَدْ وَقَعَ الْعُرْفُ فِيْ دِيَارِنَا اَنَّ الْاِمَامَ وَالْقَوْمَ يَدْعُوْنَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعِيْ اَيْدِيْهِمْ عَقِيْبَ السَّلَامِ مَعاً فِي الظُّهْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَلَايَنْحَرِفُ الْاِمَامُ فِيْ هٰذِهِ الْاَوْقَاتِ عَنِ الْقِبْلَةِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ وَالْفَجْرِ يَنْحَرِفُ يَمِيْناً وَشِمَالاً وَيَقْرَأُ شَيْئًا مِّنَ الْوِرْدِ جَالِسًا وَكَذَاالْقَوْمُ مَعَهُ ثُمَّ يَدْعُوْنَ، فَاَنْكَرَ بَعْضُ النَّاسِ عَلٰى ذَالِكَ بِوَجْهَيْنِ اَمَّا اَوَّلًا فَلِعَدَمِ اِنْحِرَافِ الْاِمَامِ يَمِيْناً وَشِمَالاً فِي الظُّهْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَدُعَائِهِ مُسْتَدْبِراً لِلْمَأْمُوْمِيْنَ ،وَقَدْ ثَبَتَ اَنَّهُ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَنْحَرِفُ دَائِمًا ،وَاَمَّا ثَانِياً فَلِاَنَّ الدُّعَاءَ بَعْدَ

---

[1] ج ۳ص ۲۰۴، کتاب الصلاة ،باب الانحراف بعد السلام وکیفیته وسنیة الدعاء والذکر بعد الصلاة، ادارۃ القرآن، کراتشی.

www.idaraghufran.org

السَّلَامِ مِنَ الصَّلَاةِ لَمْ يَثْبُتْ عَنْهُ صلى الله عليه وسلم ،بَلْ عَامَّةُ الْأَدْعِيَةِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِالصَّلَاةِ إِنَّمَا فَعَلَهَا فِيْهَا،وَأَمَرَ بِهَا فِيْهَا. وَالْجَوَابُ عَنِ الْاَوَّلِ بِاَنَّهُ قَدْ ثَبَتَ عَنْهُ صلى الله عليه وسلم انَّه دَعَا فِيْ بَعْضِ الْاَحْيَانِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ مُسْتَدْبِرًا لِلْقَوْمِ، كَمَا سَنُبَيِّنُهُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَاسْتَنْبَطَ مِنْهُ الْمُحَقِّقُوْنَ اَنَّ اِسْتِقْبَالَ الْقِبْلَةِ مِنْ آدَابِ الدُّعَاءِ. وَعَنِ الثَّانِي بِأَنَّ الدُّعَاءَ بَعْدَ السَّلَامِ ثَبَتَ عَنْهُ صلى الله عليه وسلم قَوْلًا وَفِعْلًا ،وَاِنْكَارُ ذَالِكَ مُكَابَرَةٌ كَمَا سَيَظْهَرُ لَكَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى (اعلاء السنن) [1]

ترجمہ: اور یہ بات جان لینی چاہیے کہ ہمارے علاقوں میں جو یہ طریقہ رائج ہے کہ امام اور مقتدی قبلہ کی طرف رُخ کر کے اپنے ہاتھوں کو اُٹھا کر سلام کے فوراً بعد ظہر میں، مغرب میں اور عشاء میں دعا کرتے ہیں، اور امام ان اوقات میں قبلہ سے اپنا رُخ نہیں پھیرتا اور عصر اور فجر کے بعد دائیں، بائیں جانب رُخ پھیر لیتا ہے اور کچھ وِرد (وذکر) بیٹھ کر پڑھتا ہے اور اسی طرح مقتدی بھی اس کے ساتھ، پھر وہ دعا کرتے ہیں۔

بعض لوگوں نے اس کا دو وجہ سے انکار کیا ہے۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ امام ظہر، مغرب اور عشاء میں دائیں بائیں جانب اپنا رُخ نہیں پھیرتا اور وہ مقتدیوں کی طرف پُشت کر کے دُعا کرتا ہے دراں حالیکہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ ثابت ہے کہ ہمیشہ دائیں، بائیں رُخ کر لیا کرتے تھے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ نماز کا سلام پھیر کر دُعا کرنا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

---

[1] ج۳ص ۱۹۳ ،کتاب الصلاة ،باب الانحراف بعد السلام و كيفيته وسنية الدعاء والذكر بعد الصلاة، ادارة القرآن، كراتشي.

Idara Ghufran

ثابت نہیں بلکہ عام دعائیں جو نماز سے متعلق ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے اندر ہی فرمائی ہیں اور نماز کے اندر ہی اُن دعاؤں کو کرنے کا حکم دیا ہے۔

ان میں سے پہلی بات کا جواب تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض اوقات میں یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے قبلہ کی طرف رُخ کر کے اور مقتدیوں کی طرف پُشت کر کے دعا فرمائی ہے، جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم ابھی آگے بیان کریں گے؛ اور محققین نے اسی سے استنباط کیا ہے کہ قبلہ کی طرف رُخ کرنا دعا کے آداب میں سے ہے۔

اور دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد دُعا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل دونوں سے ثابت ہے، اور اس کا انکار کرنا ضِد اور ہٹ دھرمی ہے جیسا کہ آپ کے سامنے ان شاء اللہ تعالیٰ ظاہر ہو جائے گا (ترجمہ ختم)

اور ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

وَالْحَاصِلُ اَنَّ مَاجَرىٰ بِهِ الْعُرْفُ فِيْ دِيَارِنَا مِنْ اَنَّ الْاِمَامَ يَدْعُوْ فِيْ دُبُرِ بَعْضِ الصَّلَوَاتِ مُسْتَقْبِلاً لِلْقِبْلَةِ لَيْسَ بِبِدْعَةٍ بَلْ لَهٗ اَصْلٌ فِي السُّنَّةِ وَاِنْ كَانَ الْاَوْلىٰ اَنْ يَّنْحَرِفَ الْاِمَامُ بَعْدَ كُلِّ صَلَاةٍ يَمِيْناً اَوْيَسَارًا لِاَنَّهٗ هُوَ الْمُتَبَادِرُمِنْ حَدِيْثِ سَمُرَةَ وَغَيْرِهٖ وَهُوَ الْاَكْثَرُ مِنْ فِعْلِهٖ (اعلاء السنن) [1]

ترجمہ: خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے علاقے میں جو یہ طریقہ رائج ہے کہ امام دُعا کرتا ہے بعض نمازوں کے بعد قبلے کی طرف رُخ کر کے؛ یہ طریقہ بدعت نہیں ہے بلکہ اس کی سنت میں اصل موجود ہے، اگرچہ بہتر یہی ہے کہ امام ہر نماز کے بعد دائیں یا بائیں جانب رُخ کر لے، اس لیے کہ حضرت سمرۃ وغیرہ کی حدیث سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے اور اس موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر

[1] ج ٣ص ١٩٩، كتاب الصلاة، باب الانحراف بعد السلام و كيفيته وسنية الدعاء والذكر بعد الصلاة، ادارة القرآن، كراتشی.

www.idaraghufran.org

معمول یہی تھا (ترجمہ ختم)

مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ کا حوالہ

حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''الحاصل ان تمام روایات سے یہ بات نہایت صراحت کے ساتھ ثابت ہوگئی کہ فرائض کے بعد دعا مانگنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، اور اس کی مقبولیت کی امید بھی زیادہ ہے'' (کفایت المفتی مکمل ومدلل جلد سوم صفحہ ۳۴۴)

مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ کا حوالہ

حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''فرائض کے بعد ادعیہ واذکار روایاتِ صحیحہ صریحہ کثیرہ سے ثابت ہیں'' (احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ٦٦)

''بہر کیف فرائض کے بعد ذکر ودعا سے متعلق اس قدر روایات ہیں کہ اس کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں'' (ایضاً ص ٦٦)

''دعا بعد الفرائض میں رفعِ یدین بھی ثابت ہے، اگرچہ اس سے متعلق بعض روایات میں ضعف ہے، مگر اولاً فضائل میں عمل بالضعیف بھی جائز ہے، ثانیاً اسے دوسری روایات سے اعتضاد (تقویت) حاصل ہے، ثالثاً مطلق (اور عام) دعا میں رفعِ یدین (اور ہاتھ اٹھانا) احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہیں، اس کلیہ (قاعدہ) میں دعا بعد الفرائض بھی داخل ہے'' (ایضاً ص ٦٦)

اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے بعد دعا کے مسنون ومستحب ہونے کے بے شمار محدثین اور فقہائے کرام بشمول حنفیہ کے قائل ہیں، اور دعا میں ہاتھ اٹھانے کے سنت ومستحب

Idara Ghufran

ہونے کے بھی قائل ہیں، اور دعا کے اختتام پر چہرہ پر ہاتھ پھیرنے کے مستحب یا جائز ہونے کے بھی بہت سے حضرات قائل ہیں۔

البتہ بعض حضرات چہرہ پر ہاتھ پھیرنے کے قائل نہیں، اس سلسلہ میں وارِد ہونے والی روایات کے ضعیف ہونے کی وجہ سے۔

مگر یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ اولاً تو ضعیف حدیث سے اس طرح کا استحباب ثابت ہوجاتا ہے، دوسرے اس سلسلہ میں وارد ہونے والی روایات مختلف سندوں سے مروی ہونے کی وجہ سے باہم قوت حاصل کرلیتی ہیں، اوران سے استحباب پر استدلال درست ہوجاتا ہے، اور ہمارے نزدیک دلائل کے لحاظ سے یہی راجح ہے بشرطیکہ اس کو اپنے درجے پر رکھا جائے اوراس کوفرض وواجب کا درجہ نہ دیا جائے ،اور جو عملی طور پر اس کا اہتمام نہ کرے، اس پر لعن طعن اور نکیر نہ کی جائے۔ [1]

واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

---

[1] رفع اليدين فى الدعاء خارج الصلاة :يرى الحنفية والمالكية والشافعية والحنابلة أن من آداب الدعاء خارج الصلاة رفع اليدين بحذاء صدره،ثم اختلف هؤلاء الفقهاء فى هيئة اليدين عند الدعاء :فذهب الحنفية إلى أنه من الأفضل أن يبسط كفيه ويكون بينهما فرجة .وقالوا :لا يضع إحدى يديه على الأخرى فإن كان فى وقت عذر أو برد شديد فأشار بالمسبحة قام مقام بسط كفيه .ونص الشافعية على أنه يسن رفع يديه فى الدعاء للاتباع، وهو أن يجعل ظهر كفيه إلى السماء إن دعا لرفع بلاء ، وعكسه إن دعا لتحصيل شىء .ونص الحنابلة على أن من آداب الدعاء بسط يديه ورفعهما إلى صدره لحديث مالک بن يسار عن النبى صلى الله عليه وسلم :إذا سألتم الله فاسألوه ببطون أكفكم ولا تسألوه بظهورها، وتكون يداه مضمومتين.ويرى المالكية فى قول أن الداعى لا يرفع يديه عند الدعاء خارج الصلاة.هـ۔ مسح الوجه باليدين بعد الدعاء خارج الصلاة.

اختلف الفقهاء فى مسح الوجه باليدين بعد الانتهاء من الدعاء .فذهب الحنفية فى الصحيح والشافعية والحنابلة والمالكية فى قول إلى أن من يدعو خارج الصلاة يمسح وجهه بيديه عند الفراغ من الدعاء .وقال المالكية فى قول والحنفية فى قول ورد بلفظ "قيل :"إن مسح الوجه باليدين عند الفراغ من الدعاء ليس بشىء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴۵ص ۲۶۶، ۲۶۷،الأحكام المتعلقة باليد،رفع اليدين للدعاء)

www.idaraghufran.org

چند اہلِ حدیث اہلِ علم حضرات کا حوالہ

جمہور اہلُ السنۃ والجماعۃ کے بڑے بڑے محدثین وفقہائے کرام کے ساتھ ساتھ غیر مقلدین کے گروہ سے تعلق رکھنے والے بعض بڑے حضرات سے بھی نماز کے بعد دُعا کا ثبوت ملتا ہے۔

بطورِ نمونہ اُن کی چند عبارات وفتاویٰ ملاحظہ ہوں:

علامہ مبارک پوری صاحب کا حوالہ

علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

قُلْتُ اَلْقَوْلُ الرَّاجِحُ عِنْدِیْ اَنَّ رَفْعَ الْیَدَیْنِ فِی الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلَاۃِ جَائِزٌ، لَوْفَعَلَہٗ اَحَدٌ لَابَأْسَ عَلَیْہِ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی (تحفۃ الاحوذی) [1]

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک راجح بات یہ ہے کہ نماز کے بعد دُعا کرتے ہوئے ہاتھ اُٹھانا جائز ہے، اگر کوئی یہ عمل کرے تو اس میں ان شاء اللہ تعالیٰ کوئی حرج نہیں (ترجمہ ختم)

نواب صدیق حسن خان صاحب کا حوالہ

جناب نواب صدیق حسن صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

وَالْحَاصِلُ اَنَّ رَفْعَ الْیَدَیْنِ فِی الدُّعَاءِ اَیِّ دُعَاءٍ کَانَ وَفِیْ اَیِّ وَقْتٍ کَانَ بَعْدَ الصَّلَاۃِ اَوْغَیْرِھَا اَدَبٌ مِنْ اَحْسَنِ الْاَدَبِ ،دَلَّتْ عَلَیْہِ الْاَحَادِیْثُ عُمُوْماً وَّخُصُوْصاً وَلَایَضُرُّ ھٰذَاالْاَدَبَ عَدَمُ رِوَایَۃِ الرَّفْعِ فِی الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلَاۃِ لِاَنَّہٗ کَانَ مَعْلُوْمٌ بِجَمِیْعِھِمْ فَلَمْ یَعْتَنُوْابِذِکْرِہٖ فِیْ ھٰذَاالْحِیْنِ وَاِنْکَارُالْحَافِظِ ابْنِ الْقَیِّمِ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی رَفْعَ الْیَدَیْنِ فِی الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلَاۃِ وَھْمٌ مِنْہُ قُدِّسَ سِرُّہٗ وَقَدْ حَقَّقْنَا ھٰذِہِ الْمَسْئَلَۃَ

---

[1] ج۲ص۱۷۳، کتاب الصلاۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مایقول اذا سلم، دارالکتب العلمیۃ، بیروت.

فِيْ مُؤَلَّفَاتِنَا تَحْقِيْقًا وَاضِحاً لَاسُتْرَةَ عَلَيْهِ (نزل الابرار صفحه ۳۰۱)

ترجمہ: خلاصہ اور لبِّ لباب یہ ہے کہ دعا خواہ کوئی بھی ہو اور کسی وقت میں ہو، نمازوں کے بعد ہو یا ان کے علاوہ، اس میں ہاتھ اٹھانا بہترین ادب ہے۔ اس مسئلہ پر عام اور خاص احادیث دلالت کرتی ہیں۔ اور نماز کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانے کی روایت میں خاص طور پر اس ادب کا الگ ذکر نہ ہونا مضِر ونقصان دہ نہیں، کیونکہ دعا میں ہاتھ اٹھانے کا مسئلہ تمام صحابہ کے ہاں معروف تھا۔ اس لئے انہوں نے خاص طور پر اس کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ اور امام ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ قدس سرہٗ کا نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کا انکار ان کا وہم ہے اور ہم نے اپنی تصانیف میں اس مسئلہ کی تحقیق وضاحت سے کی ہے، اور کہیں پردہ نہیں رہنے دیا (ترجمہ ختم)

سید نذیر حسین صاحب کا حوالہ

مولانا سید نذیر حسین صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ:

صاحبِ فہم پر مخفی نہ رہے کہ بعد نماز فرائض کے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا جائز و مستحب ہے (فتاویٰ نذیریہ جلد ا صفحہ ۵۶۵)

فتاویٰ ثنائیہ کا حوالہ

فتاویٰ ثنائیہ میں ہے کہ:

خلاصہ یہ کہ تمام فرض (نمازوں) کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل دونوں سے ثابت ہے، اور دوام کی تلاش لغو ہے (فتاویٰ ثنائیہ جلد ا صفحہ ۵۰۵)

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدوں کے بعض بڑے بڑے حضرات بھی نماز کے بعد دعا اور اس دعا میں ہاتھ اٹھانے کو مستحب و درست قرار دیتے ہیں۔

جہاں تک جماعت سے پڑھی گئی نماز کے بعد امام اور مقتدیوں کا ایک وقت میں دعا میں مشغول ہونے کا تعلق ہے اس پر بحث ان شاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گی۔

نماز کے بعد دعا وذکر سے متعلق چند ہدایات وتنبیہات

احادیث وروایات اور فقہاء ومحدثین اور علماء کے اقوال کی روشنی میں نماز کے بعد دعا وذکر کے ثبوت کے بعد اس سلسلہ میں چند اہم ہدایات وتنبیہات ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱)......نماز کا سلام پھیر کر امام کس طرف رُخ کرے؟

حضرت قبیصہ بن ہلب اپنے والد حضرت ہلب سے روایت کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّنَا، فَيَنْصَرِفُ عَلٰى جَانِبَيْهِ جَمِيْعًا: عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَعَلٰى شِمَالِهٖ، وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَأَنَسٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ، حَدِيْثُ هُلْبٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّهٗ يَنْصَرِفُ عَلٰى أَيِّ جَانِبَيْهِ شَاءَ، إِنْ شَاءَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ، وَإِنْ شَاءَ عَنْ يَّسَارِهٖ، وَقَدْ صَحَّ الْأَمْرَانِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُرْوٰى عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ أَنَّهٗ قَالَ: إِنْ كَانَتْ حَاجَتُهٗ عَنْ يَّمِيْنِهٖ أَخَذَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ، وَإِنْ كَانَتْ حَاجَتُهٗ عَنْ يَّسَارِهٖ أَخَذَ عَنْ يَّسَارِهٖ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری امامت فرماتے تھے، پھر (نماز کے بعد دونوں جانب رُخ کر لیتے تھے، اپنی دائیں جانب بھی اور اپنی بائیں جانب بھی (یعنی کبھی دائیں جانب، اور کبھی بائیں جانب)

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) اور اس باب میں حضرت عبداللہ بن مسعود،

---

[1] رقم الحديث ۳۰۱، ابواب الصلاة، باب ما جاء في الانصراف عن يمينه، وعن يساره، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر.

www.idaraghufran.org

حضرت انس، حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی حدیث بھی ہے، اور حضرت ہلب کی حدیث حسن ہے، اور اس پر اہلِ علم کا عمل ہے کہ (امام نماز کے بعد) جس طرف چاہے، پھر جائے، چاہے تو اپنی دائیں جانب، اور چاہے تو اپنی بائیں جانب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں طرف پھرنا ثابت ہے، اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اگر دائیں جانب ضرورت ہو، تو اس طرف رخ کرلے، اور اگر بائیں جانب ضرورت ہو، تو اس طرف رخ کرلے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے بعد امام کو دائیں یا بائیں کسی بھی جانب رخ کرنا جائز ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَحْبَبْنَا أَنْ نَّكُوْنَ عَنْ يَّمِيْنِهِ، يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ (مسلم) [۱]

ترجمہ: جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے، تو ہم یہ پسند کرتے تھے کہ آپ کی دائیں جانب ہوں، تاکہ آپ (نماز کے بعد) ہماری طرف اپنا چہرہ مبارک فرمائیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت سدی سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ أَنَسًا: كَيْفَ أَنْصَرِفُ إِذَا صَلَّيْتُ؟ عَنْ يَّمِيْنِىْ، أَوْ عَنْ يَّسَارِىْ؟ قَالَ: أَمَّا أَنَا فَأَكْثَرُ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَّمِيْنِهِ (مسلم) [۲]

---

[۱] رقم الحديث ۷۰۹ "۶۲" كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب استحباب يمين الإمام، داراحياء التراث العربى، بيروت.

[۲] رقم الحديث ۷۰۸ "۶۰" كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب جواز الانصراف من الصلاة عن اليمين، والشمال، داراحياء التراث العربى، بيروت.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ میں نماز پڑھنے کے بعد کس طرف رخ کروں، اپنی دائیں جانب یا بائیں جانب؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے تو اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی دائیں جانب رخ کرتے ہوئے دیکھا ہے (ترجمہ ختم)

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر و بیشتر نماز کے بعد دائیں طرف رخ فرمالیا کرتے تھے۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلّٰى صَلَاةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ (بخاری) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ کر فارغ ہوتے، تو ہماری (یعنی مقتدیوں کی) طرف رُخ کرلیتے تھے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کر مقتدیوں کی طرف رُخ کرلیا کرتے تھے، ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختصر مسنون دعا کے بعد ایسا کرتے ہوں اور ایسا کرنا مقتدیوں کو کسی چیز کی تعلیم دینے کے لیے ہو۔ [۲]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَمَقْتُ الصَّلَاةَ مَعَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَجَدْتُ قِيَامَهُ فَرَكْعَتَهُ، فَاعْتِدَالَهُ بَعْدَ رُكُوعِهٖ، فَسَجْدَتَهُ، فَجَلْسَتَهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، فَسَجْدَتَهُ، فَجَلْسَتَهُ مَا بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْإِنْصِرَافِ، قَرِيبًا

---

[۱] رقم الحديث ۸۴۵، كتاب الاذان، باب يستقبل الإمام الناس إذا سلم، دارطوق النجاة، بيروت.

[۲] فليس فيه الاستقبال بالدعاء بعد السلام لانه ممكن حمله على ما بعد الدعاء (اعلاء السنن تحت رقم الحديث ۹۲۵ ج۳ ص۱۹۶ بيان ما يقرء اذا فرغ من الصلاة)

Idara Ghufran

مِّنَ السَّوَاءِ (مسلم) [1]

ترجمہ: میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرنے میں غور کیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع، رکوع کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا (قومہ) اعتدال، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا (پہلا) سجدہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا (دوسرا) سجدہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام اور (مقتدیوں کی طرف) رُخ پھیرنے کے درمیان بیٹھنا تقریباً سب (مقدار میں) برابر تھے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں کی طرف رُخ کرنے سے پہلے رکوع اور سجدے کی مقدار کے تقریباً برابر قبلے کی طرف رُخ کر کے بیٹھتے تھے، اور ظاہر ہے کہ اس دوران مختصر دعا وذکر فرماتے تھے، جس کا بعض دیگر روایات میں ذکر ہے۔ [2]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

لَا يَجْعَلَنَّ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ مِنْ نَّفْسِهٖ جُزْءً ا، لَا يَرٰى إِلَّا أَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَّمِيْنِهٖ، أَكْثَرُ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ شِمَالِهٖ (مسلم) [3]

---

[1] رقم الحديث ١٩٣"٤٧١" كتاب الصلاة، باب اعتدال أركان الصلاة وتخفيفها فى تمام، داراحياء التراث العربى، بيروت.

[2] وقال صاحب (التوضيح) : لكن ظاهر حديث البراء بن عازب :(رمقت صلاة لنبى صلى الله عليه وسلم فوجدت قيامه فركعته فاعتداله بعد ركوعه فسجدته فجلسته بين السجدتين فسجدته فجلسته ما بين التسليم والانصراف قريبا من السواء) . رواه مسلم، يعنى :أنه لم يكن يثبت ساعة ما يسلم، بل كان يجلس بعد السلام جلسة قريبة من السجود .وقال الشافعى فى (الأم) : وللمأموم أن ينصرف إذا قضى الإمام السلام قبل قيام الإمام، وإن أخر ذلك حتى ينصرف بعد الإمام أو معه كان ذلك أحب إلى .(عمدة القارى شرح صحيح البخارى،ج٦ ص ١٢٢ كتاب مواقيت الصلاة،باب التسليم)

[3] رقم الحديث ٥٩"٧٠٧" كتاب صلاة المسافرين وقصرها،باب جواز الانصراف من الصلاة عن اليمين، والشمال،داراحياء التراث العربى، بيروت.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: تم میں سے کوئی اپنی طرف سے شیطان کے لئے کوئی حصہ نہ کرے، کہ وہ اس بات کو ہی ضروری سمجھے کہ (نماز کے بعد) دائیں طرف ہی پھرنا ہے، میں نے اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیں طرف پھرتے ہوئے دیکھا ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص نماز کے بعد دائیں جانب رخ کرنے کو لازم اور ضروری خیال نہ کرے، ایسا خیال کرنا گناہ ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی مرتبہ نماز کے بعد بائیں طرف رخ کرنا بھی ثابت ہے، لہٰذا اس کو غلط سمجھنا درست نہیں۔

اور اگر کوئی ضروری نہ سمجھے، تو پھر جائز ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ [1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ وَأَنْتَ تُرِيْدُ حَاجَةً ، فَكَانَتْ حَاجَتُکَ عَنْ يَّمِيْنِکَ ، أَوْ عَنْ يَّسَارِکَ فَخُذْ نَحْوَ حَاجَتِکَ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [2]

---

[1] قَالَ الزَّيْنُ بْنُ الْمُنِيرِ جَمَعَ فِي التَّرْجَمَةِ بَيْنَ الِانْفِتَالِ وَالِانْصِرَافِ لِلْإِشَارَةِ إِلَى أَنَّهُ لَا فَرْقَ فِي الْحُكْمِ بَيْنَ الْمَاكِثِ فِي مُصَلَّاهُ إِذَا انْفَتَلَ لِاسْتِقْبَالِ الْمَأْمُومِينَ وَبَيْنَ الْمُتَوَجِّهِ لِحَاجَتِهِ إِذَا انْصَرَفَ إِلَيْهَا قَوْلُهُ وَكَانَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ إِلَخْ وَصَلَهُ مُسَدَّدٌ فِي مُسْنَدِهِ الْكَبِيرِ مِنْ طَرِيقِ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كَانَ أَنَسٌ فَذَكَرَهُ وَقَالَ فِيهِ وَيَعِيبُ عَلَى مَنْ يَتَوَخَّى ذَلِكَ أَنْ لَا يَنْفَتِلَ إِلَّا عَنْ يَمِينِهِ وَيَقُولُ يَدُورُ كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ وَقَوْلُهُ يَتَوَخَّى بِخَاءٍ مُعْجَمَةٍ مُشَدَّدَةٍ أَيْ يَقْصِدُ وَقَوْلُهُ أَوْ يَعْمِدُ شَكٌّ مِنَ الرَّاوِي قُلْتُ وَظَاهِرُ هَذَا الْأَثَرِ عَنْ أَنَسٍ يُخَالِفُ مَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ طَرِيقِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّدِّيِّ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا كَيْفَ أَنْصَرِفُ إِذَا صَلَّيْتُ عَنْ يَمِينِي أَوْ عَنْ يَسَارِي قَالَ أَمَّا أَنَا فَأَكْثَرُ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ وَيُجْمَعُ بَيْنَهُمَا بِأَنَّ أَنَسًا عَابَ مَنْ يَعْتَقِدُ تَحَتُّمَ ذَلِكَ وَوُجُوبَهُ وَأَمَّا إِذَا اسْتَوَى الْأَمْرَانِ فَجِهَةُ الْيَمِينِ أَوْلَى (فتح الباری، لأبن حجر، ج ۲ ص ۳۳۸، قوله باب الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال)

فإن قلت: روى مسلم عن أنس من طريق إسماعيل بن عبد الرحمن السدى، قال: (سألت أنسا: كيف انصرف إذا صليت؟ أعن يمينى أو عن يسارى؟ قال: أما أنا فأكثر ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينصرف عن يمينه). فهذا ظاهره يخالف أثر أنس المذكور. قلت: لا نسلم ذلك، لأنه لا يدل على منع الانصراف عن الشمال أيضا. غاية ما فى الباب أنه يدل على أن أكثر انصرافه صلى الله عليه وسلم كان عن يمينه، وعيب أنس، رضى الله تعالى عنه، كان على من يتوخى ذلك، أى: يقصد ويتحرى ذلك، فكأنه يرى تحتمه ووجوبه. وأما إذا لم يتوخ ذلك فيستوى فيه الأمران، ولكن جهة اليمين تكون أولى (عمدة القارى، ج۶ ص ۱۴۳، كتاب مواقيت الصلاة، باب الإنفتال والإنصراف عن اليمين والشمال)

[2] رقم الحديث ۳۱۲۸، كتاب الصلاة، فى الرجل إذا سلم ينصرف عن يمينه، أو عن يساره.

ترجمہ: جب نماز پوری ہو چکے، اور آپ کو کوئی ضرورت پیش آئے، اور آپ کی ضرورت دائیں طرف ہو یا بائیں طرف ہو، تو اپنی ضرورت کے مطابق (دائیں یا بائیں جدھر ضرورت ہو) رخ کرلیں (ترجمہ ختم)

ان مختلف قسم کی احادیث وروایات کی روشنی میں کئی جلیل القدر محدثینِ عظام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد کبھی بائیں طرف رُخ فرماتے تھے، اور کبھی دائیں طرف، اور کبھی مقتدیوں کی طرف، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حجرۂ مبارکہ بائیں طرف تھا، جب آپ اپنے حجرۂ مبارکہ میں تشریف لے جانا چاہتے (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثری عادت سنن ونوافل گھر میں ادا فرمانے کی تھی) تو بائیں طرف رُخ کرتے (یعنی مقتدیوں کی طرف اپنا بایاں حصہ اور قبلے کی طرف اپنا دایاں حصہ کرلیتے) اور جب مقتدیوں کو کسی چیز کی تعلیم دینا چاہتے، تو اُن کی طرف رُخ کرلیتے، اور قبلے کی طرف پُشت فرمالیتے، اور جب اس طرح کی کوئی ضرورت نہ ہوتی، تو دائیں طرف رُخ فرماتے (یعنی مقتدیوں کی طرف اپنا دایاں حصہ اور قبلے کی طرف اپنا بایاں حصہ کرلیتے) کیونکہ دائیں کو بائیں پر فضیلت حاصل ہے۔ [1]

---

[1] حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ، قَالَ :أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ ، عَنِ الْحَسَنِ ؛ أَنَّهُ كَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يَنْصَرِفَ الرَّجُلُ مِنْ صَلاَتِهِ عَنْ يَمِينِهِ .(مصنف ابنِ ابی شیبة،رقم الحدیث ۳۱۳۲، فی الرجل إذَا سَلَّمَ ، يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ ، أَوْ عَنْ يَسَارِهِ.)

وفی حديث أنس أكثر ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينصرف عن يمينه وفی رواية كان ينصرف عن يمينه وجه الجمع بينهما أن النبی صلى الله عليه وسلم كان يفعل تارة هذا وتارة هذا فأخبر كل واحد بما اعتقد أنه الأكثر فيما يعلمه فدل على جوازهما ولا كراهة فی واحد منهما وأما الكراهة التی اقتضاها كلام بن مسعود فليست بسبب أصل للإنصراف عن اليمين أو الشمال وإنما هی فی حق من يرى أن ذلک لا بد منه فإن من اعتقد وجوب واحد من الأمرين مخطء ولهذا قال يرى أن حقا عليه فإنما ذم من رآه حقا عليه ومذهبنا أنه لا كراهة فی واحد من الأمرين لكن يستحب أن ينصرف فی جهة حاجته سواء كانت عن يمينه أو شماله فإن استوى الجهتان فی الحاجة وعدمها فاليمين أفضل لعموم الأحاديث المصرحة بفضل اليمين فی باب المكارم ونحوها هذا صواب الكلام فی هذين الحديثين وقد يقال فيهما خلاف الصواب والله أعلم(شرح النووی، ج۵ص ۲۲۰،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکورہ احادیث وروایات کے پیشِ نظر اس سلسلہ میں فقہائے کرام کا بیان کردہ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ امام کو نماز کا سلام پھیرنے کے بعد قبلہ کی طرف رُخ کیے ہوئے ہونے کی حالت میں کوئی مختصر مسنون دعا مثلاً ''اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَام'' آخر تک کرنے میں حرج نہیں، بلکہ بعض کے نزدیک افضل ہے، اور امام کوئی طویل ذکر ودعا میں مصروف رہنا چاہے تو قبلہ کی طرف رخ کر کے بیٹھے رہنا مناسب نہیں، بلکہ دائیں، بائیں یا مقتدیوں کی طرف رخ کر لینا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

كتاب صلاة المسافرين وقصرها،باب جواز الانصراف من الصلاة عن اليمين والشمال)

(كان إذا صلى بالناس أقبل عليهم بوجهه) أى إذا صلى صلاة ففرغ منها أقبل عليهم ولضرورة أنه لا يتحول عن القبلة قبل الفراغ وذلک ليذكرهم ويسألهم ويسألوه(فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۶۷۳۸)

ثم اعلم ان هذا الانصراف يحتمل ان يكون لذهابه صلى الله عليه وسلم الىٰ بيته أو للجلوس للذكر أو لتعليم الصحابة، فالظاهر أنه اذا أراد الذهاب الى بيته كان ينصرف الى يساره؛ لأن حجرة النبى صلى الله عليه وسلم كانت من جهة يساره اذا قام مستقبل القبلة، صرح به الحافظ فى الفتح، واذا أراد الجلوس للذكر ينصرف الى يمينه لفضل اليمين على الشمال؛ ولأن استدبار الامام المأمومين انما هو لحق الامامة، فاذا انقضت الصلاة زال السبب، ولاحاجة الى استدبار القبلة أيضاً فتين الانصراف الى اليمن، واذا أراد تعليم القوم استقبلهم جميعا، وجعل ظهر نحو القبلة، ولايجرى احتمال التعليم فى الوجهين الأولين؛ لأن فيهما الاقبال على البعض دون البعض، وهذا يخالف ماثبت فى حديث الحسن بن على عند الترمذى فى شمائله من عادته صلى الله عليه وسلم انه كان صلى الله عليه وسلم يعطى كل جلسائه نصيبه، حتى لايحسب جليسه ان احدا اكرم عليه منه (اعلاء السنن، ج۳، صفحه ۱۸۵، باب الانحراف بعد السلام وكيفيته وسنية الدعاء والذكر بعد الصلاة، تحت رقم الحديث ۹۰۷)

بقى ماذا تحول للورد بعد الفراغ من التطوع او عقب المكتوبة التى لاراتبة بعدها هل يتحول الىٰ يمينه او يساره؟ وجوابه يظهر لک مما قدمناه سابقا انهٗ صلى الله عليه وسلم كان تارة ينحرف عن يساره وهو محمول عندنا على التحول للتطوع فى البيت وتارة عن يمينه وهو محمول على التحول للجلوس فى مصلاه لقراءة الورد ونحوه فان لليمين فضلاً على اليسار فلينحرف اليه اذا لم يكن الى اليسار حاجة، وتارة كان يستقبل القوم اى ويجعل ظهره نحو القبلة وهو محمول على ارادة تعليم القوم وتذكيره فهذا هو طريق الجمع بين احاديث الباب وهذا التحول يختص بالامام دون القوم فانه لم يثبت مايدل على عمومه اياهم كماثبت عموم التحول للتطوع بحديث معاوية رضى الله عنه (اعلاء السنن، ج۳، ص ۱۹۱ وص ۱۹۲، تحت رقم الحديث ۹۱۴، باب الانحراف بعد السلام وكيفيته وسنية الدعاء والذكر بعد الصلاة)

مناسب ہے، تاکہ نئے آنے والے لوگوں کو امام کے نماز میں مشغول ہونے کا شبہ نہ ہو، البتہ اگر امام کے بالمقابل متصل کوئی مقتدی نماز پڑھ رہا ہو، تو اس کی طرف رخ کرنا مناسب نہیں، اور جب بائیں جانب یا مقتدیوں کی طرف رخ کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہ ہو تو عام حالات میں دائیں طرف رخ کر کے بیٹھنا افضل ہے۔ ۱؎

۱؎ وكـذا يكره له أن يمكث في مكانه بعدما سلم طويلاً .فقد صح عن عائشة رضى الله عنها أن رسول الله عليه السلام كان لا يمكث في مكان صلاته بعدما سلم .مقدار أن يقول :اللهم أنت السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والكرام ، فبعد ذلك ينظر إن كان في صلاة يتنفل بعدها يباشر وينتقل وإن كان في صلاة لا يتنفل بعدها انحرف واستقبل القوم إن لم يخلو من يصلي، فإنه لو حادى من يصلي يكره ذلك .والأصل فيما روى ابن عمر رضى الله عنهما رأى رجلاً يصلي وآخر يواجهه فعلاهما بالدرة .والأولى للقوم أن ينحرفوا عن أمكنتهم، فقد روى أبو هريرة أن النبي عليه السلام قال :أيعجز أحدكم إذا فرغ من صلاته أن يتقدم أو يتأخر والله أعلم(المحيط البرهاني في الفقه النعماني، ج ۱، ص ۳۸۲، كتاب الصلاة)

ويكره أن يمكث في مكانه بعد ما سلم في صلاة بعدها سنة إلا قدر ما يقول اللهم أنت السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والإكرام به ورد الأثر كما في منية المصلي(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج ۲، ص ۳۵، كتاب الصلاة،باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها)

والأدعية كلها بمنزلة أحرف القرآن، من من قرأ منها شيئا فاز بالثواب الموعود .والأولى أن يأتي بهذه الأذكار قبل الرواتب فإنه جاء في بعض الأذكار ما يدل على ذلك نصا كقوله :من قال -قبل أن ينصرف، ويثني رجليه من صلاة المغرب والصبح لا إله إلا الله الخ، وكقول الراوي كان إذا سلم من صلاته يقول بصوته الأعلى :لا إله إلا الله الخ، قال ابن عباس :كنت أعرف انقضاء صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم بالتكبير، وفي بعضها ما يدل ظاهرا كقوله "دبر كل صلاة "، وأما قول عائشة :كان إذا سلم لا يقعد إلا مقدار ما يقول :اللهم أنت السلام فيحتمل وجوها، منها أنه كان لا يقعد بهيئة الصلاة إلا هذا القدر، ولكنه كان يتيامن، أو يتياسر، أو يقبل على القوم بوجهه، فيأتي بالأذكار؛ لئلا يظن الظان أن الأذكار من الصلاة، ومنها أنه كان حينا بعد حين يترك الأذكار غير هذه الكلمات يعلمهم أنها ليست فريضة، وإنما مقتضى كان وجود هذا الفعل كثير لا مرة ولا مرتين ولا المواظبة.والأصل في الرواتب أن يأتي بها في بيته، والسر في ذلك كله أن يطع الفصل بين الفرض والنوافل بما ليس من جنسهما، وأن يكون فصلا معتدا به يدرك ببادء الرأي، وهو قول عمر رضى الله عنه لمن أراد أن يشفع بعد المكتوبة " :اجلس فإنه لم يهلك أهل الكتاب إلا أنه لم يكن بين صلواتهم فصل، فقال النبي صلى الله عليه وسلم أصاب الله بك يا ابن الخطاب "، وقوله صلى الله عليه وسلم " :اجعلوها في بيوتكم "والله أعلم (حجة الله البالغة، ج ۲ ص ۲۲۰،أذكار الصلاة وهيأتها المندوب إليها)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۲)......نماز کے بعد دعا سنت و مستحب عمل ہے

نماز کے بعد مذکورہ تفصیل کے مطابق دعا کرنا سنت اور مستحب درجہ کا عمل ہے، اور یہ سنت ہاتھ اٹھائے بغیر دعا کرنے سے بھی ادا ہو جاتی ہے، مگر ہاتھ اٹھا لینا بہتر اور دعا کے آداب میں سے ہے، پس نماز کے بعد دعا کو صرف مسنون و مستحب عمل کا درجہ دیا جائے، اور اس دعا میں ہاتھ اُٹھانے اور دُعا کے اختتام پر چہرے پر ہاتھ پھیرنے کو دُعا کے آداب میں سے سمجھا جائے؛ اور اس دُعا اور اس میں ہاتھ اُٹھانے کو اپنے عقیدے میں لازم اور ضروری نہ سمجھا جائے اور نہ ہی اس کو اپنے عمل سے ایسا لازم قرار دیا جائے کہ اگر کوئی اتفاقاً یہ دعا نہ کرے تو اسے ملامت کی جائے؛ کیونکہ غیر لازم کو عقیدے یا عمل سے لازم کر لینا گناہ ہے۔

چنانچہ امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

اَلْعُلَمَاءُ يَقُوْلُوْنَ فِيْ مِثْلِ الدُّعَآءِ وَالذِّكْرِ الْوَارِدِ عَلٰى اَثَرِ الصَّلَاةِ: اَنَّـهٗ مُسْتَحَبٌّ لَا سُنَّةٌ وَلَا وَاجِبٌ وَهُوَ دَلِيْلٌ عَلٰى اَمْرَيْنِ .

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

قلت فالايتان بشیء من الاذكار والادعية الماثورة بعد الفرائض متصلا بها هو الراجح في نظرى فانهٗ يفيد فصلا زمانيا بين الفريضة والنافلة كما ان التحول من موضع الفريضة يفيد فصلاً مكانيا والله اعلم (فتح الملهم، ج۲، ص۱۷۸، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته)

فتحصل من ذلک كله أن التحول المستحب عندنا اثنان:

أحدهما التحول للتطوع بعد الفرض اذا كان بعده راتبة، ويستحب لذلک يمين القبلة ويسار المصلى، وهذا يعم الامام والقوم، فيستحب لهم التحول للتطوع جميعا ويستحب أيضا أن يتطوعوا بعد الفرض متصلابه من غير فصل، قال فى نورالايضاح: والقيام الى اداء السنة التى تلى الفرض متصلا بالفرض مسنون اه.

وثانيهما: التحول لقراءة الورد ونحوها بعد الفراغ من التطوع، وعقيب الفرض ان لم يكن بعده نافلة وهذا خاص بالامام. ويجوز لذلک أربع صور ولكن الاولى أن ينحرف الامام عن يمينه ويأتى هو والقوم جميعا بعد ذلک بالأذكار المأثورة، ثم يدعون لأنفسهم رافعى أيديهم، ثم يمسحون بها وجوههم. فهذه أمور عشرة قد ادعى الشرنبلالى من الحنفية استحبابها بعد الفراغ من الصلاة، وسنبين دلائلها ان شاء الله تعالىٰ (اعلاء السنن، ج۳، ص۱۸۶، تحت رقم الحديث ۹۰۷، باب الانحراف بعد السلام وكيفيته وسنية الدعاء والذكر بعد الصلاة)

www.idaraghufran.org

اَحَدِهِمَا اَنَّ هٰذِهِ الْاَدْعِيَةَ لَمْ تَكُنْ مِنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الدَّوَامِ.
اَلثَّانِي اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ يَجْهَرُ بِهَا دَائِمًا وَلَا يُظْهِرُهَا لِلنَّاسِ فِيْ غَيْرِ مَوَاطِنِ التَّعْلِيْمِ (الاعتصام للشاطبی) [1]

ترجمہ: علماء اس قسم کی دعا اور ذکر کے بارے میں جو نماز کے بعد وارِد ہوا ہے، یہ فرماتے ہیں کہ: وہ مستحب ہے، سنتِ (مؤکدہ) اور واجب نہیں ہے؛ اور یہ دو باتوں کی دلیل ہے:

ایک یہ کہ یہ دعائیں نبی علیہ السلام ہمیشہ پابندی کے ساتھ نہیں فرمایا کرتے تھے۔
دوسرے یہ کہ ان دعاؤں میں ہمیشہ جہر نہیں فرماتے تھے، اور لوگوں کے سامنے ان کا اظہار بھی نہیں فرماتے تھے، سوائے تعلیم کے مواقع کے (ترجمہ ختم)

اور ترمذی کی شرح العرف الشذی میں ہے کہ:

وَلْيُعْلَمْ أَنَّ الدُّعَاءَ الْمَعْمُوْلَ فِيْ زَمَانِنَا مِنَ الدُّعَاءِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ رَافِعِيْنَ أَيْدِيَهُمْ عَلَى الْهَيْأَةِ الْكَذَائِيَّةِ لَمْ تَكُنِ الْمُوَاظَبَةُ عَلَيْهِ فِيْ عَهْدِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، نَعَمْ اَلْأَدْعِيَةُ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ ثَابِتَةٌ كَثِيْرًا بِلَا رَفْعِ الْيَدَيْنِ وَبِدُوْنِ الْاِجْتِمَاعِ وَثُبُوْتُهَا مُتَوَاتِرٌ (العرف الشذی شرح سنن الترمذی) [2]

ترجمہ: یہ بات جان لینی چاہئے کہ ہمارے زمانے میں فرض نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر مروَّجہ طریقے پر جو دعا کا معمول ہے، نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے میں اس پر ہمیشگی اور دوام نہیں تھا، البتہ فرض نماز کے بعد بہت سی دعائیں بغیر ہاتھ

---

[1] ج۲ص۲۶۵، الباب الخامس فی احکام البدع الحقیقیة والاضافیة والفرق بینهما، دار ابن الجوزی للنشر والتوزیع، المملکة العربیة السعودیة.

[2] ج۱ص۳۴۶، ابواب الصلاة، باب ما جاء فی کراهیة أن یخص الإمام نفسه بالدعاء، دار التراث العربی -بیروت، لبنان.

www.idaraghufran.org

اُٹھائے اور بغیر اجتماع کے ثابت ہیں، اور ان کا ثبوت تواتر (وکثرت) کے ساتھ ہے (ترجمہ ختم)

اور فیضُ الباری شرح بخاری میں ہے کہ:

بَقِيَ أَنَّ الْمُوَاظَبَةَ عَلٰى أَمْرٍ لَمْ يَثْبُتْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مَرَّةً، أَوْ مَرَّتَيْنِ، كَيْفَ هِيَ؟ فَتِلْكَ هِيَ الشَّاكِلَةُ فِيْ جَمِيْعِ الْمُسْتَحَبَّاتِ، فَإِنَّهَا تَثْبُتُ طَوْرًا فَطَوْرًا، ثُمَّ الْأُمَّةُ تَوَاظَبَ عَلَيْهَا، نَعَمْ نَحْكُمُ بِكَوْنِهَا بِدْعَةً إِذَا أَفْضَى الْأَمْرُ إِلَى النَّكِيْرِ عَلٰى مَنْ تَرَكَهَا

(فيض البارى شرح البخارى، باب الدعاء بعد الصلاة)

ترجمہ: یہ بات باقی رہ گئی کہ جس کام پر ہمیشگی ودوام نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو، سوائے ایک دومرتبہ کے، تو وہ کیسا ہے؟ تو یہ صورتِ حال تمام مستحبات میں ہے، کیونکہ وہ وقتاً فوقتاً ہی ثابت ہیں، پھر امت نے ان پر دوام کے ساتھ عمل کیا ہے (لہٰذا اس کا معمول بدعت نہیں کہا جائے گا) البتہ ہم اس کے بدعت ہونے کا حکم اس وقت لگائیں گے جب معاملہ اس کے چھوڑنے والے کی نکیر تک پہنچ جائے (کیونکہ یہ ضروری سمجھنے اور واجب کا درجہ دینے کی علامت ہے) (ترجمہ ختم)

اور معارفُ السنن میں ہے کہ:

يَظْهَرُ بَعْدَ الْبَحْثِ وَالتَّحْقِيْقِ اَنَّهُ وَاِنْ وَقَعَ ذٰلِكَ اَحْيَانًا عِنْدَ حَاجَاتٍ خَاصَّةٍ لَمْ تَكُنْ سُنَّةً مُّسْتَمِرَّةً لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا لِلصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَاِلَّا لَكَانَ أَنْ يُّنْقَلَ مُتَوَاتِرًا اَلْبَتَّةَ، فَاِنَّ مَايُعْمَلُ بِهٖ عَلٰى رُؤُوْسِ الْاَشْهَادِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ كَيْفَ يُخْمَلُ ذِكْرُهٗ (معارف السنن، ج۳، ص ۱۲۴، باب مايقول اذا سلم)

ترجمہ: بحث اور تحقیق کے بعد یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہ (فرض نماز کے بعد ہاتھ

اُٹھا کر) دعا اگرچہ خاص حاجتوں کے وقت کبھی واقع ہوئی ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ دائمی (اور ہمیشہ کی) سنت نہیں ہے، ورنہ تو یہ لازمی طور پر تواتر کے ساتھ منقول ہوتی، کیونکہ جو عمل علی الاعلان ہر دن میں پانچ مرتبہ کیا جاتا ہے، اس کا ذکر کیونکر نہ ہوتا (ترجمہ ختم)

اور فتاویٰ محمودیہ میں ہے کہ:

نمازِ فرض کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا ثابت ہے، مگر یہ صرف مستحب کے درجے میں ہے، اس کا واجب کے برابر اہتمام والتزام ثابت نہیں ہے۔

جیسا کہ بعض جگہ کیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے بعض علماء نے اس کو بدعت کہا ہے .... نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا شرعاً ثابت ہے، اور مستحب ہے، لیکن اگر اتفاقیہ طور پر کوئی شخص کبھی ترک کردے تو اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے (فتاویٰ محمودیہ مبوب جلد پنجم، صفحہ ۶۷۸، باب الذکر والدعاء بعد الصلوات)

اور حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب زید مجدہم تحریر فرماتے ہیں کہ:

فرائض کے بعد کی مذکورہ دعا کا درجہ تفصیلِ بالا کی روشنی میں بہت سے بہت سنتِ مستحبہ ہے۔ لہٰذا اس دعا کو اس کے اسی درجہ میں رکھتے ہوئے کرنا چاہیے۔

بعض لوگ اس دعا کو فرض وواجب کی طرح ضروری سمجھتے ہیں، اور اسی درجہ میں اس پر عمل کرتے ہیں، سو یہ واجبُ الترک ہے (فقہی رسائل جلد اوّل صفحہ ۱۴۳؛ مطبوعہ: میمن اسلامک پبلشرز، کراچی)

(۳)......سلام پھیرنے کے بعد دعا نماز کے باہر کا عمل ہے

نماز، تکبیرِ تحریمہ سے شروع ہو کر سلام پھیرنے پر ختم ہو جاتی ہے، جو سب عام وخاص کو معلوم ہے۔ اس لیے سلام پھیر کر نماز کے بعد کی دُعا اور ذکر کو نماز کا اندرونی حصہ اور داخلی عمل نہ سمجھا جائے۔

اور اسی وجہ سے اگر کوئی مقتدی کسی وجہ سے اتفاقاً دعا کئے بغیر اٹھ کر چلا جائے، یا سنن ونوافل میں مشغول ہو جائے تو اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔

البتہ اس دعا کو ترک کرنے اور چھوڑ دینے کا معمول اور عادت بنا لینا اچھی بات نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُوْرُ، وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ، وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ (ترمذی) [1]

ترجمہ: نماز کی کنجی پاکی ہے، اور اُس کی تحریم (یعنی حرام کرنے والی چیز) تکبیر ہے، اور اُس کی تحلیل (یعنی حلال کرنے والی چیز) سلام پھیرنا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الْوُضُوْءُ، وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ، وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ (مستدرک حاکم) [2]

---

[1] رقم الحديث ٣، ابواب الطهارة، باب ما جاء أن مفتاح الصلاة الطهور، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبى -مصر.

قال الترمذى: هَذَا الْحَدِيثُ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَحْسَنُ. وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ هُوَ صَدُوقٌ، وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ. وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ، يَقُولُ: كَانَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَالْحُمَيْدِيُّ، يَحْتَجُّونَ بِحَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، قَالَ مُحَمَّدٌ: وَهُوَ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ.

[2] رقم الحديث ٤٥٧، كتاب الطهارة، دار الكتب العلمية، بيروت، واللفظ لهٗ؛ ترمذى، رقم الحديث ٢٣٨، باب ما جاء فى تحريم الصلاة وتحليلها.

قال الحاكم:

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، وَشَوَاهِدُهُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ كَثِيرَةٌ، فَقَدْ رَوَاهُ أَبُو حَنِيفَةَ وَحَمْزَةُ الزَّيَّاتُ، وَأَبُو مَالِكٍ النَّخَعِيُّ وَغَيْرُهُمْ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ وَأَشْهَرُ إِسْنَادٍ فِيهِ حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ، عَنْ عَلِيٍّ، وَالشَّيْخَانِ قَدْ أَعْرَضَا عَنْ حَدِيثِ ابْنِ عَقِيلٍ أَصْلًا.

وقال الذهبى فى التعليق: على شرط مسلم.

وقال الترمذى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ قَالَ وَحَدِيثُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي هَذَا أَجْوَدُ إِسْنَادًا وَأَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ وَقَدْ كَتَبْنَاهُ فِي أَوَّلِ كِتَابِ الْوُضُوءِ.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کی کنجی پاکی ہے، اور اُس کی تحریم (یعنی حرام کرنے والی چیز) تکبیر ہے، اور اُس کی تحلیل (یعنی حلال کرنے والی چیز) سلام پھیرنا ہے (ترجمہ ختم)

ان احادیث میں تحریم سے مراد وہ تکبیر ہے، جس سے نماز شروع کی جاتی ہے، اور اس کو تکبیرِ تحریمہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ تحریم کے معنیٰ حرام کرنے کے آتے ہیں، اور اس تکبیر کے ذریعے سے حلال چیزیں مثلاً کھانا پینا، بات چیت کرنا، چلنا پھرنا وغیرہ حرام ہوجاتا ہے۔ اور تحلیل کے معنیٰ حلال کرنے کے ہیں، اور سلام کے ذریعے سے وہ چیزیں حلال ہوجاتی ہیں، جو تکبیرِ تحریمہ کے ذریعے سے حرام ہوئی تھیں، مثلاً کھانا پینا وغیرہ۔ [1]

حضرت ابوالاحوص سے روایت ہے کہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

إِذَا كُنْتَ خَلْفَ الْإِمَامِ فَلَا تَرْكَعْ حَتّٰى يَرْكَعَ، وَلَا تَسْجُدْ حَتّٰى يَسْجُدَ، وَلَا تَرْفَعْ رَأْسَكَ قَبْلَهُ، فَإِذَا فَرَغَ الْإِمَامُ وَلَمْ يَقُمْ وَلَمْ يَنْحَرِفْ، وَكَانَتْ لَكَ حَاجَةٌ فَاذْهَبْ، وَدَعْهُ، فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ

---

[1] (وتحريمها التكبير) قال المظهر :سمى الدخول فى الصلاة تحريما لأنه يحرم الأكل والشرب وغيرهما على المصلى فلا يجوز الدخول فى الصلاة إلا بالتكبير مقارنا به النية اهـ .وهو شرط عندنا وركن عند الشافعى "ثم المراد بالتكبير المذكور فى الحديث وفى قوله تعالى : (وربك فكبر)و التعظيم وهو أعم من خصوص "الله أكبر "وغيره مما أفاده التعظيم، والثابت ببعض الأخبار اللفظ المخصوص فيجب العمل به حتى يكره لمن يحسنه تركه كما قلنا فى القراءة مع الفاتحة وفى الركوع والسجود مع التعديل كذا فى الكافى .قال ابن الهمام :وهذا يفيد وجوبه ظاهرا وهو مقتضى المواظبة التى لم تقترن بترك فينبغى أن يعول على هذا (وتحليلها التسليم) . التحليل :جعل الشىء المحرم حلالا وسمى التسليم به لتحليل ما كان حراما على المصلى لخروجه عن الصلاة وهو واجب .قال ابن الملك :وإضافة التحريم والتحليل إلى الصلاة لملابسة بينهما وقال بعضهم :) أى سبب كون الصلاة محرمة ما ليس منها التكبير ومحللة التسليم أى :إنها صارت بهما كذلك فهما مصدر إن مضافان إلى الفاعل وقال الطيبى قيل شبه الشروع فى الصلاة بالدخول فى حريم الملك الكريم المحمى عن الأغيار، وجعل فتح باب الحرم بالتطهير على الأدناس، وجعل الالتفات إلى الغير والاشتغال به تحليلا تنبيها على التكميل بعد الكمال (رواه أبو داود، والترمذى) وقال :هذا أصح شىء فى هذا الباب (والدارمى) أى :روى ثلاثتهم عن على وحده(مرقاة المفاتيح ج ا ص،٣٦٣،٣٦۴، كتاب الطهارة، باب مايوجب الوضوء)

www.idaraghufran.org

(مصنف عبد الرزاق) ل

ترجمہ: جب آپ امام کی اقتداء میں ہوں تو آپ اس وقت تک رکوع نہ کریں، جب تک امام رکوع نہ کرے، اور آپ اس وقت تک سجدہ نہ کریں، جب تک امام سجدہ نہ کرے، اور آپ اپنے سَر کو امام سے پہلے نہ اُٹھائیں، پھر جب امام نماز سے فارغ ہو جائے اور کھڑا نہ ہو اور قبلہ سے رُخ بھی نہ پھیرے اور آپ کو کوئی ضرورت ہو تو آپ چلے جائیں اور اسے چھوڑ دیں کیونکہ آپ کی نماز مکمل ہو چکی ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ التَّكْبِيرُ وَانْقِضَاؤُهَا التَّسْلِيمُ، إِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ فَقُمْ إِنْ شِئْتَ (سنن البیهقی) ٢

ترجمہ: نماز کو شروع کرنے والی چیز تکبیر ہے، اور اس کو ختم کرنے والی چیز سلام پھیرنا ہے، جب امام سلام پھیر دے، تو آپ اگر چاہیں تو اُٹھ کھڑے ہوں (ترجمہ ختم)

علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

فِيهِ دَلَالَةٌ عَلٰى جَوَازِ انْصِرَافِ الْمَامُوْمِ وَذِهَابِهٖ اِلٰى حَوَائِجِهٖ بَعْدَ فَرَاغِ الْاِمَامِ عَنِ الصَّلَاةِ اِذَا لَمْ يَقُمْ مِنْ مَجْلِسِهٖ وَلَمْ يَنْحَرِفْ وَجَوَازُ ذَالِكَ اَمْرٌ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ لَمْ نَرَ فِيْ كَلَامِ اَحَدٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ خِلَافَهٗ (اعلاء السنن) ٣

ترجمہ: اس میں اس بات پر دلالت ہے کہ مقتدی کو اپنی ضروریات کے لیے اُٹھ

ل رقم الحديث ٣٢٢٢، كتاب الصلاة، باب مكث الامام بعد مايسلم، المكتب الاسلامی، بيروت؛ المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ٩٣٤٠.

قال الهيثمی:

رواه الطبرانی فی الكبير، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، ج٢ ص ٧٩، باب متابعة الإمام)

٢ رقم الحديث ٢٩٦٤، كتاب الصلاة، باب تحليل الصلاة بالتسليم، دارالكتب العلمية، بيروت.

٣ ج٣ ص ١٩٣، باب الانحراف بعد السلام وكيفيته وسنية الدعاء والذكر بعد الصلاة، ادارة القرآن، كراتشی.

www.idaraghufran.org

کر چلے جانا جائز ہے، جب امام نماز سے فارغ ہو جائے اور اپنی مجلس سے نہ اُٹھے اور نہ ہی اپنا رُخ پھیرے، اور اس بات کے جائز ہونے پر اجماع ہے، میں نے ائمۂ کرام کے کلام میں اس کے خلاف نہیں دیکھا (ترجمہ ختم)

اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَلِلْمَأْمُوْمِ أَنْ يَّنْصَرِفَ إِذَا قَضَى الْإِمَامُ السَّلَامَ قَبْلَ قِيَامِ الْإِمَامِ وَأَنْ يُؤَخِّرَ ذٰلِكَ حَتّٰى يَنْصَرِفَ بَعْدَ انْصِرَافِ الْإِمَامِ، أَوْ مَعَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ لَهُ (كتاب الأم للشافعي) [1]

ترجمہ: اور مقتدی کے لئے یہ بات جائز ہے کہ جب امام سلام پھیر دے تو وہ امام کے کھڑے ہونے سے پہلے اٹھ جائے، اور یہ بھی جائز ہے کہ اٹھنے کو مؤخر کرے، یہاں تک کہ امام کے اٹھنے کے بعد اٹھے یا اس کے ساتھ ساتھ اٹھے، مجھے مقتدی کے لئے یہ بات زیادہ پسند ہے (ترجمہ ختم)

(۴)......جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں، اُن میں مختصر دعا

بہت سے فقہائے کرام کے نزدیک مناسب اور افضل یہ ہے کہ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں (مثلاً ظہر، نمازِ جمعہ، مغرب، عشاء) ان کے بعد مختصر دعا کے بعد سنتوں میں مشغول ہوا جائے۔ اور کوئی لمبی دعا کرنا چاہے تو سنن ونوافل سے فارغ ہو کر جتنی دیر چاہے دُعا کرے۔ البتہ جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں (جیسا کہ فجر وعصر) ان نمازوں کے بعد خوشدلی واخلاص کے ساتھ لمبی دعا وذکر کرنے میں حرج نہیں، جیسا کہ احادیث میں فجر اور عصر کے بعد طویل ذکر وارِد ہے۔

چنانچہ اعلاءُ السنن میں ہے کہ:

---

[1] ج ۱، ص ۱۵۱، باب كلام الإمام وجلوسه بعد السلام، دار المعرفة، بيروت.

وَالْاَحَادِيْثُ الَّتِيْ وَرَدَ فِيْهَا الذِّكْرُ الطَّوِيْلُ دُبَرَ الصَّلاَةِ مَحْمُوْلَةٌ عِنْدَنَا عَلٰى فَرْضٍ لَيْسَ بَعْدَهٗ سُنَّةٌ رَاتِبَةٌ ،وَاِنْ كَانَ بَعْدَهٗ سُنَّةٌ فَبَعْدَ الْفَرَاغِ مِنْهَا. وَبِهٰذَا تَجْتَمِعُ أَحَادِيْثُ الْبَابِ بِأَسْرِهَا. وَوَجْهُ الْفَرْقِ أَنَّ الرَّوَاتِبَ مِنْ تَوَابِعِ الْفَرَائِضِ، فَيَنْبَغِيْ أَدَاؤُهَا مُتَّصِلَةً بِهَا كَمَا هُوَ مُقْتَضَى التَّبْعِيَّةِ ،وَلَمَّا ثَبَتَ مِنَ الْأَمْرِ بِالتَّعْجِيْلِ فِيْ بَعْضِ الرَّوَاتِبِ كَمَا سَيَأْتِيْ فَالتَّطْبِيْقُ (بَيْنَ أَحَادِيْثِ الْبَابِ) بِالْوَجْهِ الَّذِيْ ذَكَرْنَا هُوَ الْأَوْلٰى (اعلاء السنن) [1]

ترجمہ: اور جن احادیث میں نماز کے بعد لمبا ذکر وارد ہوا ہے، وہ ہمارے نزدیک اُن نمازوں پر محمول ہے، جن کے بعد سنتِ مؤکدہ نہیں ہیں اور جس نماز کے بعد سنت ہوں تو سنتوں سے فارغ ہو کر لمبا ذکر کیا جائے اور اس طریقے سے وہ تمام احادیث جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں، جمع ہو جاتی ہیں؛ اور فرق کی وجہ یہ ہے کہ سنتِ مؤکدہ فرائض کے تابع ہیں، لہٰذا اُن کو فرائض کے متصل ہی ادا کرنا مناسب ہے، تابع ہونے کا تقاضا یہی ہے اور جب بعض مؤکدہ سنتوں میں جلدی کا حکم ثابت ہے جیسا کہ عنقریب آتا ہے تو اس باب میں وارِد احادیث کے درمیان تطبیق (جمع کرنا) اُس طریقے پر جو ہم نے ذکر کیا، زیادہ بہتر ہے (ترجمہ ختم)

پس فقہائے کرام کی ایک بڑی جماعت کے نزدیک جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں، ان کے بعد مختصر دعا کے بعد سنتوں کی ادائیگی مناسب ہے، پھر سنتوں سے فراغت کے بعد جو شخص جتنی دیر چاہے ذکر ودعا کرے، اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں، ان کے بعد ہر شخص اپنی حسبِ حیثیت جتنی لمبی چاہے دعا وذکر کرے، اس میں کوئی حرج نہیں۔

مختلف احادیث میں نماز کے بعد طویل اور مختصر دعا وذکر ان ہی دونوں طرح کی نمازوں کے

---

[1] ج ۳ ص ۱۸۸، تحت رقم الحديث ۹۱۰، باب الانحراف بعد السلام وكيفيته وسنية الدعاء والذكر بعدالصلاة، ادارة القرآن، كراتشي.

www.idaraghufran.org

بعد پر محمول ہیں۔ ؎

؎ ويكره أن يمكث في مكانه بعد ما سلم في صلاة بعدها سنة إلا قدر ما يقول اللهم أنت السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والإكرام به ورد الأثر كما في منية المصلى (البحر الرائق شرح كنز الدقائق جلد ۲ ۳۵، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها)

وفى النهاية وذكر الحلوانى أنه لا بأس بأن يقرأ بين الفريضة والسنة الأوراد وفى شرح الشهيد القيام إلى السنة متصلا بالفرض مسنون وفى الشافى كان -عليه الصلاة والسلام- إذا سلم يمكث قدر ما يقول اللهم أنت السلام ومنك السلام وإليك يعود السلام تباركت يا ذا الجلال والإكرام (البحر الرائق شرح كنز الدقائق ج۲ ۵۲، ۵۳، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

ويكره تأخير السنة إلا بقدر اللهم أنت السلام إلخ. قال الحلوانى: لا بأس بالفصل بالأوراد واختاره الكمال. قال الحلبى: إن أريد بالكراهة التنزيهية ارتفع الخلاف قلت: وفى حفظى حمله على القليلة (الدر المختار مع شرحه رد المحتار، ج ۱ ص ۵۳۰، كتاب الصلاة، فصل فى بيان تأليف الصلاة الىٰ انتهائها، فروع قرأ بالفارسية او التوراة او الانجيل)

(قوله إلا بقدر اللهم إلخ) لما رواه مسلم والترمذى عن عائشة قالت كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لا يقعد إلا بمقدار ما يقول: اللهم أنت السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والإكرام وأما ما ورد من الأحاديث فى الأذكار عقيب الصلاة فلا دلالة فيه على الإتيان بها قبل السنة، بل يحمل على الإتيان بها بعدها؛ لأن السنة من لواحق الفريضة وتوابعها ومكملاتها فلم تكن أجنبية عنها، فما يفعل بعدها يطلق عليه أنه عقيب الفريضة.

وقول عائشة بمقدار لا يفيد أنه كان يقول ذلك بعينه، بل كان يقعد بقدر ما يسعه ونحوه من القول تقريباً .... (قوله ارتفع الخلاف) لأنه إذا كانت الزيادة مكروهة تنزيها كانت خلاف الأولى الذى هو معنى لا بأس (قوله وفى حفظى إلخ) توفيق آخر بين القولين المذكورين، وذلك بأن المراد فى قول الحلوانى لا بأس بالفصل بالأوراد: أى القليلة التى بمقدار "اللهم أنت السلام إلخ "لما علمت من أنه ليس المراد خصوص ذلك، بل هو أو ما قاربه فى المقدار بلا زيادة كثيرة فتأمل. وعليه فالكراهة على الزيادة تنزيهية لما علمت من عدم دليل التحريمية فافهم وسيأتى فى باب الوتر والنوافل (رد المحتار ج ۱ ص ۵۳۰، كتاب الصلاة، فصل فى بيان تأليف الصلاة الىٰ انتهائها، فروع قرأ بالفارسية او التوراة او الانجيل)

وتقدم فى الصلاة أن قراءة آية الكرسى والمعوذات والتسبيحات مستحبة وأنه يكره تأخير السنة إلا بقدر اللهم أنت السلام إلخ (ردالمحتار، ج۶ ص ۴۲۳، كتاب الحظر والاباحة، فرع يكره اعطاء سائل المسجد الااذالم يتخط رقاب الناس)

المقدار المذكور من حيث التقريب دون التحديد قديسع كل واحد من نحو هٰذه الاذكار لعدم التفاوت الكثير بينهما وكون التقدير بالتقريب فى التخمين دون التحديد والتحقيق والله اعلم (حلبى كبير، ص ۳۴۲، آخر صفة الصلاة)

ان كان للامام عادة ان يعلمهم او يعظهم فيستحب ان يقبل عليهم بوجهه وان كان لايزيد على

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۵)......نماز کے بعد دعا وذکر آہستہ آواز میں افضل ہے

نماز کے بعد دُعا آہستہ آواز میں کرنا افضل ہے، اس لیے بلند آواز سے دعا کرنے کو زیادہ ثواب اور فضیلت کا باعث نہ سمجھا جائے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الذکر الماثور فهل يقبل عليهم جميعا او ينفتل فيجعل يمينه من قبل المامومين ويساره من قبل القبلة ويدعو؟ الثانی هو الذی جمع به اكثر الشافعية ويحتمل ان قصر زمن ذلک ان يستمر مستقبلا للقبلة من اجل انها اليق بالدعاء ويحمل الاول على مالو طال الذكر والدعاء، والله اعلم (اعلاء السنن جلد ۳، صفحه ۱۹۹، تحت رقم الحديث ۹۳۱، باب الانحراف بعد السلام وكيفيته وسنية الدعاء والذكر بعدالصلاة)

ويحتمل ان قصر زمن ذلک ان يستمر مستقبلا للقبلة من اجل انها اليق بالدعاء وجعل الاولى علىٰ مالو طال الذكر والدعاء اهـ. فهذا الاحتمال الاخير هو الذی اخترته (حاشيه لامع الدراری لشيخ محمد زكريا رحمه الله، ج ۱، ص ۳۴۸)

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"جن نمازوں کے بعد سنتِ مؤکدہ ہے، ان کے بعد مختصر دعا کرنی چاہئے، اور جن کے بعد سنت نہیں ان کے بعد جتنی دعا کرے، اختیار ہے" (کفایت المفتی مدلل مکمل جلد سوم صفحہ ۳۳۶)

فتاویٰ محمودیہ میں ہے کہ:

جس فرض نماز کے بعد سنت نماز بھی ہے، جیسے ظہر، مغرب، عشاء؛ اس کے بعد مختصر دعا کر کے سنت میں مشغول ہوجائے اور جس کے بعد سنت نہیں جیسے فجر وعصر؛ ان کے بعد تسبیحات واذکار متعدد حدیثوں میں وارِد ہیں (فتاویٰ محمودیہ مبوب جلد پنجم صفحہ ۶۸۴)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

حضراتِ فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

کہ جن فرائض کے بعد نوافل ہیں انکے بعد طویل دعا مکروہ ہے اس کی مختلف توجیہات ہوسکتی ہیں۔

(۱) طویل دعا سے مراد ادعیۂ ماثورہ (یعنی احادیث میں وارد دعاؤں) سے زیادہ طویل ہے۔

(۲) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد الفرائض طویل دعا احیاناً (واتفاقاً کسی خاص وجہ سے) فرمائی ہے۔

(۳) احادیثِ مذکورہ میں جتنی ادعیہ کا بیان ہوا وہ سب بیک وقت نہیں پڑھی جاتی تھیں (احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۶۶)

(بہر حال) جن فرائض کے بعد نوافل ہیں ان کے بعد طویل دعا مکروہ ہے خصوصاً اس کی عادت بنا لینے میں زیادہ قباحت ہے (ایضاً)

Idara Ghufran

اور امام، اور مقتدی سب اپنے اپنے طور پر عام حالات میں آہستہ آواز میں ذکر و دعا کریں۔ ل

ل عَنْ مُجَاهِدٍ :أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلاً يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالدُّعَاءِ ، فَرَمَاهُ بِالْحَصَى (مُصنف ابن أبی شیبة، رقم الحدیث ۸۵۴۵، فی رفع الصَّوْتِ بِالدُّعَاء)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ :أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ لاَ تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا ، يَعْنِي فِي رَفْعِ الصَّوْتِ بِالدُّعَاء (مُصنف ابن أبی شیبة، رقم الحدیث ۸۵۴۶، فی رفع الصَّوْتِ بِالدُّعَاء)

عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبَانَ ، عَنْ أَنَسٍ .وَعَنْ رَبِيعٍ ، عَنِ الْحَسَنِ :أَنَّهُمَا كَرِهَا أَنْ يُسْمِعَ الرَّجُلُ جَلِيسَهُ شَيْئًا مِنَ الدُّعَاءِ (مُصنف ابن أبی شیبة، رقم الحدیث ۸۵۴۷، فی رفع الصَّوْتِ بِالدُّعَاء)

عَنِ الْحَسَنِ ، قَالَ :كَانُوا يَجْتَهِدُونَ فِي الدُّعَاءِ ، وَلاَ تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا (مُصنف ابن أبی شیبة، رقم الحدیث ۸۵۴۸، فی رفع الصَّوْتِ بِالدُّعَاء)

عَنْ أَبِي مُوسَى ، قَالَ :كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي سَفَرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَجْهَرُونَ بِالتَّكْبِيرِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِنَّكم لَيْسَ تَدْعُونَ أَصَمَّ ، وَلاَ غَائِبًا إِنَّكُمْ تَدْعُونَ سَمِيعًا قَرِيبًا وَهُوَ مَعَكُمْ (مُصنف ابن أبی شیبة، رقم الحدیث ۸۵۵۰، فی رفع الصَّوْتِ بِالدُّعَاء)

قوله تعالى :(ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَخُفْيَةً) فيه الأمر بالإخفاء للدعاء .قال الحسن فی هذه الآية: علمكم كيف تدعون ربكم، وقال لعبد صالح رضی دعاءه :(إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيّاً)وروى مبارك عن الحسن قال" :كانوا يجتهدون فی الدعاء ولا يسمع إلا همسا "وروى أبو موسى الأشعری قال: كنا عند النبی صلى الله عليه وسلم فسمعهم يرفعون أصواتهم فقال" :يا أيها الناس إنكم لا تدعون أصم ولا غائبا "وروى سعد بن مالك أن النبی صلى الله عليه وسلم قال" :خير الذكر الخفی وخير الرزق ما يكفی "وروى بكر بن خنيس عن ضرار عن أنس :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : "عمل البر كله نصف العبادة والدعاء نصف العبادة "وروى سالم عن أبيه عن عمر قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رفع يديه فی الدعاء لا يردهما حتى يمسح بهما وجهه."

قال أبو بكر :فی هذه الآية وما ذكرنا من الآثار دليل على أن إخفاء الدعاء أفضل من إظهاره ;لأن الخفية هی السر، روى ذلك عن ابن عباس والحسن "وفی ذلك دليل على أن إخفاء آمين "بعد قراءة فاتحة الكتاب فی الصلاة أفضل من إظهاره لأنه دعاء ، والدليل عليه ما روى فی تأويل قوله تعالى (قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمَا)قال :كان موسى يدعو وهارون يؤمن، فسماهما الله داعيين .وقال بعض أهل العلم :إنما كان إخفاء الدعاء أفضل لأنه لا يشوبه رياء (أحكام القرآن للجصاص، ج۴ص۲۰۸،تحت آيت ۵۵ من سورة الأعراف)

قال الله تعالى :(إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيّاً) فمدحه بإخفاء الدعاء ، وفيه الدليل على أن إخفاءه أفضل من الجهر به، ونظيره قوله تعالى :(ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَخُفْيَةً)وروى سعد بن أبی وقاص عن النبی صلى الله عليه وسلم" :خير الذكر الخفی وخير الرزق ما يكفی . "وعن الحسن أنه كان يرى أن يدعو الإمام فی القنوت ويؤمن من خلفه، وكان لا يعجبه رفع الأصوات .وروى أبو موسى الأشعری أن النبی صلى الله عليه وسلم كان فی سفر فرأى قوما قد رفعوا أصواتهم بالدعاء فقال " :إنكم لا تدعون أصما ولا غائبا إن الذی تدعونه أقرب إليكم من حبل الوريد(أحكام القرآن للجصاص، ج۵ص۴۴.۴۵، تحت آيت ۲۶ من سورة مريم) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

پس امام کو چاہیے کہ نماز کے بعد بلند آواز سے دُعا کا معمول نہ بنائے اور مقتدی بھی بلند آواز سے دُعا کرنے پر زور نہ دیں؛ کبھی کبھار اتفاق سے امام مقتدیوں کو دعا سکھانے اور دعا کی تعلیم دینے کی غرض سے یا کسی خاص پیش آمدہ حادثہ کی وجہ سے لوگوں کی توجہ مبذول کرانے اور اُن کو بھی اس دعا کی تلقین کرنے کی غرض سے بلند آواز سے دُعا کرے، تو اس میں بھی حرج نہیں، بشرطیکہ کسی کی نماز وغیرہ میں خلل نہ آئے؛ اور اس کا مقصود بھی مقتدیوں کو دعا کی تعلیم دینا اور تلقین ومتوجہ کرنا ہو، بلند آواز سے دعا کو خود مقصود اور باعثِ ثواب یا لازم نہ سمجھا جائے۔

چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ أَصْحَابُنَا: إِنَّ الذِّكْرَ وَالدُّعَاءَ بَعْدَ الصَّلَاةِ يُسْتَحَبُّ أَنْ يُسَرَّ بِهِمَا إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ إِمَامًا يُرِيْدُ تَعْلِيْمَ النَّاسِ فَيَجْهَرَ لِيَتَعَلَّمُوْا، فَإِذَا تَعَلَّمُوْا وَكَانُوْا عَالِمِيْنَ أَسَرَّهُ (المجموع شرح المهذب) [1]

ترجمہ: ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ نماز کے بعد ذکر اور دعا کا آہستہ آواز میں کرنا مستحب ہے، مگر یہ کہ کوئی امام لوگوں کو تعلیم دینا چاہے، تو ان کی تعلیم کی خاطر جہر کرسکتا ہے، پس جب مقتدی تعلیم حاصل کرلیں، اور وہ جان لیں تو پھر خاموشی سے ذکر ودعا کرے (ترجمہ ختم)

اور علامہ ابنِ حاج رحمہ اللہ اپنی کتاب ''المدخل'' میں فرماتے ہیں کہ:

وَكَذٰلِكَ يُسْتَحَبُّ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الْمُصَلِّيْنَ أَنْ يَّدْعُوَ لِنَفْسِهٖ وَلِمَنْ

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

واستدل بالآية على أن إخفاء الذكر أفضل، ويوافق ذلك ما أخرجه أحمد من قوله صلّى الله عليه وسلّم: خير الذكر الخفي وهى ناعية على جهلة زماننا من المتصوفة ما يفعلونه مما يستقبح شرعا وعقلا وعرفا فإنا لله وإنا إليه راجعون. هذا(روح المعاني، ج۵ص۱۴۵، تحت سورة الاعراف)

والمستحب عندنا فى الدعاء والأذكار الإخفاء إلا إذا تعلق بإعلانه مقصود كالأذان والخطبة وغيرهما والتلبية للإعلام بالشروع فيما هو من أعلام الدين فكان رفع الصوت بها مستحبا قاله فى العناية(حاشية الشرنبلالى على درر الحكام شرح غرر الأحكام، ج۱ص۲۲۲، كتاب الحج، مواقيت الإحرام)

[1] ج۳ص۴۸۷، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، دار الفكر، بيروت.

www.idaraghufran.org

حَضَرَهُ مِنُ إِخُوَانِهِ الْمُسُلِمِيْنَ مِنُ إِمَامٍ وَمَأْمُومٍ وَلْيَحُذَرُوْا جَمِيُعًا مِّنَ الْجَهُرِ بِالذِّكُرِ وَالدُّعَآءِ وَبَسُطِ الْأَيُدِيُ عِنُدَهُ أَعُنِيُ عِنُدَ الْفَرَاغِ مِنَ الصَّلَاةِ إِنُ كَانَ فِيُ جَمَاعَةٍ فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْبِدَعِ لِمَا تَقَدَّمَ ذِكُرُهُ اَللّٰهُمَّ إِلَّا أَنُ يُّرِيُدَ الْإِمَامُ بِذٰلِكَ تَعُلِيُمَ الْمَأْمُوُمِيُنَ بِأَنَّ الدُّعَاءَ مَشُرُوُعٌ بَعُدَ الصَّلَاةِ فَيَجُهَرُ بِذٰلِكَ وَيَبُسُطُ يَدَيُهِ عَلٰى مَا قَالَهُ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ،حَتّٰى إِذَا رَأٰى أَنَّهُمُ قَدُ تَعَلَّمُوُا أَمُسَكَ(المدخل لابن الحاج) [1]

ترجمہ: اوراسی طریقہ سے (نماز کے بعد) تمام نمازیوں کو اپنے لئے اور اپنے مسلمان حاضرین بھائیوں یعنی امام اور مقتدیوں کے لئے اپنے طور پر دعا کرنا مستحب ہے، اور نماز کے بعد سب لوگ اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھا کر جہر کے ساتھ ذکر اور دعا کرنے سے پرہیز کریں، اگر یہ اجتماعی طور پر ہو، تو یہ بدعت ہو جائے گا، جیسا کہ پہلے اس کا ذکر گزرا، مگر یہ کہ امام مقتدیوں کو جہر کر کے تعلیم دینے کا ارادہ کرے، تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ نماز کے بعد دعا شرعاً ثابت ہے، تو وہ اس طور پر جہر کر سکتا ہے، اور اپنے ہاتھ پھیلا سکتا ہے، جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا، یہاں تک کہ امام جب یہ بات جان لے کہ مقتدیوں کو یہ بات معلوم ہو چکی ہے (کہ نماز کے بعد دعا شرعاً ثابت ہے) تو پھر جہر کرنے سے رک جائے

(ترجمہ ختم)

تفسیر معارفُ القرآن میں ہے کہ:

''ہمارے زمانہ کے ائمۂ مساجد کو اللہ تعالیٰ ہدایت فرماویں کہ قرآن وسنت کی اس تلقین (یعنی آہستہ دُعا کرنے کی ہدایت) اور بزرگانِ سلف کی ہدایات کو یکسر چھوڑ بیٹھے،

---

[1] ج۲ص ۲۸۰، ۲۸۱، التنفل فی المساجد بتوابع الفرائض.

www.idaraghufran.org

ہر نماز کے بعد دُعا کی ایک مصنوعی سی کارروائی ہوتی ہے، بُلند آواز سے کچھ کلمات پڑھے جاتے ہیں، جو آدابِ دعا کے خلاف ہونے کے علاوہ ان نمازیوں کی نماز میں بھی خلل انداز ہوتے ہیں جو مسبوق ہونے کی وجہ سے امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی باقی ماندہ نماز پوری کررہے ہیں، غلبۂ رسوم نے اس کی بُرائی اور مفاسد کو ان کی نظروں سے اوجھل کردیا ہے، کسی خاص موقعہ پر خاص دُعا پوری جماعت سے کرانا مقصود ہو، ایسے موقعہ پر ایک آدمی کسی قدر آواز سے دُعا کے الفاظ کہے اور دوسرے آمین کہیں اس کا مضائقہ نہیں، شرط یہ ہے کہ دوسروں کی نماز وعبادت میں خلل کا موجِب نہ بنے اور ایسا کرنے کی عادت نہ ڈالیں کہ عوام یہ سمجھنے لگیں کہ دُعا کرنے کا طریقہ یہی ہے، جیسا کہ آج کل عام طور سے ہورہا ہے‘‘ (معارفُ القرآن عثمانی جلد سوم صفحہ ۵۷۸، سورۃ اعراف در ذیل آیت نمبر ۵۵، ۵۶)

اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

عوام کے حالات کا تجربہ شاہد ہے کہ امام کی نیت اگر درست بھی ہو تب بھی جب اس طرح جہر کے ساتھ دُعاء التزام سے کی جائے تو عوام اسی طریق کو سنت سمجھنے لگتے ہیں، جو ایسا نہ کرے، اُس کو بُرا جانتے ہیں، اس لیے جہراً دُعا کا ترک کرنا ہی اسلم ہے (حاشیہ: احکامِ دعا صفحہ ۳۳)

اور حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

دعا میں اخفا بالاتفاق زیادہ افضل ہے، اور اس صورت میں امیدِ قبول زیادہ ہے (احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۶۶)

پس نماز کے بعد ذکرودعا جو بھی کرنی ہو، اس کا عام حالات میں آہستہ آواز میں کرنا افضل ہے، مگر یہ کہ کسی وقت دوسروں کی تعلیم وتفہیم کے لیے آوازِ بلند کی جائے۔

اور بعض روایات سے جو نماز کے بعد بلند آواز سے دعا وذکر کرنا یا تکبیر وغیرہ کا کہنا معلوم ہوتا

ہے تو وہ تعلیم جیسی ضرورت پر محمول ہے۔ [1]

(۶)......دعا اصل مانگنے کا عمل ہے، نہ کہ پڑھنے کا

دُعا اصل میں اللہ تعالیٰ سے مانگنے اور طلب کرنے کا نام ہے، جس کا اصل تعلق دل کے ساتھ ہے، اور کسی بھی زبان میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی جاسکتی ہے؛ اس لیے خاص قسم کے رَٹے رَٹائے الفاظ کو مقصود نہ سمجھا جائے اور دُعا کے رَٹے رَٹائے بول اور کلمات زبان سے پڑھنے کے بجائے دل کی توجہ اور انابت کے ساتھ دعا کی جائے۔

البتہ مسنون دعا کے کلمات استحضار اور توجہ کے ساتھ پڑھنے کے افضل ہونے میں شبہ نہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تفسیر معارفُ القرآن میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''آج کل عوام جس انداز سے دُعا مانگتے ہیں اول تو اس کو دُعا مانگنا ہی نہیں کہا جاسکتا، بلکہ پڑھنا کہنا چاہئے، کیونکہ اکثریہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ہم جو کلمات

---

[1] وقال ابن حجر :هو بمعنى رواية الصحيحين عنه أيضا أنه قال :إن رفع الصوت بالذكر حين ينصرف الناس من المكتوبة كان على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فأراد بالتكبير فى الأول مطلق الذكر، وحمل الشافعى جهره هذا على أنه كان لأجل تعلم المأمومين لقوله تعالى :(ولا تجهر بصلاتك)الآية، نزلت فى الدعاء كما فى الصحيحين، واستدل البيهقى وغيره لطلب الإسرار بخبر الصحيحين :أنه عليه السلام أمرهم بترك ما كانوا عليه من رفع الصوت بالتهليل والتكبير، وقال : "إنكم لا تدعون أصم ولا غائبا إنه معكم إنه سميع قريب "اهـ.

ويسن الإسرار فى سائر الأذكار أيضا، إلا فى التلبية والقنوت للإمام، وتكبير ليلتى العيد، وعند رؤية الأنعام فى عشر ذى الحجة، وبين كل سورتين من الضحى إلى آخر القرآن، وذكر السوق الوارد وعند صعود الهضبات والنزول من الشرفات(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج۲ص۷۶۰،كتاب الصلاة،باب الذكر بعد الصلاة،الفصل الأول)

استدل به بعض السلف على استحباب رفع الصوت بالتكبير والذكر عقيب المكتوبة، وممن استحبه من المتأخرين :ابن حزم، وقال ابن بطال :أصحاب المذاهب المتبعة وغيرهم متفقون على عدم استحباب رفع الصوت بالتكبير، والذكر، حاشا ابن حزم، وحمل الشافعى هذا الحديث على أنه جهر ليعلمهم صفة الذكر، لا أنه كان دائما .قال :واختار للإمام والمأموم أن يذكر الله بعد الفراغ من الصلاة، ويخفيان ذلك، إلا أن يقصد التعليم فيعلما ثم يسرا(عمدة القارى شرح صحيح البخارى،ج۶ص۱۲۶،كتاب مواقيت الصلاة،باب الذكر بعد الصلاة)

زبان سے بول رہے ہیں اُن کا مطلب کیا ہے؟ جیسا کہ آج کل عام مساجد میں اماموں کا معمول ہوگیا ہے، کہ کچھ عربی زبان کے کلماتِ دُعائیہ اُنہیں یاد ہوتے ہیں، ختمِ نماز پر اُنہیں پڑھ دیتے ہیں، اکثر تو خود ان اماموں کو بھی ان کلمات کا مطلب ومفہوم معلوم نہیں ہوتا اور اگر ان کو معلوم ہو تو کم از کم جاہل مقتدی تو اس سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں، وہ بے سمجھے بوجھے امام کے پڑھے ہوئے کلمات کے پیچھے آمین آمین کہتے ہیں، اس سارے تماشہ کا حاصل چند کلمات کا پڑھنا ہوتا ہے، دُعا مانگنے کی جو حقیقت ہے یہاں پائی ہی نہیں جاتی، یہ دوسری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل ورحمت سے ان بے جان کلمات ہی کو قبول فرما کر قبولیتِ دعا کے آثار پیدا فرما دیں، مگر اپنی طرف سے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ دُعا پڑھی نہیں جاتی بلکہ مانگی جاتی ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ مانگنے کے ڈھنگ سے مانگی جائے'' (معارف القرآن جلد سوم صفحہ ۵۷۷، سورۂ اعراف درذیل آیت نمبر ۵۵، ۵۶)

(۷)......جماعت کے اختتام پر امام ومقتدیوں کا ایک وقت میں دعا کرنا

یہ ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنے کی صورت میں اس دعا کو جماعت کا حصہ اور جماعت کی طرح کا اجتماعی عمل نہ سمجھا جائے اور ایک ساتھ دعا ختم کرنے کو ضروری نہ سمجھا جائے، کیونکہ امام ومقتدی کا تعلق سلام پھیرنے پر ختم ہوجاتا ہے (جیسا کہ پہلے گزرا)

اس لیے امام ومقتدی اس دعا کو اپنا اپنا انفرادی عمل سمجھیں، اور سب اپنے مقاصد، ضروریات وحاجات کی دعا مانگیں اور جماعت سے نماز پڑھنے کی صورت میں ایک ساتھ نماز ختم ہونے کی وجہ سے ایک وقت میں سب کے دُعا کرنے کو ایک ضمنی، تبعی وصوری اجتماع سمجھیں۔

اور امام کے آہستہ دُعا کرنے اور کبھی اس دُعا کو چھوڑ دینے کی صورت میں اُس پر لعن طعن وملامت بھی نہ کریں، کیونکہ دُعا آہستہ آواز میں افضل ہے، افضل عمل پر ملامت کیسی؟ اور نماز

کے بعد دُعا سنتِ غیر مؤکدہ ومستحب عمل ہے اس کے چھوڑنے پر ملامت کرنا، اسے لازم سمجھنے کی نشانی ہے، جو خود ناجائز ہے۔

چنانچہ امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

فَقَدْ حَصَلَ اَنَّ الدُّعَاءَ بِهَيْئَةِ الْاِجْتِمَاعِ دَائِمًا لَمْ يَكُنْ مِنْ فِعلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَمَا لَمْ يَكُنْ قَوْلُهٗ وَلاَ اِقْرَارُهٗ (الاعتصام للشاطبی) [1]

ترجمہ: پس یہ بات ثابت ہوگئی کہ دعا اجتماعی انداز میں ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت نہیں، جیسا کہ آپ کے قول اور تقریر سے ثابت نہیں (ترجمہ ختم)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ایک فتوے کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ:

اور چونکہ یہ افعال دعا وتسبیحات امام ومقتدی سب کے لئے بعد نماز مستحب ہیں، اگر سب ہی اس میں مشغول ہوں گے تو یہ ایک اقتران (اور ایک ساتھ دعا کرنا) اتفاقی ہوگا، نہ کہ اجتماعِ مستقل؛ اس لیے ان افعال کو فی نفسہا مستحب کہا جائے گا، اور اجتماع کو نہ ضروری سمجھا جائے، اور نہ بدعت غیر مشروع کہا جائے؛ اس لیے عامۂ سلف سے اس اجتماع پر نکیر منقول نہیں، اور علامہ شاطبی رحمہ اللہ نے کتابُ الاعتصام میں جو اس کو بدعت فرمایا ہے، اس کا حاصل بھی احقر نے یہی سمجھا ہے کہ اجتماع للدّعا کو مقصودِ اصلی مثل دیگر عبادات کے سمجھنا بدعت ہے، نہ یہ کہ اقترانِ اتفاقی کے طور پر مجتمعاً (ایک ساتھ) دعا کرنے کو بدعت کہا جاتا ہے (امداد المفتین صفحہ ۲۴۲ و ۲۴۳، کتاب الذکر والدعاء والتعویذات)

حضرت مولانا مفتی محمودُ الحسن گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

---

[1] الجزء الاول، صفحہ ۲۴۴، الباب الخامس فی احکام البدع الحقیقیۃ والاضافیۃ والفرق بینھما، داراحیاء التراث العربی، بیروت.

Idara Ghufran

”حدیث میں ہر نماز کے بعدُ دعا کا مقبول ہونا وارِد ہوا ہے ،فرض نماز پڑھی ، ہر ایک چاہتا ہے کہ میری دُعا قبول ہو تو ہر کوئی دُعا کرنے لگتا ہے، یہ غیر اختیاری اجتماع ہوجاتا ہے ،............تو قدرتی طور پر اجتماع ہوگا لیکن حضور صلی ا اللہ علیہ و سلم نے اس کے لئے اہتمام نہیں کرایا“ (ملفوظات فقیہ الامت جلد اوّل صفحہ ۲۰۴، درذیلِ عنوان مایتعلق بالحدیث، مطبوعہ دارُالھدٰی، کراچی)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

”کوکبُ الدری صفحہ ۲۹۱ جلد ۲ میں لکھا ہے کہ جو شخص نماز کے بعدُ دعاء نہ کرے اس کو تعزیر کی جائے، دیکھو نفسِ دعا کا ثبوت ارشادِ باری تعالیٰ ”اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ“ سے ہے، اور ہر نماز کے بعدُ دعاء کے بارے میں حدیث شریف میں ہے: ”بَعْدَ دُبُرِ کُلِّ صَلَاۃٍ دَعْوَۃٌ مُّسْتَجَابَۃٌ“ (کہ ہر نماز کے بعد دعا قبول ہوتی ہے) رہا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا جمع ہو کر دُعا کرنا، سو اس بات کا ثبوت بہت دُشوار ہے، ہاں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں صاحب کو فلاں دُعاء نماز کے بعد پڑھنے کے لئے فرمایا اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعدُ دعا فرمائی، اس طریقہ پر اس کا ثبوت ہے۔ [1]

پھر اجتماع تو نماز کے لئے ہوتا ہے نہ کہ دُعاء کے لئے اور نماز کے بعدُ دعا مقبول ہے، مستحب ہے، جب ہر شخص اس مستحب پر عمل کرے گا تو اجتماعیت خود ہی بن جائے گی، اس کو اجتماعی دُعا کا عنوان دینا ہی صحیح نہیں، اس واسطے کہ اجتماع تو نماز کے لئے ہوا ہے نہ کہ دُعاء کے لئے“ (ملفوظات فقیہ الامت جلد اوّل صفحہ ۲۷۲، ۲۷۳، درذیلِ

---

[1] مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کو اپنے قول سے نماز کے بعد دعا کی ترغیب دی، اور خود بھی فعلاً وعملاً نماز کے بعد دعا فرمائی، اور ظاہر ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر یقیناً عمل کرتے ہوں گے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ امام ہوتے تھے اور صحابۂ کرام جو کہ مقتدی ہوتے تھے، سب کا اپنے اپنے طور پر دعا کرنا ثابت ہوگیا، اور اس طرح یہ اجتماع ایک ضمنی چیز کے طور پر ثابت ہوگا۔ محمد رضوان

عنوان مسائلِ فقہیہ، مطبوعہ دارُالھدیٰ، کراچی)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''ا......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث میں نمازِ فرض کے بعد دعا کی ترغیب دی ہے اوراس کوقبولیتِ دعا کے مواقع میں شمار فرمایا ہے۔

۲......صحیح احادیث میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے اور دعا کے بعد ان کو چہرے پر پھیرنے کو آدابِ دعا میں ذکر فرمایا ہے۔

۳......متعدد احادیث میں فرض نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا کرنا ثابت ہے، یہ تمام امور ایسے ہیں کہ کوئی صاحبِ علم جس کی احادیثِ طیبہ پر نظر ہو، ان سے ناواقف نہیں، اس لئے فقہائے امت نے فرض نمازوں کے بعد دعا کو آداب ومستحبات میں شمار کیا ہے، امام نووی رحمہ اللہ شرح مہذب (ج۳ص ۴۸۸) میں لکھتے ہیں:

''اَلدُّعَاءُ لِلْاِمَامِ وَالْمَأْمُوْمِ وَالْمُنْفَرِدِوَھُوَ مُسْتَحَبٌّ عَقِبَ کُلِّ الصَّلَوٰاتِ بِلَاخِلَافٍ''

''یعنی نمازوں کے بعد دعا کرنا بغیر کسی اختلاف کے مستحب ہے، امام کے لئے بھی، مقتدی کے لئے بھی اور منفرد کے لئے بھی''

علومِ حدیث میں امام نووی رحمہ اللہ کا بلند مرتبہ جس کو معلوم ہے وہ کبھی اس متفق علیہ مستحب کو بدعت کہنے کی جسارت نہیں کرسکتا ہے، اور فرض نماز جب باجماعت ادا کی گئی ہو تو ظاہر ہے کہ اس کے بعد دعا صورۃً اجتماعی ہوگی، لیکن امام اور مقتدی ایک دوسرے کے پابند نہیں، بلکہ اپنی اپنی دعا کررہے ہیں، اس لئے امام کا پکار پکار کر دعا کرنا اور مقتدیوں کا آمین، آمین کہنا صحیح نہیں، ہر شخص کو اپنی اپنی دعا کرنی چاہئے، اور سنن ونوافل کے بعد امام کا مقتدیوں کے انتظار میں بیٹھے رہنا

اور پھر سب کامل کر دعا کرنا یہ بھی صحیح نہیں'' (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد دوم، صفحہ ۲۷۲، ۲۷۳)

اور حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب زید مجدہم فرماتے ہیں کہ:

امام، مقتدی اور منفرد سب کے واسطے فرض نماز کے بعد دعا کا سنت ہونا ثابت ہوتا ہے، اس لیے سب کو دعا کرنی چاہیے، اور جب فرائض کے بعد امام اور مقتدی اس سنت پر عمل کرتے ہوئے دعا کریں گے، تو ضمناً خود بخود اجتماع ہو جائے گا، لیکن یہ اجتماع ایک ضمنی چیز ہے، اور جائز ہے؛ اس کے لیے الگ سے صریح اور مستقل ثبوت کا طالب ہونا اور ثبوت نہ ملنے پر اس کو بدعت قرار دینا درست نہیں

(فقہی رسائل جلد اوّل صفحہ ۱۴۲، مطبوعہ: میمن اسلامک پبلشرز، کراچی)

بعض لوگ اس کا التزام کرتے ہیں کہ امام اور مقتدی سب مل کر ہی دعا کریں، ابتداء بھی ساتھ ہو، اور انتہاء بھی ساتھ ہو...... حالانکہ اوپر لکھا جاچکا ہے کہ اس دعا میں اجتماع اصل مقصود نہیں، بلکہ وہ ایک ضمنی چیز ہے، لہٰذا تابع کو اصل دعا کے درجے سے آگے بڑھانا بھی درست نہیں (فقہی رسائل جلد اوّل صفحہ ۱۴۳؛ مطبوعہ: میمن اسلامک پبلشرز، کراچی)

ہماری گزشتہ تحریر کردہ تفصیل وحوالہ جات سے دو غلطیوں کا ازالہ ہو گیا۔

ایک تو یہ کہ بعض لوگ جو جماعت کی نماز کے بعد دعا کو امام اور مقتدیوں کے لیے حقیقتاً اجتماعی دعا سمجھتے اور اس کو اجتماعی دعا کا عنوان دیتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ بعض لوگ جو ضمنی وصوری اجتماع کو بھی حقیقی اجتماع سمجھنے لگتے ہیں، اور پھر مستقل اس کا ثبوت نہ ملنے پر اس کو بدعت کہتے ہیں، یہ دونوں باتیں افراط اور تفریط اور غلط فہمی پر مبنی ہیں۔

لہٰذا جو لوگ جماعت سے پڑھی گئی نماز کے بعد اجتماعی دعا کے قائل ہیں، اگر ان کی مراد حقیقی اجتماعی دعا ہو تو ہمیں اس سے اتفاق نہیں، کیونکہ احادیث سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔

Idara Ghufran

اور جو حضرات صوری اجتماع کو حقیقی اجتماع قرار دے کر صوری اجتماع کو بھی ناجائز قرار دیتے ہیں، ہمیں ان کے موقف سے بھی اتفاق نہیں، کیونکہ فرض نماز کے بعد دعا کی ترغیب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض نماز کے بعد دعا کرنا، احادیث سے ثابت ہے (جن کا ذکر پیچھے کیا جاچکا)

اور یہ احادیث منفرد، عورت ومرد، اور امام ومقتدی سب کو شامل ہیں، تنہا نماز پڑھنے والے کے لیے ان احادیث میں تخصیص کی کوئی دلیل نہیں۔ لہٰذا جب کوئی جماعت کے بغیر تنہا نماز پڑھے گا تو وہ سلام پھیر کر دعا کرے گا، اور جو جماعت سے نماز پڑھے گا وہ بھی سلام پھیر کر دعا کرے گا، اور جو امامت کرائے گا وہ بھی سلام پھیر کر دعا کرے گا، اور ہر ایک ہی اس سنت پر اپنے اپنے طور پر عمل کرے گا، جماعت سے پڑھی گئی نماز میں کیونکہ امام اور مقتدیوں کے حق میں سلام پھیرتے ہی دعا کا وقت ایک ساتھ شروع ہوجاتا ہے، تو وہ سب اپنی اپنی دعا میں جب مشغول ہوں گے، تو صورتاً اور ظاہراً تو یہ اجتماع ہوگا، لیکن حقیقتاً دعا کے لیے اجتماع نہیں ہوگا، اس لیے اس کو ناجائز وبدعت قرار دینا احادیث وسنت کے حقیقی اور صحیح مفہوم سے بے خبری کی علامت ہوگا۔

البتہ یہ بات ہم ذکر کرہی چکے ہیں کہ اس کو حقیقی اجتماعی دعا سمجھنا غلط ہے۔

اسی طرح سلام پھیرنے کے بعد امام ومقتدی کے تعلق کو جماعت کی طرح برقرار سمجھنا یا اُن کے ایک ساتھ دعا شروع اور ختم کرنے کو ضروری سمجھنا بھی درست نہیں۔ لیکن کیونکہ دعا کی قبولیت کا یہ وقت نماز کا سلام پھیرتے ہی شروع ہوجاتا ہے۔ اسی طرح جن نمازوں کے بعد سنتیں ونفلیں ہیں، ان میں مختصر دعا پر اکتفا کرنے کا حکم ہے، اور مختصر دعا واذکار کی مقدار بھی بعض فقہائے کرام نے "اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ الیٰ آخرہٖ " یا اس کے لگ بھگ بیان فرمائی ہے۔

مختصر دعا کا یہ حکم امام ومقتدی اور تنہا نماز پڑھنے والے سب کے لیے ہے۔

لہٰذا جب امام ومقتدی سب اس حکم پر عمل کریں گے، تو ایک ساتھ دعا شروع کرنے اور دعا

سے فراغت کا یہ عمل بھی ایک ضمنی چیز ہوگا؛ اس کو ناجائز وغلط قرار دینا بھی درست نہ ہوگا۔

جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَلِلْمَأْمُوْمِ أَنْ يَّنْصَرِفَ إِذَا قَضَى الْإِمَامُ السَّلَامَ قَبْلَ قِيَامِ الْإِمَامِ وَأَنْ يُؤَخِّرَ ذٰلِكَ حَتّٰى يَنْصَرِفَ بَعْدَ انْصِرَافِ الْإِمَامِ، أَوْ مَعَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ لَهُ (كتاب الأم للشافعي) [1]

ترجمہ: اور مقتدی کے لئے یہ بات جائز ہے کہ جب امام سلام پھیر دے تو وہ امام کے کھڑے ہونے سے پہلے اٹھ جائے، اور یہ بھی جائز ہے کہ اُٹھنے کو مؤخر کرے، یہاں تک کہ امام کے اُٹھنے کے بعد اٹھے یا اس کے ساتھ ساتھ اٹھے، مجھے مقتدی کے لئے یہ بات زیادہ پسند ہے (ترجمہ ختم)

اور جن نمازوں کے بعد سنن ونوافل نہیں ہیں، ان میں لمبی دعا کرنے بھی حرج نہیں، اس لیے جو شخص جتنی دیر چاہے دعا کرے، امام پہلے فارغ ہو جائے اور مقتدی بعد تک دعا میں مشغول رہیں، یا اس کے برعکس عمل ہو؛ سب بلا کراہت جائز ہے۔ اس مسئلہ اور فرق کو اچھی طرح سمجھ لینے کی ضرورت ہے، تاکہ افراط وتفریط میں مبتلا ہو کر غلطی کا شکار نہ ہوں۔

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض اہلِ حق علماء وفقہاء نے جو نماز کے بعد اجتماعی دعا کا انکار کیا ہے، اس سے یا تو اس اجتماع کو مقصود سمجھ لینے یعنی حقیقی اجتماعی دعا کا انکار ہے یا کسی اور خرابی کی وجہ سے اس کی تردید کرنا مقصود ہے، اور جن حضرات نے نماز کے بعد اجتماعی دعا کا اثبات کیا ہے، اُن کی مراد صورتاً وضمناً اجتماع ہے، نہ کہ حقیقتاً۔ [2]

---

[1] ج ۱، ص ۱۵۱، باب كلام الإمام وجلوسه بعد السلام، دار المعرفة، بيروت.

[2] جیسا کہ حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ نے جماعت کے بعد دعا میں رائج بعض منکرات کے پائے جانے کی وجہ سے یہ تحریر فرمایا ہے کہ:

”اس لئے ائمۂ مساجد پر یہ لازم ہے کہ جہری رسم کو تو بالکلیہ ختم کردیں اور اجتماعاً سری دعا سے متعلق بھی مقتدیوں کو یہ تبلیغ کرتے رہیں کہ یہ طریقہ سنت سے ثابت نہیں، اس لئے اس کا زیادہ اہتمام نہیں کرنا چاہئے،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

(۸)......سنتوں سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں کا مِل کر دعا کرنا

بعض علاقوں کی مساجد میں جماعت سے نماز پڑھنے کے بعد سنتوں سے فارغ ہوکر امام اور مقتدی اجتماعی دعا کرتے ہیں، جس کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں۔

جب سنتیں اور نفل الگ الگ پڑھی جاتی ہیں، ان کے بعد اکٹھے ہوکر دعا مانگنا، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فرمان سے، نہ صحابہ وتابعین، تبعِ تابعین اور ائمۂ دین میں سے کسی کے قول وعمل سے ثابت ہے۔

بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کی اکثر عادتِ شریفہ تو سنن ونوافل گھر میں جاکر ادا کرنے کی تھی۔

پھر کیا سنتیں گھر میں پڑھ کر یہ حضرات دوبارہ دعا کے لیے مسجد میں تشریف لاتے تھے؟ ظاہر ہے کہ اس کا ثبوت نہیں۔

چنانچہ اعلاءُ السنن میں ہے کہ:

وَرَحِمَ اللّٰہُ طَائِفَةً مِّنَ الْمُبْتَدِعَةِ فِیْ بَعْضِ اَقْطَارِ الْھِنْدِ حَیْثُ وَاظَبُوْا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بلکہ ائمہ حضرات کبھی کبھار عملاً بھی اجتماعی دعا میں ناغہ کر دیا کریں تاکہ عوام کے ذہن سے اس طریقہ کی سنّیت کا خیال نکل جائے، مگر عملی اقدام سے قبل بطریقِ ملاطفت اور نرمی سے لوگوں کو مسئلہ کی حقیقت سمجھائیں اور خوب ذہن نشین کرائیں تاکہ انتشار وفتنہ کی صورت پیدا نہ ہو'' (احسن الفتاویٰ ج۳ ص ۶۸)

اس سے بعض لوگ نماز کے بعد دعا کا مطلق انکار سمجھتے ہیں، حالانکہ ہر ایک کے اپنے مشاہدے اور زمان ومکان کے فرق سے افراط وتفریط کے ہونے نہ ہونے اور منکرات کے وجود وعدمِ وجود میں اختلاف ممکن ہے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر جگہ یا ہر زمانے میں یہ مفاسد ومنکرات موجود ہوں۔ اگر حقیقی اجتماعی دعا کا کوئی عقیدہ رکھے یا کسی اور خرابی میں مبتلا ہو تو اس کے ناجائز ہونے میں شبہ نہیں، اور اگر صوری اجتماع کا اہتمام کسی جگہ لوگوں کے اس کو حقیقی اجتماع سمجھنے کا ذریعہ بننے لگے تو کبھی کبھی عملاً اس دعا کو ترک کر دینا چاہیے، تاکہ اس قسم کی خرابیوں سے حفاظت رہے۔

اور حضرت مفتی صاحب موصوف رحمہ اللہ کی مراد بھی یہی ہے؛ باقی منکرات سے بچتے ہوئے دعا کے تو خود حضرت مفتی صاحب موصوف رحمہ اللہ بھی قائل ہیں، جس کا حوالہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

عَـلٰی اَنَّ الْاِمَامَ وَمَنْ مَعَهٗ يَقُوْمُوْنَ بَعْدَ الْمَكْتُوْبَةِ بَعْدَ قِرَاءَ تِهِمْ :اَللّٰهُمَّ اَنْـتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ الخ .ثُـمَّ إِذَا فَـرَغُـوْا مِـنْ فَـعْلِ السُّنَنِ وَالـنَّـوَافِـلِ يَـدْعُـوْ الْاِمَـامُ عَـقْـبَ الْفَاتِحَةِ جَهْراً بِدُعَاءٍ مَـرَّةً ثَانِيَةً ، وَّالْـمُـقْتَدُوْنَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى ذَالِکَ ،وَقَدْ جَرَى الْعَمَلُ مِنْهُمْ بِذَالِکَ عَـلٰى سَبِيْـلِ الْاِلْتِـزَامِ وَالـدَّوَامِ حَتّٰـى اَنَّ بَـعْـضَ الْعَوَامِ اِعْتَقَدُوْا اَنَّ الـدُّعَـاءَ بَعْدَ السُّنَنِ وَالنَّوَافِلِ بِاجْتِمَاعِ الْاِمَامِ وَالْمَأْمُوْمِيْنَ ضَرُوْرِیٌّ وَاجِـبٌ ،حَتّٰـى أَنَّهُـمْ إِذَا وَجَـدُوْا مِـنَ الْاِمَـامِ تَـأْخِيْرًا لِّأَجَلِ اشْتِغَالِـهٖ بِـطَوِيْلِ السُّنَنِ وَالنَّوَافِلِ اِعْتَرَضُوْا عَلَيْهِ قَائِلِيْنَ : اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ لِلدُّعَاءِ ثَـانِيًا وَهُوَ يُطِيْلُ صَلَاتَهٗ ،وَحَتّٰى أَنَّ مُتَوَلِّيَ الْمَسَاجِدِ يُجْبِرُوْنَ الْاِمَامَ الْـمُـوَظَّفَ عَـلٰـى تَرْوِيْجِ هٰذَا الدُّعَاءِ الْمَذْكُوْرِ بَعْدَ السُّنَنِ وَالنَّوَافِلِ عَـلٰـى سَبِيْـلِ الْاِلْتِـزَامِ، وَمَـنْ لَّـمْ يَرْضَ بِذَالِکَ يُعْزِلُوْنَهٗ عَنِ الْاِمَامَةِ وَيُطْعِنُوْنَهٗ ،وَلَا يُصَلُّوْنَ خَلْفَ مَنْ لَّايَصْنَعُ بِمِثْلِ صَنِيْعِهِمْ .

وَأَيْـمُ اللهِ اِنَّ هٰـذَا اَمْـرٌ مُـحْـدَثٌ فِـىْ الـدِّيْـنِ (وَبَعْدَ اَسْطُرٍ) فَفِىْ كُلِّ ذٰلِکَ دَلَالَةٌ عَـلٰـى اَنَّ عَـادَتَهُ الْغَالِبَةَ فِىْ اَدَاءِ السُّنَنِ وَالنَّوَافِلِ كَانَتْ صَلَاتُهَـا فِـى الْبَيْـتِ وَلَـمْ يَثْبُـتْ فِـىْ حَـدِيْـثٍ مَّـا اَنَّهٗ كَانَ يَرْجِعُ اِلَى الْـمَسْـجِـدِ لِاَجْـلِ الـدُّعَـاءِ بَـعْـدَهَـا وَاَيْضًا فَفِىْ ذٰلِکَ مِنَ الْحَرَجِ مَـالَايَـخْفٰى وَاَيْضًا فَقَدْ مَرَّ اَنَّ الْمَنْدُوْبَ يَنْقَلِبُ مَكْرُوْهًا اِذَا رُفِعَ عَنْ رُتْبَتِـهٖ لِاَنَّ التَّيَامُنَ مُسْتَحَبٌّ فِىْ كُلِّ شَىْءٍ مِّنْ اُمُوْرِ الْعِبَادَةِ لٰكِنْ لَمَّا خَشِـىَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنْ يَّعْتَقِدُوْا وُجُوْبَهٗ اَشَارَ اِلٰى كَرَاهَتِهٖ فَكَيْفَ بِمَنْ اَصَرَّ عَلٰى بِدْعَةٍ اَوْ مُنْكَرٍ (اعلاءُ السنن) [1]

---

[1] ج ۳ص ۲۰۵، بـاب الانـحـراف بعد السلام وكيفيته وسنية الدعاء والذكر بعدالصلاة، ادارة القرآن، كراتشى.

Idara Ghufran

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ اہلِ بدعت کی ایک جماعت پر رحم فرمائے جو ہند کے بعض علاقوں میں موجود ہے، انہوں نے اپنی ہمیشہ کی یہ عادت بنالی ہے کہ امام اور اس کے ساتھ مقتدی فرض نماز کے بعد:

"اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ الیٰ آخرہ"

پڑھ کر ٹھہرے رہتے ہیں؛ پھر جب سنتوں اور نفلوں سے فارغ ہوجاتے ہیں تو امام سورہ فاتحہ بلند آواز سے پڑھ کر دوسری مرتبہ دعا کرتا ہے اور مقتدی اُس پر آمین کہتے ہیں اور یہ عمل ان کی طرف سے اسی طریقے سے التزام اور دوام کے طریقے پر جاری ہے، یہاں تک کہ بعض عوام کا عقیدہ یہ ہے کہ سنتوں اور نفلوں کے بعد امام اور مقتدیوں کا مل کر دعا کرنا ضروری اور واجب ہے؛ یہاں تک کہ یہ لوگ اگر امام کی طرف سے سنتوں اور نفلوں میں لمبی مشغولی کی وجہ سے تاخیر کو پاتے ہیں تو اُس پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم دوسری دعا کے منتظر ہیں اور امام صاحب لمبی نماز میں مشغول ہیں اور یہاں تک کہ مسجدوں کے متولی تنخواہ دار امام کو اس سنتوں اور نفلوں کے بعد التزامی طریقے پر مذکورہ دُعا کے رواج پر مجبور کرتے ہیں اور جو اس پر راضی نہیں ہوتا اُسے امامت سے علیٰحدہ کردیتے ہیں اور اس پر طعن وتشنیع بھی کرتے ہیں اور جو اُن کے اس طریقے پر عمل نہیں کرتا، اُس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور اللہ کی قسم یہ چیز دین میں نئی ایجاد (وبدعت) ہے۔

(اور چند سطروں کے بعد ہے) پس ان تمام احادیث میں اس بات پر دلالت موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت اکثر سنتوں اور نفلوں کے گھر میں ادا فرمانے کی تھی، اور کسی حدیث میں بھی یہ بات ثابت نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سنن ونوافل پڑھنے کے بعد دعا کے لئے مسجد کی طرف لوٹ کر آئے ہوں، نیز اس میں (سب لوگوں کو پابند کرنے کی) حرج اور تنگی بھی پائی جاتی ہے، جیسا کہ مخفی

نہیں؛ نیز یہ بات گزر چکی ہے کہ مستحب عمل کو جب اپنے رتبے سے بڑھا دیا جاتا ہے تو وہ مکروہ کا حکم حاصل کر لیتا ہے، جیسا کہ عبادت کے کاموں میں دائیں طرف کا انتخاب مستحب ہے، لیکن جب حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ خوف ہوا کہ لوگ اس کے واجب ہونے کا اعتقاد اختیار کر لیں گے، تو انہوں نے اس عمل کے مکروہ ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔ پس جو شخص بدعت یا منکر پر اصرار کرے (اور زور دے) گا، تو اس کی کیا حالت ہوگی؟ (ترجمہ ختم)

خلاصہ یہ کہ نماز کے بعد سنن ونوافل سے فارغ ہو کر سب لوگوں کا مل کر اجتماعی دعا کا اہتمام کرنا اور پھر اس پر اصرار کرنا اور نہ کرنے والے پر طعن وتشنیع وغیرہ کرنا درست نہیں۔ [1]

اور سنن ونوافل کے بعد کی اس مروّجہ اجتماعی دعا کو باجماعت فرائض کے بعد کی دعا پر قیاس کرنا بھی درست نہیں، کیونکہ فرض نماز جماعت سے پڑھنے اور ایک ساتھ ختم ہونے کے بعد اس کے اختتام پر دعا کے لئے اجتماع ضمنی ہے اور سنن ونوافل ہر شخص الگ الگ پڑھتا ہے۔ اس موقعہ پر ضمنی اجتماع کا بھی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ [2]

---

[1] ثم ان ماراج فی کثیر من بلاد الهند الجنوبية الدعاء بكيفية مخصوصة بعد الرواتب: يستقبل الامام المقتدين ويدعون رافعى أيديهم، ثم ينادى الامام بصوت عال: ”الفاتحة“ فيقرأ هو والمقتديون الفاتحة ثم يصلون على النبى صلى الله عليه وسلم وبعضهم يتفنن فيه فيقول: الى روح النبى الكريم صلى الله عليه وسلم الفاتحة، ويواظبون على هذا طول أعمارهم فى جميع صلواتهم ويلتزمونه التزام واجب وينكرون على امام ومأموم لايفعل ذلک، وربما يفضى بهم الانكار الى خصام شديد وجدال قبيح، بل يؤدى الى قبائح وفظائع من الجهالات الفاحشة، ففى مثل هذه يقال انه بدعة تضمنت بدعات كثيرة، لاأرى لمثل هذا وجهة من السنة فافتتاح الدعاء بالثناء على الله على ماهو أهله، ثم الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم وان كان له أصل فى الشريعة ولكن الاختتام بالفاتحة والنداء للاعلام بقراء تها بصوت رفيع: ”الفاتحة“ ثم هذا الالتزام ثم تشديد النكير على التارک كل ذلک بعيد عن السنة، والله يقول الحق وهو يهدى السبيل (معارف السنن، ج۳، ص۱۲۴، وص۱۲۵، باب مايقول اذا سلم)

[2] مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

”مکتوبہ (فرض نماز) کے بعد متصلاً اجتماع للدعا نہیں، بلکہ اجتماعِ سابق کا بقاء الیٰ ختم الدعاء ہے، اور رواتب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

(۹)......جمعہ وعیدین کی نماز کے بعد دعا

جمعہ کی نماز، ظہر کے فرضوں کی جگہ رکھی گئی ہے، اور جمعہ کی نماز کے بعد بھی سنتیں ہیں، اس لیے جمعہ کی نماز کے بعد دعا کا حکم ظہر کی نماز کے بعد کی طرح ہوگا، اور جمعہ کی نماز کے بعد بھی مختصر دعا پر اکتفاء کر کے سنتوں میں مشغول ہونا مناسب ہوگا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

کے بعد مستقل اجتماع للدعاء ہوگا، اس لئے وہ بدون تصریح شارع یا نقلِ تعامل بالتواتر کے قابلِ عمل نہیں ہوسکتا، بخلاف پہلی صورت کے کہ وہاں اجتماع تو صلاۃِ مکتوبہ کے لئے ہوا تھا، ختمِ مکتوبہ کے بعد مختصر سی دعائے مسنون پر ہر شخص عمل کرے، تو خود بخود اجتماعِ سابق باقی رہ جائے گا، بالقصد اجتماع دعا کے لئے نہ ہوگا، اس لئے وہ باوجود عدمِ نقل بالتواتر کے بھی قابلِ تسامح ہے، بالخصوص جبکہ اس پر تعامل بھی ثابت ہو، کما فی رسالۃ استحباب الدعوات۔ تو اس کو بدعات کی فہرست میں داخل نہیں کیا جاسکتا، بخلاف بعد الرواتب (سنتوں کے بعد) بھیئتِ اجتماعیہ کے کہ نہ اس پر تعامل ثابت ہے اور نہ کسی حدیث واثر سے اس کا ثبوت ہے، تو اس پر اجتماع اور اس اجتماع کا التزام بلاشبہ بدعت کی حد میں آجاتا ہے (امداد المفتیین، کتاب السنۃ والبدعۃ، صفحہ ۲۰۴)

اور اعلاء السنن میں ہے کہ:

وفی ذلک دلالة علی جواز انصراف الماموم وذهابه الیٰ حوائجه بعد فراغ الامام من الصلاة وتسلیمه وفی التزام الدعاء بعد السنن والنوافل تغییر لهذا الجواز، وتضییق علی الامام والقوم بلاوجه، فانهم فی سعة شرعا أن یصلوا النوافل فی المسجد أو فی البیت أو حیث شاؤوا، أو ینصرفوا بعد المکتوبة الی حوائجهم، قال تعالیٰ: فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ .

ولا حجة لهم أیضا فیما ورد من الترغیب العام فی الدعاء بعد کل صلاة فرضا کانت او نافلة، فانه لیس فیه أن یکون هذا الدعاء بالاجتماع والانتظار، ولافیما قاله الشرنبلالی فی نور الایضاح وشرحه بعد قوله: (القیام الی أداء السنة التی تلی الفرض متصلا بالفرض مسنون) مانصه: ویستحب للامام بعد سلامه أن یتحول الی جهة یساره لتطوع بعد الفرض، ویستحب أن یستقبل بعده أی بعد التطوع الناس، ویستغفرون الله ثلاثاً ویقرؤون المعوذات وآیة الکرسی ویسبحون الله ویحمدونه ویکبرونه ثلاثاً وثلاثین، ثم یدعون لأنفسهم وللمسلمین رافعی أیدیهم الخ فانه لادلالة فیه علی قراء ة کل ذلک والدعاء بعدها مجتمعین، وأن یفعل ذلک کله فی المسجد، فان صیغة الجمع لاتستدعی الاجتماع والاصطحاب أصلا، نص علی ذلک الاصولیون فمعنیٰ کلامه أن المسلمین ینبغی لهم قراء ة الأوراد المأثورة بعد المکتوبات بأن یأتی کل احد بها علی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

چنانچہ فتاویٰ رحیمیہ میں ہے کہ:

’’بعد نمازِ جمعہ دعائے ماثور کے ساتھ دیگر دعا شامل کر سکتے ہیں، لیکن مختصر ہونا چاہئے، تطویل کر کے لوگوں کو تنگ کرنا اور سننِ رواتب کی ادائیگی میں تاخیر کرنا مناسب نہیں، کیونکہ بڑے مجمع میں کمزور، بیمار، کام کاج والے ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں، امام کو اس کا لحاظ چاہئے‘‘ (فتاویٰ رحیمیہ کمپیوٹر ایڈیشن، جلد ششم، صفحہ ۸۱)

جہاں تک عیدین کی نماز کے بعد دعا کا تعلق ہے تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عید کی نماز اور اس کے بعد خطبہ پڑھنے کا ذکر ملتا ہے، اور بطورِ خاص عید کی نماز یا خطبہ کے بعد دعا کرنے کی صراحت نہیں ملتی، البتہ خطبہ کے دوران عربی میں دعائیہ کلمات اور مسنون دعاؤں کے پڑھنے کے جائز ہونے میں کلام نہیں۔ [۱]

تاہم ہمارے اکثر اکابر فقہائے کرام نے عید کی نماز کے باجماعت ادا کیے جانے کی وجہ سے اس کو فرض نماز کے ساتھ مشابہت حاصل ہونے کی بناء پر فرض نماز کے بعد والی دعا پر قیاس کرتے ہوئے عید کی نماز کے بعد دُعا کا استحباب اور اس کے بعد پھر دوبارہ خطبے سے فراغت کے بعد دُعا نہ ہونے کا حکم بیان فرمایا ہے، اور اگر کوئی یہ دعا نہ کرے، اس میں بھی حرج نہ ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدة، ويدعو كل أحد بعدها لنفسه وللمسلمين؛ لأن الشرنبلالي نفسه قد نص قبل ذلک علی أن الافضل بالسنن أداؤها فيما هو أبعد من الرياء، وأجمع للخلوص، سواء البيت أو غيره اه (اعلاءُ السنن جلد ۳، صفحه ۲۰۶ و ۲۰۷، باب الانحراف بعد السلام وكيفيته وسنية الدعاء والذكر بعدالصلاة)

فرائض کے بعد سنتوں سے فارغ ہو کر مروّجہ اجتماعی دعا کے ناجائز وبدعت ہونے پر حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ کا ایک رسالہ بنام ’’النفائس المرغوبۃ‘‘ موجود ہے، جس پر ہندوپاک کے بے شمار علمائے کرام ومفتیانِ عظام کی تصدیقات وتائیدات درج ہیں۔

یہ رسالہ اہلِ علم کے لیے بطورِ خاص مفید اور قابلِ مطالعہ ہے۔

[۱] الخطبة مشتملة على الدعاء كما أنها تشتمل على غيره من بيان أحكام العيد (عمدة القارى، ج۶، ص ۲۷۲، كتاب العيدين، باب سنة العيدين لأهل الإسلام)

www.idaraghufran.org

جبکہ بعض حضرات نے استسقاء کی نماز کی طرح خطبہ کے بعد دعا کرنے کی بھی گنجائش بیان فرمائی ہے۔

لیکن ایک تو اکابر فقہاء کی تصریح کے مطابق عید کی نماز کے بعد کی یہ دُعا مستحب ہے، اس کو ضروری نہ سمجھنا چاہیے، اور اگر کوئی نہ کرے تو اس پر بھی ملامت نہیں کرنی چاہیے۔

دوسرے عید کی نماز کے بعد دعا کو مختصر کرنا چاہیے، جیسا کہ اُن فرض نمازوں کے بعد مختصر دُعا پر اکتفاء کرنا چاہیے جن کے بعد سنتیں ہیں، کیونکہ لمبی دعا سے خطبہ میں فصل ہو جاتا ہے جو کہ خلافِ سنت ہے۔

بہرحال اگر کوئی امام عید کی نماز کے بعد مختصر دعا کرے، اور اس کے بعد خطبہ پڑھے اور خطبہ کے بعد پھر دعا نہ کرے، اس کی بھی گنجائش ہے، بلکہ اکثر اکابر فقہاء کے نزدیک مستحب ہے۔ اور اگر کوئی سِرے سے یہ دعا نہ کرے، تو بھی کوئی گناہ نہیں، لہٰذا اس پر بھی ملامت نہیں کرنی چاہیے۔ اور اگر کوئی نماز کے بعد کے بجائے خطبہ کے بعد دعا کرے، تو اس پر بھی نکیر نہیں کرنی چاہئے، کیونکہ بعض حضرات کے نزدیک اس کی بھی گنجائش ہے۔ [1]

(تفصیلی حوالہ جات کے لیے ہماری کتاب ''ماہِ شوال اور عیدُ الفطر کے فضائل واحکام'' ملاحظہ فرمائیں)

(۱۰)......نماز کے بعد پیشانی پر ہاتھ رکھ کر دعا پڑھنا

بعض روایات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز کے بعد اپنے دائیں ہاتھ کو پیشانی پر رکھ کر اس دعا کے پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ غَیْرُهُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اَللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنِّیَ الْهَمَّ وَالْحَزَنَ.

---

[1] جن حضرات نے نماز کے بعد مختصر دعا کو مستحب قرار دیا، انہوں نے اس کو فرض نماز پر قیاس کیا ہے، اور جنہوں نے خطبہ کے بعد گنجائش دی، انہوں نے استسقاء کی نماز وخطبہ پر قیاس کیا، اور بعض نے انکار کیا ہے، انہوں نے صراحتاً ثبوت نہ ہونے کو بنیاد بنایا (ماخوذ از ذُوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام، صفحہ ۱۱۷، ۱۱۸؛ مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی)

ترجمہ: اُس اللہ کے نام سے جس کے سِوا کوئی معبود نہیں، رحمٰن اور رحیم ہے، یا اللہ! مجھ سے رنج اور غم کو دُور فرما دیجیے۔ ۱؂

مگر اس سلسلہ میں مروی کچھ روایات کو بعض حضرات نے شدید ضعیف اور کچھ روایات کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ۲؂

۱؂ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ سَهْلٍ الدِّمْيَاطِيُّ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى وَفَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ مَسَحَ بِيَمِينِهِ عَلَى رَأْسِهِ وَقَالَ :بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، اللَّهُمَّ أَذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحَزَنَ (الدعاء للطبراني، رقم الحديث ۶۵۸، واللفظ لہٗ؛ الكامل في ضعفاء الرجال، ج۷، ص۱۹۹)

حَدَّثَنَا أَبُو مُسْلِمٍ الْكَشِّيُّ، ثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ، ثنا سَلَّامٌ الطَّوِيلُ، عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَضَى صَلَاتَهُ يَعْنِي وَسَلَّمَ مَسَحَ جَبْهَتَهُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى، ثُمَّ يَقُولُ :بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ، اللَّهُمَّ أَذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحَزَنَ (الدعاء للطبراني، رقم الحديث ۶۵۹، واللفظ لہٗ؛ عمل اليوم والليلة لابن السُّنِّي، رقم الحديث ۱۱۲؛ حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، للأصبهاني، ج۲، ص۳۰۱)

۲؂ قال الهيثمي:

رواه الطبراني في الأوسط، والبزار بنحوه بأسانيد، وفيه زيد العمي، وقد وثقه غير واحد، وضعفه الجمهور، وبقية رجال أحد إسنادى الطبراني ثقات، وفي بعضهم خلاف (مجمع الزوائد، ج۱۰، ص۱۱۰، كتاب الأذكار، باب الدعاء في الصلاة وبعدها)

وقال ابن حجر:

قوله :(وروينا في كتاب ابن السني عن أنس رضي الله عنه قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا قضى صلاته .. ..إلى آخره .(أخبرني أبو محمد إسماعيل بن إبراهيم الحاكم رحمه الله، أنا أبو الفتح محمد بن محمد بن إبراهيم، أنا عبد اللطيف بن عبد المنعم، أنا أحمد بن محمد التبان في كتابه، أنا الحسن بن أحمد المقرء، أنا أبو نعيم، ثنا فاروق بن عبد الكبير، ثنا أبو مسلم الكشي، ثنا حفص بن عمر الحوضي (ح) وبالسند الماضي إلى الطبراني في الدعاء، ثنا أبو عمر الحوضي -هو حفص بن عمر- ثنا سلام الطويل، حدثني زيد العمي، عن معاوية بن قرة، عن أنس رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا قضى صلاته -وفي رواية فاروق :إذا سلم من صلاته -مسح جبهته بيده اليمنى وقال) :(بسم الله وفي رواية فاروق وقال) :(سبحان الله الذي لا إله إلا هو الرحمن الرحيم، اللهم أذهب عني الهم والحزن)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور اسی وجہ سے بعض حضرات نماز کے بعد پیشانی پر دایاں ہاتھ رکھ کر اس دعا کے جواز یا استحباب کے قائل ہیں، اور بعض اس کا انکار کرتے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان۔ ۱۷/ شوال المکرّم ۱۴۲۸ھ

اصلاح واضافہ ۲۴/ ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ۔ 21/ نومبر/ 2011ء۔ بروز پیر

دارالافتاء والاصلاح: ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی، پاکستان

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

.قال أبو نعيم :هذا حديث غريب من حديث معاوية بن قرة، تفرد به عنه زيد العمى -وهو زيد بن الحوارى أبو الحوارى -وفيه لين.

قلت :اتفقوا على ضعفه من قبل حفظه، وهو ممن وافقت كنيته اسم أبيه -وهو بفتح المهملة وتخفيف الواو وكسر الراء بعدها ياء كياء النسب -وسكت أبو نعيم عن الراوى عنه، وهو أضعف منه بكثير، وهو بتشديد اللام ويقال له المدائنى كما وقع فى رواية ابن السنى، والحديث ضعيف جداً بسببه.

أخرجه ابن السنى عن سلم بن معاذ عن حماد بن الحسن عن أبى عمر الحوضى.

فوقع لنا عالياً بدرجتين.

ووقع لنا من وجه آخر عن أنس .وبه إلى الطبرانى ثنا بكر بن سهل الدمياطى، ثنا عبد الله بن صالح، ثنا كثير بن سليم، عن أنس بن مالك رضى الله عنه قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا قضى صلاته مسح بيمينه على رأسه وقال) :(سبحان الذى لا إله غيره، اللهم أذهب عنى الهم والحزن. أخرجه ابن عدى فى ترجمة كثير بن سليم من رواية جبارة بن مغلس، عن كثير .فوقع لنا عالياً.

ونقل تضعيف كثير عن كثير حتى يكاد يكون مثل سلام فى الضعف أو أشد (نتائج الأفكار فى تخريج أحاديث الأذكار، لابن حجر العسقلانى، ص ۳۰۰، تا ۳۰۲)

حدثنا أسلم قال ثنا عمار بن خالد عن محمد بن يزيد عن عنبسة بن عبدالواحد الواسطى عن عمرو بن قيس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا انصرف من صلاته مسح جبهته بيده اليمنى وقال بسم الله الذى لا إله إلا هو عالم الغيب والشهادة الرحمن الرحيم اللهم أذهب عنى الهم والحزن (تاريخ واسط، ج ۱، ص ۱۳۱، لأسلم بن سهل الرزار الواسطى)

ضعيف .أخرجه أسلم الواسطى فى "تاريخه "(ص ۱۶۱) عن محمد بن يزيد عن عنبسة بن عبد الواسطى، عن عمرو بن قيس قال ... :فذكره مرفوعاً.

قلت :وهذا إسناد ضعيف مرسل، وعمرو بن قيس جمع من التابعين فمن دونهم، ولم أعرف هذا من بينهم . وعنبسة بن عبد الواسطى؛ لم أجده (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيء فى الأمة للالبانى، تحت رقم الحديث ۳۹۰۴)

www.idaraghufran.org